مولانا حافظ
خان محمد قادری
کی
تقریریں
مرتب
محمد فاروق شاہد
محمدیہ غوثیہ اسلامک یونیورسٹی لاہور
قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

مولانا حافظ خان محمد قادری

مرتب

محمد فاروق شاہد

محمدیہ غوثیہ اسلامک یونیورسٹی لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
0333-4383766
042-7213575

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	ـــــــ	مولانا حافظ خان محمد کی تقریریں
مرتب	ـــــــ	محمد فاروق شاہد
پروف ریڈنگ	ـــــــ	علامہ حافظ احمد منصور
صفحات	ـــــــ	349
باراول	ـــــــ	2006ء
بارچہارم	ـــــــ	2010ء
کمپوزنگ	ـــــــ	غلام محمد یٰسین خاں
زیرنگرانی	ـــــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ـــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ـــــــ	1100
قیمت	ـــــــ	200 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

انتساب

مرحوم **والد گرامی قدر** کے نام

جنہوں نے کمال شفقت و محبت سے مجھ ناچیز کو دین کی راہ کا مسافر بنایا۔

اور **امی جان** کے نام

جن کی دعائیں میرے لئے سائبانِ رحمت ہیں۔

نیاز کیش: **محمد فاروق شاہد**

آئینہ کتاب

تقریظ

تحریر و تقریر کا میدان جدا جدا ہے۔ تحریر کا ڈھنگ اور ہوتا ہے اور تقریر کا رنگ اور۔ اور میں دونوں میدانوں کے راہگور میں ہوں۔ جس طرح تقریر کا فن مشکل ہے اسی طرح تقریر کو تحریر میں ڈھالنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ کئی دوستوں نے اس وادی پُر خار میں قدم رکھا۔ مگر تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ مگر عزیزم محمد فاروق شاہد اس میدان میں سخت جان نکلے اور کچھ تقاریر کو حیطہ تحریر میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔

اب یہ فیصلہ تو پڑھنے والے ہی کریں گے کہ شاہد صاحب اس کام کو کرنے میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں۔ البتہ ان کی استقامت قابل تحسین ہے۔ یہ جو کچھ آپ کے سامنے ہے ہمارے اس عزیز کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین

چوہدری عبدالمجید قادری صاحب میسرز قادری رضوی کتب خانہ لاہور شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ان خطبات کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے آپ تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی آسانیاں عطا فرمائے اور ان کے ادارہ کو ترقی نصیب فرمائے۔ آمین ۔

خان محمد قادری
پرنسپل دار العلوم محمدیہ غوثیہ داتا نگر لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

خطابت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود حضرت انسان کی۔ خطابت کی اسی دن بنیاد پڑ گئی تھی جب انسان نے عالم گیتی میں قدم رکھا، نسل کا سلسلہ چلا اور انسان نے اپنے ہم جنس کو مخاطب کر کے منہ سے پہلا کلمہ نکالا۔ افکار کو گفتار کا روپ دینا خطابت کہلاتا ہے اور جسے یہ روپ دینے کا ڈھنگ اور اپنے حسنِ خیال کو لفظوں کے سہارے حسن گفتگو میں ڈھالنے کا سلیقہ آ جائے اسے خطیب کہتے ہیں۔ ایک محقق کا کہنا ہے:

''جو خیال ایک غیر معمولی اور نرالے طور پر لفظوں کے ذریعہ سے اس طرح ادا کیا جائے کہ سامع کا دل اسے سن کر پر جوش اور متاثر ہو وہ شعر ہے، خواہ نظم میں ہو یا نثر میں''۔ میرے نزدیک یہی خوبی اگر انداز بیاں میں ہے تو وہ اعجاز خطابت ہے۔ اس لئے کہ: ''تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی خوشی، غم، غصہ یا کسی ذوق وشوق کا خیال دل میں جوش مارتا اور قوت بیان سے ٹکر کھاتا ہے تو زبان سے خود بخود موزوں کلام نکلنے لگتا ہے''۔ خیالات وافکار، فصاحت و بلاغت، حریت وشجاعت، ہمت وجرأت اور اولوالعزمی کے اظہار کا خطابت ہی ذریعہ ہے۔ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے، دلائل سے خاموش کرنے، انہیں کسی مشن پر ابھارنے اور اکسانے کا کارگر حربہ ہے۔

جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ صحار بن عیاش عبدی سے دریافت فرمایا:

''یہ تم لوگوں میں اس قدر بلاغت کہاں سے آتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے سینوں میں جوش مارتی ہے اور زبانوں کی راہ سے باہر نکل پڑتی ہے''۔ گفتگو کا سلیقہ انسان کے اوصاف واخلاق میں داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے حسن گفتگو کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا'' (لوگوں سے خوبصورتی سے بات کیا کرو)۔ خطابت اسی خوبصورتی سے اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کے فطری اظہار کا نام ہے۔ گویا یہ تمام انسانی خوبیوں کی جوھر ہے جو لفظوں اور حرفوں میں ڈھل کر آواز و گفتگو کا روپ دھارتی ہے۔ قرآن نے اس جوہر کا یوں ذکر کیا ہے:

''وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ'' (رحمٰن) جس نے انسان کو بیان (کرنا) سکھایا۔

ایک مقولہ ہے: ''تعلیم شخصیت کا آغاز کرتی ہے اور گفتگو اس کی تکمیل''۔ تاریخ میں ایسے رجال کار اور شہسواروں کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جو آسمان خطابت پر مہر و ماہ بن کر چمکے اور اس میدان میں انمٹ نقوش چھوڑے اور اپنی جادو بیانی کا سکہ جمایا۔

جامعہ اویسیہ بہاولپور اور دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے فاضل، دار العلوم محمدیہ غوثیہ، الکرم قرآن کالج، اقرا آرفن گرلز کالج لاہور کے پرنسپل اور جامع مسجد محمدیہ غوثیہ داتا نگر بادامی باغ کے خطیب، خطیب العصر حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری مدظلہ بھی اسی دنیائے خطابت کی ایک روشن اور ممتاز شخصیت ہیں۔ بلاشبہ آپ آج کے خطباء کے سالار قافلہ اور سرخیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو بے پناہ علم وفضل اور دانش وبصیرت سے نوازا ہے وہاں جوہر خطابت اور اعجاز نطق وبیان سے بھی خط وافر بخشا ہے۔ خطابت کا ملکہ تو لگتا ہے آپ کو گھٹی میں ملا ہے۔ آغا شورش کاشمیری نے ابوالکلام آزاد کے بارے میں کہا تھا:

''مولانا ابوالکلام آزاد اردو خطابت کے لئے قدرت کا عطیہ تھے۔ ان کے لئے ہر موضوع ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی تھا''۔ کچھ یہی حال میرے ممدوح وموصوف کا ہے۔ بلا مبالغہ آپ بھی ہمارے لئے قدرت کا عطیہ ہیں۔ گفتگو پر اس قدر دسترس ہے کہ لفظ اور حرف ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور آپ ان سے کھیلتے ہیں۔ خطابت میں اپنا خاص اسلوب اور طرز رکھتے ہیں۔ خطابت کا حوالہ اور پہچان ہیں۔ لب کیا کھلتے ہیں کہ لفظوں کا ایک آبشار جاری ہو جاتا ہے۔ کمال کی سحر بیانی ہے۔ دماغوں کو اجالتے اور دلوں کے تار ہلاتے جاتے ہیں۔ زبان کی غنا کا یہ عالم ہے کہ لفظ وحرف پانی کی لہروں کی طرح رواں ہو جاتے ہیں۔ ان کے اپنے موڈ کی بات ہے۔ چاہے آتش فشاں لاوے کی طرح رواں ہو جائیں چاہے سبکسار ندی کی مانند چل پڑیں۔ تاہم لہجہ میں جولانی اور بیان میں فراوانی ہوتی ہے۔ بغیر کسی لگی لپٹی کے لوگ ان کے لبوں کی جنبش کا انتظار کرتے ہیں۔ آپ بھی جو لفظ منہ سے نکالتے ہیں وہ خوب رولتے ہیں۔ پھر بات سے بات بنتی ہے حرف سے حرف نکلتا ہے اور لوگ سامع نواز کرتے چلے جاتے ہیں۔ لوئی جانس کا کہنا ہے:

''بیان کی خوبی اور رفعت تاثیر زبان سے پیدا ہوتی ہے، تاثیر زبان انسان کے ذہن پر نہیں بلکہ جذبات پر اثر کرتی ہے اور اس کا مقصد سمجھانا نہیں ابھارنا ہے۔ یہ محض وہبی نہیں اکتسابی بھی ہے.........کوئی لفظ خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو موقع ومحل کی مناسبت سے اپنا اثر دکھائے گا۔ لفظوں کی عظمت ہر مقام پر برمحل نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کی عظمت خیال کے حسن پر مبنی ہے۔ لفظ خواہ کتنے ہی بلند، عظیم، حسین اور منتخب ہوں اگر خیال بلند، حسین اور منتخب نہیں تو بے اثر ہیں۔

حضرت قادری صاحب قبلہ زبان کی تاثیر بھی رکھتے ہیں اور موقع ومحل کی مناسبت سے لفظوں کے استعمال کا ملکہ بھی، نیز حسن خیال بھی سے مالا مال ہیں۔ نکتہ آفرینی، شیریں بیانی، شعلہ نوائی، برجستہ گوئی اور لفظوں کی رنگا رنگی آپ کی خطابت کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کا خون سلگتا اور دل بولتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے کان میں ایک بار آپ کی رسیلی آواز پڑ جاتی ہے وہ گرویدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ نثر کے ساتھ ہزاروں اشعار بھی نوک زبان ہیں۔ برمحل اور موقع پر

شعر پڑھنا بھی آپ کی نمایاں خوبی ہے جو بہت کم خطباء میں نظر آتی ہے۔اس سے گفتگو کی تاثیر دو چند ہو جاتی ہے۔ بیٹھے بیٹھے ہنسا دینا اور ہنستے ہوؤں کو یونہی رولا دینا آپ کی خطابت کا کمال ہے اور یہ کمال ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ کسی جوہر قابل ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی اس خوبی و کمال کا اعتراف آپ کے مرشد اور اساتذہ نے بھی کیا ہے۔

واہ کینٹ کی شاہی مسجد کے خطیب کے لئے اساتذہ کرام نے آپ کا نام تجویز کیا۔ سیدی و مرشدی حضرت ضیاء الامت رحمتہ اللہ علیہ نے مسترد کرتے ہوئے فرمایا:''خان محمد قادری میری بے نیام تلوار ہے، میں اسے نیام میں نہیں ڈالنا چاہتا''۔ایک اور موقع پر بھیرہ شریف کے بابو غلام مرتضیٰ کی شکایت پر فرمایا:''میرا قادری شیر اے...... میرے شیر کے ہوتے کسی کی کیا ضرورت ہے''۔

زمانہ طالب علمی میں تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے کچھ دن مسلسل غیر حاضر رہے۔ جب حاضر ہوئے تو قبلہ شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلام نے دریافت کیا، مولانا کہاں رہے ہیں؟ حقیقت حال عرض کر دی، اس پر فرمانے لگے:

''بھائی! خطابت تو آپ کی مسلم ہے۔مگر لقب کوئی باقی نہیں رہا جو آپ کو دیا جائے۔ کیونکہ کوئی خطیب عرب وعجم بن گیا ہے اور کوئی خطیب یورپ۔غرض کوئی لقب نہیں رہا۔ ہنستے ہوئے عرض کی:''ایک لقب باقی ہے۔ پوچھا: کونسا؟ عرض کی:'' جناب! خطیب الثقلین'' شیخ الحدیث صاحب خوب محظوظ ہوئے اور پھر آتے جاتے اسی نام سے پکارتے۔ جو خطیب نطق و بیان کے اس اوج پر فائز ہو ریاست خطابت کا جھومر ہو، خطابت کا حوالہ اور سند ہو اسے آج کی خطابت کے دور کا رئیس الخطباء کہہ دیا جائے تو بے جا اور غلط نہ ہو گا۔ بہاولپور سے بھیرہ شریف اور بھیرہ شریف سے لاہور تک سفر کا تذکرہ آپ کی کتاب ''کرم ہی کرم'' میں پڑھا جا سکتا ہے۔ بھلا ہو عزیز القدر محمد فاروق شاہد کا جس نے بڑا کام کیا۔ قادری صاحب موصوف کے جادو بیان خطبات کو آڈیو کیسٹوں اور سی ڈیز سے تحریر کے قالب میں اتارا اور انہیں ترتیب دے کر یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی۔ پہلے جو سحر بیانی آپ کیسٹوں اور سی ڈیز سے سنتے تھے اب وہ آپ کو کتاب میں پڑھنے کے لئے بھی ملے گی۔اس طرح عزیزم نے کتاب خواں طبقہ کی تسکین کا ساماں کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے فضل و علم سے نوازے اور اس کام پر اجر عظیم عطا کرے۔ امید ہے یہ کتاب خطابت کے ذخیرہ میں ایک مفید اضافہ ثابت ہو گی اور راہروان خطابت کے لئے راہنما ثابت ہو گی۔

غلام مصطفیٰ القادری
دار العلوم محمدیہ غوثیہ، داتا نگر بادامی باغ، لاہور موبائل: 0300-8025177

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیمo

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبینo صدق اللہ العظیمo

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمیم
شرطِ انصاف ہے اے صاحب الطافِ امین
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم
ہم کو جمیعت کی خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ امت تیرے محبوب کی دیوانی تھی
ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر
تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا
قوت بازوئے محمد ﷺ نے کیا کام تیرا

بس رہے تھے یہیں سلجوقی بھی تورانی بھی
اہلِ چین چین میں ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی
پر تیرے نام پہ تلوار اُٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے
تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
دی اذانیں یورپ کے کلیساؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے
دشت میں کوہ میں لے کر تیرا پیغام پھرے
تجھ کو معلوم ہے کبھی ناکام پھرے
صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے
نوع انسان کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
پھر بھی ہم سے گلا ہے تو وفادار نہیں
اگر میں وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

برادرانِ اسلام!

میں نے آپ کے سامنے علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار کی شکل میں انسانی تاریخ کا تجزیہ پیش کیا ہے اور علامہ اقبال نے کمال فن سے اور کمال ذہانت سے انسانیت کی پوری تاریخ کا ابتدا سے لے کر حضور علیہ السلام کے زمانے تک پورا نقشہ کھینچا کہ پہلے دنیا کیسے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے تو دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔

برادرانِ اسلام! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لقد من اللہ علی المومنینo

ترجمہ: بے شک اللہ نے اہل ایمان پہ احسان فرمایا۔

اذ بعث فیھم رسولاًo

جب ان میں اللہ نے اپنا عزت والا اور شان والا رسول مبعوث فرمایا اور فرمایا جب میرا رسول تشریف لایا تو اس نے اس جہالت کدے کے اندر قرآن سنایا، ان لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا اور جب میرا نبی دنیا میں آیا تو فرمایا دنیا والو۔

ان کانوا من قبل لفی ضلل مبینo

میرے محبوب کے آنے سے پہلے پوری دنیا جہالت کی، ذلالت کی بالکل تاریک کوٹھری میں بند تھی اور دلدل میں گھری ہوئی تھی اور کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ تھا جہاں توحید کا نور جلوہ گر ہو جہاں اللہ کا بندہ سجدہ کرتا ہو۔ پوری روئے زمین کے اوپر جہالت، بُت پرستی، وہم، شرک ان چیزوں کا دور دورہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو ہر طرف روشنی پھیل گئی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان کانوا من قبل لفی ضلل مبینo

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کا دور کھلی گمراہی کا دور ہے، انسان انسانیت کے زیور سے عاری تھا، انسان کے پاس سب کچھ تھا انسانیت نہیں تھی۔ انسان کے پاس سب کچھ تھا شرافت نہیں تھی، سب کچھ تھا صفائی، ستھرائی نہیں تھی۔ غرضیکہ ایک غلیظ جانور اور انسان میں کوئی فرق نہیں تھا اور یہی حال مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے جنوب تک تمام کائنات کی ایک ہی شکل یعنی کوئی سورج کا پجاری تو کوئی چاند کا پجاری۔ کوئی ستاروں کو خدا بنائے بیٹھا ہے، تو کوئی پیپل کے درخت کو پوج رہا ہے تو کوئی آگ کو رب سمجھ رہا ہے، کوئی آگ کے سامنے سجدہ کر رہا ہے کوئی پانی کے سامنے سجدہ کر رہا ہے، کوئی جمنا کا پجاری ہے، کوئی گنگا کا پجاری، کوئی پتھر کا پجاری، کوئی درختوں کا پجاری، کوئی گائے کا پجاری، خدا کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکر کھا رہا ہے انسان۔ اتنے خدا بنا لیے انسان نے کہ اپنے ہاتھوں سے گھڑتا تھا، آپ بناتا تھا، آپ سجاتا تھا، آپ ہی جھک جاتا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے صنم پوج رہا تھا۔ یہاں تک کہ گوبر جانور کے جسم سے نکلی، گوبر سے کیڑے پیدا ہوئے تو گوبر کے کیڑوں کو انسان نے خدا بنا لیا۔ گوبر کے کیڑوں کو پوجنے لگا انسان۔

سور، خنزیر کو کھانے لگا، کتوں کو اس نے کسی کسی جگہ پر اپنا معبود بنا لیا۔ یہ حالت بن گئی انسانیت کی تو زمین کا سینہ جلنے لگا کہ کس لئے مجھے مالک نے بنایا اور انسان نے میرا حال کیا کر دیا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا
قوت بازوئے محمد ﷺ نے کیا کام تیرا

بستے تو سارے تھے پر تیرے نام پہ جنگ بدر کس نے کی تھی، تیرے نام پہ احد میں زخمی کون ہوا تھا۔ حسین کس کا تھا، حسن کس کا تھا، علی کس کا تھا، حمزہ کس کا تھا۔ یہ بھی تیری اس زمین پہ بس رہے تھے تیرا کھاتے تھے، تیری زمین سے

اُگاتے تھے لیکن جب عبادت کا وقت آتا تھا تو تجھے کوئی یاد نہیں کرتا تھا۔

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا
قوت بازوئے محمد ﷺ نے کیا کام تیرا

اس میں اقبال نے کوئی غلطی نہیں کی بلکہ سچ کہا ہے کہ کوئی کیڑوں کو پوج رہا ہے، کوئی درختوں کو پوج رہا ہے کوئی ستاروں کو پوج رہا ہے لیکن یا اللہ تجھے کوئی نہیں جانتا، تجھے کوئی نہیں مانتا، تیری ذات کا کوئی پرستار نہیں ہے۔ اچانک کیسے ہوا کہ بتوں کے پجاری تیرے پجاری بن گئے، کعبے کے پاس ننگے ہو کر طواف کرنے والے کعبے کو غلاف چڑھانے والے ہو گئے۔ کعبے کے اندر بت سجانے والے کعبے کو پاک کرنے والے ہو گئے۔ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑھنے والے اپنی بیٹیوں کے محافظ بن گئے۔ اچانک یہ کیسے ہو گیا۔

عرض کرتے ہیں مولا تو بتا یونانی بھی زمین پہ تھے، ساسانی حکمران بھی تھے، سلجوقی حکمران بھی تھے، چینی چین میں تھے یہ سارے بس رہے تھے۔

بس رہے تھے یہیں سلجوقی بھی تورانی بھی
اہلِ چین چین میں اور یونان میں یونانی بھی

یہ اقبال تاریخ سے پردہ اُٹھا رہا ہے

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اور اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی

پر تیرے نام پر اُٹھائی تلوار کس نے
اور بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے

جب ہمارے نبی کا میلاد ہو رہا تھا۔ تو اس وقت دنیا کا نقشہ کیا تھا۔
علامہ اقبال صاحب نے تو سارا چار فقروں میں ڈھال دیا لیکن معاملہ لمبا ہے۔

آپ ایران سے شروع کریں جو ہمارا ہمسایہ ہے، ایران کا اس وقت کیا حال تھا جب نہیں آیا آمنہ کا لال تھا۔ ایران کے اوپر ساسانی حکمران تھے۔ آپ نام سنتے ہیں نوشیرواں کا، یہ بھی ایران کا تھا، یزدگرد بھی ایران کا تھا، رستم بھی ایران کا تھا۔ کوئی بادشاہ، کوئی کرنل یہ سارے ایران کے تھے۔ یہ سب ساسانی کہلاتے ہیں۔ تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے تھے تو یہ ساسانی حکومت کیے جا رہے تھے لیکن حالت کیا تھی دو سُپر طاقتیں تھیں زمین کے سینے پر۔

ایک طاقت کا نام تھا ایران فارس، اس کا حکمران کسریٰ کہلاتا تھا۔ دوسری طاقت کا نام تھا روم۔ اس کا بادشاہ قیصر کہلاتا تھا۔ قیصر و کسریٰ یہ دو طاقتیں تھیں۔ ان دونوں کے درمیان دنیا چکی کے پاٹوں میں پسنے کی طرح پستی رہی، یہ پوری دنیا پہ چھائی ہوئی تھیں۔ ان دو طاقتوں کے درمیان پسینے کی طرح چھوٹی چھوٹی طاقتیں تھیں۔

ایران فارس کہلاتا تھا اور اتنا بڑا ملک تھا، عراق بھی اسی میں، شام کا کچھ علاقہ بھی اسی میں، ہندوستان کا کچھ علاقہ بھی اسی میں، افغانستان بھی اسی میں، بلخ بخارہ بھی اسی میں تھا۔ ان کے عقیدے کیا تھے، ایمان کیا تھا، اخلاق کیا تھا، اخلاق بے حد گندہ تھا اگر پوری دنیا کی ناک کا کردار اتنا گندہ ہو تو باقی دنیا کا کیا حال ہوگا۔

یہ اصول ہے کہ جس قوم کا وزیر اعظم اچھا ہوگا تو قوم بھی آہستہ آہستہ اچھی ہوگی۔ اگر وزیر اعظم شرابی ہوگا تو قوم بھی پھر نمازی نہیں ہوسکتی۔ اگر قوم کا صدر کمینہ ہوگا تو قوم بھی شرافت مآب نہیں ہوگی۔ جس قوم کا وزیر اعلیٰ کمینہ ہوگا اس قوم سے بھی خیر کی توقع نہیں ہوسکتی۔ نوشیروان ویسے تو وہ بڑا عادل کہلاتا تھا، بڑا اچھا کہلاتا تھا لیکن جب کرسی کا چکر آیا تو نوشیروان عادل نے سترہ بھائیوں کو پکڑوایا، سترہ بھائیوں کو پکڑ کے گاجروں کی طرح کٹوا ڈالا، آنکھیں نکلوا کے ڈالیں، سترہ بھائیوں کا قاتل لیکن نام ہے عادل۔

اسی فارس ایران کا ایک بادشاہ اس کا نام ہے کیقباد جو نوشیروان کا باپ ہے اتنا بڑا بے غیرت کہ اس وقت کا ایک ریفارمر تھا۔ اس کا نام تھا مُزدق ایرانی۔ مُزدق ایرانی نے نعرہ لگایا اس نے کہا کہ عورت کسی کی ملک نہیں ہے، عورت ہر کسی کی مشترکہ ہے جو چاہے کسی کی بیٹی پکڑ لے کسی کی بیوی پکڑ لے۔ یہاں تک وہ غالب آیا کہ اس نے بادشاہ کی گردن پہ ہاتھ دھر دیا۔ اس نے کہا کہ آج رات بیوی تیری ہوگی لیکن رات کو میرے ساتھ رہے گی۔ نوشیروان نوجوان تھا اس نے اس مزدق ایرانی کے پاؤں پکڑ لئے، اس کے پاؤں میں سر دھر دیا۔ اس کے شہزادے نے اپنے ہاتھوں سے جوتے اتارے اور اس نے کہا جو مانگو پیش کریں گے۔ اگر بادشاہ کی عزت کو تار تار کر ڈالا تو پھر دنیا میں کسی کی عزت رہے گی ہی نہیں۔ مہربانی کر ہمارا گھرانہ تو رہنے دے۔ اس نوشیروان کی شرط پر منتوں سماجتوں سے مُزدق باز آیا یعنی جہاں بادشاہ اپنی بیوی کی اپنے ہاتھوں عزت نیلام کرنے پر تُل جاوے، وہاں دوسروں کی عزتیں کہاں ہوں گی۔ یہ حال ایران کا ہے۔

اور تو اور جس کا نام ڈارا بادشاہ تھا۔ ارے ڈارا کیسا بادشاہ تھا جس کا نام تاریخوں میں بڑا بادشاہ ہے۔ انگریزوں کی تاریخ میں ڈارا کا نام شاعری میں بڑا لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ شخص تھا جس کے بارے میں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ڈارا کے باپ نے اپنی بیٹی سے منہ کالا کیا اور اس سے ڈارا پیدا ہوا یعنی اپنی بہن کے پیٹ سے ڈارا پیدا ہوا۔ تاریخ طبری میں یہی لکھا ہے کہ ڈارا اپنی بہن کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یعنی باپ نے اتنا بڑا ظلم کمایا کہ بیٹی سے منہ کالا کر ڈالا، جس سے یہ بیٹا پیدا ہوا۔ ساری دنیا میں جشن منائے گئے کہ بادشاہ کا بیٹا پیدا ہوا۔ آؤ بادشاہ کا نورِ نظر پیدا ہوا۔ لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ اوئے ظالموں نہ بہن ہے، نہ ماں ہے، نہ خالہ ہے۔ یہ رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے، عزتیں نیلام ہو رہی ہیں کوئی کبھی تو آئے گا کہ ماں ماں کہلائے گی، بہن بہن کہلائے گی، بیٹی بیٹی کہلائے گی۔ لیکن

ابھی تک یہ رشتہ کوئی نہیں، ابھی تک پاکیزگی نام کی کوئی چیز نہیں۔ ڈارا کا یہ حال حتیٰ کہ ڈارا کے گھر میں جب اس کی اپنی بیٹی پیدا ہوئی اس کی بیٹی کا نام تھا روشنک، تو وہ بیٹی کو اس نیت سے پالتا رہا کہ اس سے شادی کروں گا۔ جب بیٹی جوان ہو گئی تو یونانیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ جس وقت میدان میں تھا تو دل میں تھا کہ میدانِ جنگ میں بیٹی سے منہ کالا کروں گا لیکن وقت نہ آیا۔ یونانیوں نے ڈارا کو خنجر مار مار کر ڈھیر کر ڈالا۔ اس کے سانس اٹکنے لگے، وہ مرنے لگا۔ اس نے اپنے جرنیل فلک سکندر کو بلایا اس نے کہا بیٹی میری تھی میں اس کو اپنی شادی کیلئے پال رہا تھا لیکن میری وصیت سن لے کہ اب میرے جانے کے بعد اب تو اسے اپنا بنا لینا۔ یعنی صورت حال یہ ہے کہ نہ بیٹی ہے، نہ ماں ہے، نہ بہن ہے۔ عزتیں نیلام ہو رہی ہیں، برباد ہو رہی ہیں اور یہ لوگ بھی درختوں کے پجاری، کہیں آگ کے پجاری ہیں۔ یہ تھا ایران کا نقشہ، جب میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں آنے والے تھے تو ایران کا حال یہ تھا۔

اب ایران کے بعد ذرا اپنی حالت کا بھی جائزہ لے لیں برصغیر پاک و ہند والوں کا حال کیا تھا، ہمارا حال ان سے بھی بُرا تھا۔ یہاں ہندو مت تھا، ہندو مت کے اندر چھوت چھات کی بیماری تھی۔ اگر خاوند مر جاتا تو بیوی کو بھی ساتھ مرنا تھا۔ اگر خاوند مر گیا تو بچاری عورت کو بھی پکڑو اس کو بھی ساتھ جلا ڈالو۔ وہ روتی رہ جائے، وہ چیختی رہ جائے، اوئے میرے جلانے والو میرا قصور کیا ہے، میری غلطی کیا ہے، میری موت کا وقت نہ آیا لیکن تم میرے خاوند کے مرنے کے ساتھ مجھے کیوں مار رہے ہو، کیوں جلا رہے ہو، لیکن وہ کہتے تھے کہ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ خاوند مرے تو عورت کو بھی مار ڈالو، اس کو بھی جلا ڈالو، اس منحوس وجود کو مٹا ڈالو، اس کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں اور بچارے غریبوں کے اوپر بھی اسی برصغیر کے اندر ظلم ڈھائے گئے۔ ایک شودر قسم کا مذہب ایجاد کیا گیا اور ان کو پلید قرار دے دیا گیا۔ اتنا پلید قرار دے دیا گیا کہ اگر کنوئیں کے اوپر ان کا سایہ پڑ

جاتا تو ان کو پکڑ کر ذبح کر دیا جاتا۔ اس پانی کو پلید قرار دے دیا جاتا۔ انسان انسان کو پلید سمجھ رہا ہے، انسان انسان کو ذبح کر رہا ہے اور تو اور میرے دوستو یہ تو آپ بعد میں کوئی چوہدری بنے بیٹھے ہو، کوئی ملک بنے بیٹھے ہو، کوئی خان بنے بیٹھے ہو، کوئی چیمے بنے بیٹھے ہو، کوئی جٹ بنے بیٹھے ہو، کوئی غازی بنے بیٹھے ہو، کوئی حاجی بنے بیٹھے ہو لیکن اگر میرا مدنی نہ آتا تو تم سارے ہندو بن کے مر جاتے۔ یہ تو ہاتھ اُٹھا کر دعا دو کہ مدینے والے نے ہمیں کلمہ پڑھا ڈالا۔

ہم یہ سب بٹ، چوہدری، جٹ سب رام رام کر رہے ہوتے، ارے یہ اسلام آیا اور رب نے کرم فرمایا آمنہ کا لال آیا، کفر پہ زوال آیا، انسانیت پہ جمال آیا، ہمارے ہونٹوں پہ نام رب ذوالجلال آیا۔

ہمارا حال کیا تھا ہم کیا تھے آج تو الحمد للہ مان ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اب پوچھو تو کہتے ہیں کہ اساں جدی پشتی مسلمان آں۔ ارے تمہاری پشتوں کی کوئی خبر لے تو پتہ چلے کہ تمہاری کتنی پشتیں مسلمان ہیں اس لئے پس پردہ ہی رہنے دو۔

وہ علامہ اقبال نے کسی جگہ یہ کہا تھا۔

میں اصل کا سومناتی آبا میرے لاتی مناتی

میں تو سومناک کے مندروں کی پیداوار، پر یہ تو کرم کسی نے فرمایا کہ ہمیں کلمہ پڑھایا۔ ہند کا حال کیا تھا کوئی پیپل کو پوج رہا تھا، کہیں گندہ کو پوج رہے ہیں، کہیں چاند کو پوج رہے ہیں، کہیں بیوی اپنے خاوند کے ساتھ جل کر مر رہی ہے۔ انسان چھوت چھات کے چکر میں انسان کو ذبح کر رہا ہے۔

یعنی بیالیس کروڑ بت تھے جن کو ہند والے پوجا کرتے تھے۔ کہیں پتھروں کو پوج رہے ہیں اور یہاں تک کہ کبھی لہروں کو پوج رہے ہیں، کبھی ہواؤں کو پوج رہے ہیں۔ ہم تھے پجاری بتوں کے لیکن دعائیں دو مدینے کے والی کو۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

اللہ اللہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا اگر میرے نبی کا میلاد نہ ہوتا تو یہ خطۂ ہند بھی آباد نہ ہوتا۔ ہم بھی مندروں پر ٹلیاں کھڑکا رہے ہوتے۔ لیکن اب آپ بتائیں کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہند والوں پر اتنا کرم فرمایا تو اب ہند والے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منا دیں یا نہ منا دیں۔

یہ نیم چڑھے کریلے پوچھتے ہیں کہ یہ میلاد کیوں منایا جاتا ہے۔ ان کو بتاؤ کہ میلاد اس لئے منایا جاتا ہے کہ تم تو جان بوجھ کر اندھے بنے بیٹھے ہو اور پوچھو کون ہو کہتے ہیں ہم تو توحید کو مانتے ہیں۔ اے جاہلو توحید کہاں تھی جب میرا نبی نہ تھا۔ کوئی مولوی مجھے بتائے، کوئی شیطانی مولوی توحید کا ٹھیکیدار مجھے بتائے، کوئی وہابڑ مولونڈا مجھے بتائے، کوئی اہلحدیث مجھے بتائے کہ جب میرا نبی نہیں آیا تھا تو کعبے کا حال کیا تھا، ہند کا حال کیا تھا، مصر کا حال کیا تھا، یونان کا حال کیا تھا، ارے کائنات کا حال کیا تھا، علامہ اقبال کہتا ہے۔

ہم سے پہلے عجب تھا تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا
قوت بازوئے محمد ﷺ نے کیا کام تیرا

اب کوئی مانے نہ مانے، جائے جہنم، ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا سب کو جنت لے جانے کا۔

مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

ہمارا کام ہے پورا نقشہ کھینچ کے رکھ دینا، آگے کوئی مانے تو اللہ اس کا بھلا کرے اور جو نہ مانے تو اس کا اللہ ہی جانے۔ لیکن یاد رکھو ہند کا نقشہ یہ ہی تھا جو

میں نے اجمالاً بیان کر دیا۔ مؤرخوں کی غلطی ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے گن گن کے بتائے کہ بیالیس کروڑ بُت تھے۔ جن کو ہند کے لوگ پوجتے تھے۔ بیالیس کروڑ خدا کہاں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خدا کہاں۔

ہم سے دو لیڈروں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن کتنی باکمال نبی ہے کہ مدینے میں بیٹھ کر ہند کے اوپر نگاہ ڈالی کسی کو معین الدین اجمیری بنا ڈالا، کسی کو داتا علی ہجویری بنا ڈالا، کسی کو فرید الدین گنج شکر بنا ڈالا، کسی کو قمر الدین سیالوی بنا ڈالا، کسی کو پیر کرم شاہ الازہری بنا ڈالا، ارے چھوٹے چھوٹے دیے جلائے، چھوٹے چھوٹے چراغ مدینے والے نے جلائے۔ جو بھی مدینے جاتا تو مدینے والا اندر سے فرماتا۔ ہجویری تو لاہور جا، اجمیری تو اجمیر جا، عبدالقادر جیلانی تو بغداد جا، وہیں سے ڈیوٹیاں لگاتا تھا، چھوٹے چھوٹے دیے جلاتا تھا اور ایک دیا جہاں میرے نبی کا آتا تھا نقشہ بدل جاتا تھا۔

وہ لوگ بڑے نمک حرام ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تو فائدہ دے سکتا ہے۔ کیا نبی بھی فائدہ دے سکتا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ ایمان سے کوئی بڑا فائدہ ہے۔ ایمان کس نے دیا۔ کیا جبریل علیہ السلام تمہارے گھر تمہیں دے گیا تھا۔ عزرائیل چھوڑ گیا تھا ایمان۔ ارے ایمان میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے آیا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ جلاتے چلے گئے اور اللہ کریم کرم فرماتے چلے گئے۔ لیکن سچ تو یہی ہے جو علامہ اقبال نے کہا ہے۔ اقبال جب اپنی آئی پہ اتر آتا ہے تو کہتا ہے کہ یا دامن یزداں چاک یا اپنا گریبان چاک، کہتا ہے:

کہ تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمع

تو گر ہم سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے۔ یا اللہ تو تو تھا لیکن بُت کیوں تھے۔ تو تو تھا لیکن تیرے اپنے گھر کا حال کیا تھا۔ اللہ کے اپنے گھر میں کتنے بُت

تھے۔ تین سو ساٹھ بُت اور بُت کیا خدا کے ہمسائے ہوتے ہیں۔ نہیں بُت اینٹی خدا ہوتے ہیں مخالف ہوتے ہیں۔ خدا کے مقابلے میں ہوتے ہیں۔ اے اللہ تیرا اپنا جو بیت اللہ تھا، تیرا اپنا جو کعبہ تھا اس کا یہ حال تھا، لوگوں نے تین سو ساٹھ بُت تیرے گھر میں بسا رکھے تھے۔

یہی اقبال نے کہا کہ:

تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمع
شرطِ انصاف ہے اے صاحب الطافِ امین
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم

بارہ ربیع الاول کی صبح ٹھنڈی ٹھنڈی، میٹھی میٹھی، مہکی مہکی، بھینی بھینی خوشبو نہ ہوتی تو نسیم نہ ہوتی۔ میرے مدنی کا میلاد نہ ہوتا تو تیرا جہاں آباد نہ ہوتا۔ اے مسلمانوں بارہ ربیع الاول کو ہم عید مناتے ہیں لیکن کوئی ادھر کونے میں کھڑا ہوتا ہے، کوئی ادھر کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی اپنی دکان کے دروازے پہ کھڑا ہوتا ہے۔ باعثِ شرم ہے ہمارے لیے اگر نواز شریف کے کسی چمچے کا جلوس آتا ہے تو سارے کونسلر پیچھے ہوتے ہیں اگر تمہارے صادق گورنر کی گاڑی یہاں سے آتی ہے تو بڑے بڑے ملک، بڑے بڑے خان، آگے پیچھے پھرتے ہیں اس وقت تو کوئی شرم لاحق نہیں ہوتی۔

لیکن جب ساری کائنات کے سردار حسنین کے نانا کا میلاد ہوتا ہے۔ میلاد کا جلوس ہوتا ہے تو تجھے شرم آتی ہے۔ ارے نواز شریف جیسے، شہباز شریف جیسے، مشرف جیسے، شوکت عزیز جیسے لاکھوں آدمی میں مدنی کے دروازے کے کُتے پہ وار دوں۔ ان کے لئے تو تمہارے حاجی بھی، نمازی بھی، قاضی بھی پھرتے ہیں گلی میں لیکن تمہیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس میں شرم لاحق ہوتی ہے۔

جس وقت قائد اعظم ڈے ہوتا ہے تو ہمارے کونسلر کبھی ادھر پھوس پھدی کی طرح جا بیٹھتے ہیں کبھی ادھر بیٹھتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تمہاری ممبریاں، یہ تمہاری کونسلریاں، یہ موسمی مینڈک، یہ برساتی چکر، یہ چند دن کے ہیں لیکن غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں بھی ہوگی، حشر میں بھی ہوگی۔

چوہدری جی یاد رکھیں اگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو آپ سارے سور بن کے مر جاتے پر یہ شکلیں سلامت ہیں یہ میرے نبی کی دعا کی برکت ہے۔

خان صاحب ملک صاحب، بٹ صاحب اگر آج آپ انسان کی صورت لے کے بیٹھے ہیں۔ آج ہم مولانا بنے بیٹھے ہیں تو یہ سارا صدقہ ہے آمنہ کے لال کا۔

جب تیری سرکار میں آئے تو سبھی ایک ہوئے
بندہ و محتاج و غنی سبھی ایک ہوئے

میں نے عرض کیا کہ ہندوستان میں ہم بھی رام رام کر رہے ہوتے اگر پیارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتا۔ میرے لفظ اونچ نیچ ہو سکتے ہیں لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد نہ ہوتا تو ہم آج کلمہ نہ پڑھ رہے ہوتے۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربیع الاول شریف کی صبح کو میلاد ہوا اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی برکت سے سارا جہاں آباد ہوا۔ یہ برصغیر کا مختصر نقشہ میں نے آپ کو بتایا۔

اب ذرا روم کی طرف نظر اُٹھایئے جسے آج کل اٹلی کہتے ہیں۔ روم کی طرف جاؤ گے تو وہ بھی بتوں کے چکروں میں۔ ان کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا اور اگر آپ یونان کی طرف آئیں گے تو یونان اس وقت سب سے زیادہ ذہین تھا۔ کیونکہ ارسطو بھی یونان کا، افلاطون بھی یونان کا، بڑے بڑے دانا یونان کے تھے۔ ارسطو نے خود لکھا تھا اپنی کتاب میں کہ عورت ملکیت ہے ہر ایک کی جو چاہے

کسی عورت کو پکڑ لے۔ جتنی مرد چاہیں اس کی عزت کو تار تار کر ڈالیں۔ کہتا تھا اس سے مثالی معاشرہ بن جائے گا یہ اس کا نظریہ تھا اس نے اس نظریہ کو خود پیش کیا اور پھر کمینہ یہ بھی کہہ گیا کہ دنیا والو قانون صرف غریبوں کے لئے ہوتا ہے، لشکریوں کے لئے ہوتا ہے، سپاہیوں کے لئے ہوتا ہے، قانون نہ جرنیل کے لئے ہوتا ہے نہ بادشاہ کے لئے ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ ظلم ہے کہ وہی قانون چھوٹے کے لئے ہو اور وہی قانون بڑے کے لئے ہو۔ یہ یونان کا حال تھا اور یونان کے اندر بُت پرستی بھی، آگ پرستی بھی اور یہاں تک کہ غریب کو روٹی نہیں ملتی تھی اور امیر ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے پھر تے کر دیتے تھے تا کہ جگہ بنے اور کھائیں یعنی کھانے کے اس قدر حریص تھے۔

اور عقل کے اندھے اس قدر کہ نام کیا ہے افلاطون، ارسطو۔ ہیں بڑے عقل والے لیکن شرافت سے خالی، دانائی سے خالی، یہ یونان کا نقشہ تھا۔

مصر بھی اس وقت موجود تھا لیکن مصر کے اندر اس وقت کیا حال تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ مصر والوں کو بھی بیٹی کا پتہ نہیں ہے۔ ایک بیوی ہے کسی کی وہ فخر کرتا ہے کہ میری بیوی فلاں کے گھر عزت تار تار کرواتی ہے۔ اس کو شرم نہ آتی۔ یہاں تک کہ جب اللہ کی بات آتی تو خدا کی بجائے گوبر کے اندر پیدا ہونے والے کیڑوں کو سجدے کرتے تھے۔ گوبر کی پیداوار، کیڑوں کو سجدے کرنا یہ مصر کا شیوہ تھا۔

اور ادھر آپ چین کو دیکھو تو چین کے اندر دو مذہب تھے ایک کو کہتے کا نفیوسش، دوسرے کے نام ہے تائیوازم اور یہ سور اور کتے کے پجاری، یہ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے کہ اب تو تھوڑے تھوڑے بدلے ہوئے ہیں۔ لیکن کُتے کو ایسے کھاتے ہیں جیسے آپ دیسی مرغ کو کھاتے ہیں۔ کبھی دیکھا ہے چینیوں کو ماشاء اللہ۔ جتنا پلا پلایا کُتا ہوگا۔ چینیوں کی بس اس پہ نظر پڑ جائے پھر تو اس کے شکار کے چکر میں ہی لگے رہتے ہیں۔ جیسے آپ حضرات دیسی مرغ

اور وہ بھی گھر کا پلا ہوا ہو اس کا آپ ٹیسٹ رکھتے ہیں کہ بڑا مزے دار ہے۔

چین والوں سے ہمیں اس لئے پیار نہیں کہ کُتے خور ہیں۔ ہم تو اس لئے پیار کرتے ہیں کہ اچھا ہمسایہ ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی وفا کرے تو وفا کرو۔ اس لئے ہم ان سے وفا کیے جا رہے ہیں۔ جہاں تک مذہب والا کھاتہ ہے اُن کا کام بھی پَرلے درجے کا ہے۔ سور کھانا اور پھر اترانا۔ اب تو ماشاء اللہ چین والے بھی کھا رہے ہیں، انگلینڈ والے بھی ناروے والے بھی سور خور ہو گئے ہیں بلکہ یہودی بھی، عیسائی بھی سور خور، حالانکہ انبیاء علیہم السلام نے روکا اب سارے سور خور اور سود خور ہیں۔ بس سود اور سور میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ''دال'' اور ''رے'' کا فرق ہے۔ اگر دال کی جگہ ''رے'' لگائیں تو سور ہو جاتا ہے اور اگر ''رے'' کی جگہ دال لگائیں تو سود بن جاتا ہے، یہ تھی چین میں بھی بربادی، نہ تصور خدا کا نہ تصور مولا کا۔ یہ تو باقی دنیا کا نقشہ تھا۔

اگر آپ عرب کو چلے جائیں تو رب تعالیٰ خود بول رہا ہے فرمایا عرب والے برباد تھے یہ غیر آباد تھے۔ یہاں تو ایسی ایسی غلط رسمیں تھیں کہ اگر انسان سوچے تو کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ قرآن میں چودھویں پارے میں ایک رسم کا معمولی سا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم ٥ یتواری من القوم من سوء مابشربہ ط ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب ط الاساء مایحکمون٥ (النحل، 59,58)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ واضح فرمایا کہ یہ عرب والے کون تھے۔ فرمایا اور تو اور اخلاق سے عاری، سوچ سے عاری، کبھی پانی کے گھونٹ پہ سو سو سال لڑتے، کبھی گھوڑا دوڑانے پہ کئی کئی صدیوں لڑتے، مر جاتے اور عزت کا تصور بھی کچھ نہ تھا۔ عبادت کا تصور بھی یہ تھا کہ اگر کعبے کا طواف کرنے آتے، عورتیں کپڑے اتار دیتیں، مرد بھی کپڑے اتار دیتے، ننگے ہو کر عورتیں مرد مل کر کعبے کا

طواف کر رہے ہیں، ننگے عبادت ہو رہی ہے، عجیب سلسلہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی عرب کا آدمی سورج کو پوج رہا ہے، کوئی چاند کا پجاری ہے کوئی زندیق ہے، کوئی کسی کو مانتا ہی نہیں، کوئی نرا دہریہ ہے اللہ اکبر یعنی عرب کی دنیا میں بھی کوئی تصور توحید کا نہیں ہے۔ اگر ہے تو کہیں ایک ایک فرد ہے۔ باقی ساری دنیا کی ساری ٹیمیں ڈوبی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور تو اور جو اپنے جسم کا نور، اپنے جگر کا ٹکڑا، اپنی آنکھوں کا نور، اپنی اولاد ہوتی ہے، آپ کسی آدمی کے بیٹے کے منہ پر تھپڑ ماریں تو اس کے کلیجے پہ چوٹ پڑتی ہے اور چیخ اٹھتا ہے کہ میرے بیٹے کو تم نے ناجائز کیوں مارا۔ ہاتھ کیوں اٹھایا، اگر کسی کی بیٹی کو تھپڑ مارو تو پھر بیٹے کا تھپڑ تو برداشت ہو جاتا ہے لیکن بیٹی پہ اٹھنے والا ہاتھ اس کو انسان کہتا ہے میں معاف نہیں کروں گا اس نے میری بیٹی پہ ہاتھ کیوں اٹھایا۔

لیکن آپ تصور کریں کہ جس زمین پہ میرا نبی آ رہا تھا اس زمین کا حال کیا تھا۔ زمین ایسی جلی ہوئی کہ نہ کھیتی ہوتی ہے نہ آبادی ہوتی ہے۔ گرمی اس غضب کی پڑتی ہے کہ آسمان آگ برساتا ہے زمین بانجھ ہے سبزہ نہیں اگتا زمین کے اوپر، زمین کے سینے کے اوپر نہ درخت اگتا ہے، نہ کھیتی اگتی ہے نہ آبادی ہوتی ہے، زمین کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں۔ لینے ہی لینے کے لئے ہے، زمین آگ اگل رہی ہے، انگارے اگل رہی ہے، زمین کے پاس کچھ نہیں ہے آسمان سے آگ برستی ہے اور زمین تباہ و برباد ہے لیکن میرا مدینے والا، میرا سوہنا نبی، میرا پاک نبی جب آیا نہ تھا تو زمین تباہ و برباد تھی لیکن جب مدینے والا آتا ہے تو عرب کا مقدر بھی بدل جاتا ہے، لیکن آپ ذرہ ایک نقشہ سامنے لائیں کہ اللہ جو فرما رہا ہے کہ عرب والوں کی یہ عادت تھی۔

اذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا٥

غصے میں کالے پڑ جاتے بیٹی کی پیدائش پر اور پھر کیا کرتے۔

یتواری من القوم○

اور پھر حالت یہ کہ باپ چہرہ چھپائے پھرتا ہے، گھر سے نہیں نکلتا۔ ارے کیا ہو گیا کہتا ہے میرا منہ کالا ہو گیا، دنیا کو منہ دکھاؤں کیسے، میں دنیا میں جاؤں کیسے، میرے گھر میں ایک لعنت آ گئی ہے، یہ نحوست پیدا ہو گئی ہے، میرے گھر میں تو مصیبت کھڑی ہو گئی ہے، ایسی کالک لگ گئی ہے، ایسا داغ لگ گیا ہے کہ میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا، یہ قرآن بتا رہا ہے کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت یہ حال ہوتا تو چاچا، باپ، دادا، خالو، ماموں، بھائی سارے گھر میں بیٹھتے کہ اس لعنت کا کیا علاج کریں۔

یتواری من القوم من سوء مابشربہ ط ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب ط الا ساء مایحکمون○

تو سارے رشتہ دار فیصلہ کیلئے دیتے کہ اگر بے غیرت بن کے جینا ہے، اگر ذلیل بن کے جینا ہے اگر کمینا بن کے جینا ہے تو اس لعنت کو زندہ رہنے دے اس بیٹی کو زندہ رہنے دے اور اگر جوان مرد بن کے رہنا ہے تو اُٹھا اسے اور گاڑھ دے زمین میں، یا زمین پہ پٹخ کے مار تو مر جائے گی، اُٹھا کے ڈال دے اور چیلیں اُٹھا کے لے جائیں گی۔ اس کی زندگی کے ہوتے ہوئے تجھے عزت نصیب نہیں ہو گی۔ یہ قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

ام یدسہ فی التراب○

وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑھ دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الا ساء مایحکمون○

یہ تو قرآن کی آیت سنی۔ اب حدیث بھی سن لیجئے تا کہ آپ کو اور مجھ کو پتہ چل جائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی برکت کیا ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی رحمت کتنی بڑی ہے۔ پوری کائنات کا نقشہ

آپ نے سن لیا اب ذرہ ایک حدیث سنیے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی روتا ہوا آیا بلکتا ہوا آیا، تڑپتا ہوا آیا، گھٹنے زمین پہ رکھ کے اس طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگا جیسے کسی کا گھر تباہ ہو گیا، جیسے کسی کے سارے بیٹے مر گئے۔ اولاد ساری مر گئی ہو، کسی کا کچھ نہ بچا ہو، جس کا سب کچھ چھن گیا ہو آدمی دردمندوں والی چیخیں مارتا ہے، دھاڑیں مارتا ہے، اپنے ماتھے پہ ہاتھ رکھے عرض کرتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں برباد ہو گیا، میری آخرت تباہ ہو گئی، میری دنیا کالی سیاہ ہو گئی، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلایا، ساتھ بٹھایا پھر فرمایا بول کیا ہوا کیوں اتنا روتا ہے تیری ساری اولاد مر گئی، تیرا گھر تباہ ہو گیا یا تیرا کچھ نہ بچا۔ کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر برباد ہو جاتا تو دُکھ نہ تھا، ویران ہو جاتا تو دُکھ نہ تھا، میں اُجڑ جاتا مجھے تکلیف نہ تھی آقا میری بیوی گھر مر جاتی تو مجھے اتنا دُکھ نہ تھا، اولاد خود مر جاتی فوت ہو جاتی مجھے دُکھ نہ تھا پر میں تو اتنا بڑا پاپی، اتنا بڑا گنہگار، اتنا بڑا اثم ہوں، آقا رب تعالیٰ تو میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرے گا، آپ بھی مجھے دھکے دیں گے، میرے اوپر لعنتیں برسائیں گے۔ میں زمین پہ رہنے کے قابل نہیں مجھے زمین میں گاڑھ ڈالو، مجھے مار ڈالو۔

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حوصلہ دیا فرمایا بات تو بتا، کیا جرم ہوا، کیا گناہ ہوا، کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں ایک مرتبہ بچی پیدا ہوئی ایک بیٹی پیدا ہوئی میں نے بیٹی کو دیکھا، مجھے بڑا غصہ آیا میرے دل نے چاہا، اس کی ماں کو مار ڈالوں لیکن میں نے کہا چلو یہ زندہ رہے لیکن اپنی بیٹی کو دل چاہا کہ ابھی مار ڈالوں۔ لیکن میں نے کہا کہ اس سے یہ انتقام لوں گا کہ میرے گھر میں یہ لعنت کیوں پیدا ہوئی۔ اس کو کھلا پلا کر بڑا کروں گا جب سمجھدار ہو جائے گی تو زمین میں اسے زندہ گاڑھ کے اس سے بدلہ لوں گا کہ اس نے کیوں جنم لیا ہے۔ کہتا ہے کہ جب میری بیٹی کی عمر چھ، سات سال ہو گئی،

سمجھدار ہوگئی میں نے ایک دن کسی اُٹھائی، رسی اُٹھائی اور بیٹی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا، میں جوش انتقام میں آیا لیکن وہ معصوم تھی اس کے دل دماغ میں نہ تھا کہ میرا باپ مجھے مار ڈالے گا۔ میں اپنی بچی کو لے کر ایک ویرانے کی طرف چل دیا، ایک جنگل کی طرف چل دیا، میں ویرانے میں آیا، میں نے اپنی بیٹی کو وہاں آہستہ آہستہ بٹھایا اور کسی کے ساتھ گڑھا کھودنا شروع کیا۔ میں گڑھا کھودتا تھا، گرد اُڑتی تھی میرے چہرے پہ پڑتی تھی، میری بچی چھوٹا سا آنچل چھوٹا سا دوپٹہ اُٹھا کے میرا منہ صاف کرتی تھی اور کہتی تھی ابو جی تھک گئے ہو ذرہ بیٹھ جاؤ۔ ابا جی تھک گئے ہو ذرہ آرام کرلو۔ ابا جی اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں، گڑھا اتنا گہرا کھود رہے ہو، لیکن مجھے ترس نہ آیا گڑھا کھودتا رہا حتیٰ کہ جب میں نے گڑھا کھود لیا میں نے بیٹی کو پکڑا، بیٹی کو پکڑ کر میں نے دھکا دیا۔ بیٹی گڑھے میں جاگری اس کی ایک چیخ بلند ہوئی، میں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی وہ پکارتی رہی، میرے ابا میرے باپ میرا گناہ بتاتا جا۔ میری غلطی بتاتا جا۔ میرے ابا میں نے کونسا گناہ کمایا۔ میرے ابا میں نے کونسی غلطی کی۔ میرے ابا میں نے کونسا ظلم کمایا، جس کا بدلہ یہ ہے کہ مجھے زندہ گاڑھ رہے ہو، زندہ مار رہے ہو، وہ صحابی کہتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس وقت کوئی ترس نہ آیا اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالتا رہا حتیٰ کہ میری بیٹی نے آواز دی ابا اگر مجھے مارنا ہے، مجھے زندہ زمین میں نہ گاڑھ، کسی اُٹھا میرے سر پہ مار۔ میرا سر کاٹ دے۔ میں مٹی میں زندہ دب جاؤں گی مجھے دُکھ ہوگا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیٹی مجھے پکارتی رہی مجھے ترس نہ آیا۔ میں نے اس کے سینے کے اوپر بھی مٹی ڈال دی اس نے اپنا انگوٹھا دوپٹے میں پھنسایا اور کہا مجھے قتل کرنے والے مجھے مارنے والے، مجھے بے شک مار دے، مجھے گاڑھ دے پر یہ دوپٹہ لیتے جا میری ماں کو میرا دوپٹہ دینا، اسے یاد کرے گی تسلیاں پائے گی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بیٹی کو مار ڈالا لیکن اب جب رات کو سوتا ہوں، ساری رات روتا ہوں، میری بچی کی چیخیں

مجھے ساری رات خواب میں بھی سنائی دیتی ہیں۔ میرے آقا میرے جیسا پاپی، میرے جیسا گناہگار، بیٹی کا قاتل بخشا جائے گا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روئے، صحابہ بھی روئے، پکڑ کے میرے نبی نے سینے سے لگایا۔ فرمایا اتنا بڑا پاپ تو نے کمایا اتنا ظلم تو نے کمایا، ہائے کفر کے اندھیرے، ہائے جہالت کے اندھیرے پر جب پائے مدنی نے پھیرے، اندھیروں میں ہو گئے سویرے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ کر چھاتی سے لگایا پھر فرمایا نہ گھبرا تو نے کلمہ سنایا، کل قیامت کا دن جب آوے گا تو تیرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے پکڑ کے لے جاوے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت فرماوے گا، تیری بیٹی کو بھی راضی کروں گا اور تجھے بھی بخشواؤں گا۔

ہم سے پہلے عجب تھا تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
اور زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی برکت سے بیٹیوں کے قاتل بیٹیوں کی حفاظت کرنے والے بن گئے۔ اپنی بیٹیوں کے محافظ بن گئے۔ لیکن یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ نقشہ عرب کا کیا ہے۔ عرب والوں کی رسم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسم یہی تھی کہ بیٹیوں کو زندہ مار ڈالو، گاڑھ ڈالو، کوئی رشتہ، کوئی تقدس، کوئی پاکیزگی نہیں ہے۔ اگر میلے لگاتے ہیں تو شعر و شاعری ہو رہی ہے۔ وہ اُدھر سے ان کی ہجو کرتا ہے وہ ان کی ہجو کرتا ہے، شرافت اور عزت نیلام ہو رہی ہے لیکن جب میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو صرف عرب کا جغرافیہ نہیں بدلا، صرف ہند کا جغرافیہ نہیں بدلا، صرف ہند کی سوچ نہیں بدلی بلکہ جب میرا نبی زمین میں آیا تو اللہ نے کھلا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمینo

بہرحال برادرانِ اسلام میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ بارہ ربیع الاول شریف کو میرے آقا کی آمد کا دن ہے اور یہ پوری کائنات کے چھٹکارے کا دن ہے اور یہ اللہ کی رحمت کے نظارے کا دن ہے۔ میں نے صرف یہ چاہا تھا کہ پوری کائنات کا پوری دنیا کا نقشہ بتا کے آپ کو یہ بتا ڈالوں کہ رب جو بول رہا ہے۔

ان کانوا من قبل لفی ضلل مبینo

اور دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالفّ بین قلوبکم فاسبحتم بنعمتہ اخواناo

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا، انسان انسان کا دشمن تھا، انسان انسان کو ذبح کر رہا تھا۔ اس وقت کوئی رشتے کا تقدس نہ تھا لیکن میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا تو اس نے آپس میں محبت کا رشتہ قائم فرمایا اور ایک کلمہ ایسا پڑھایا کہ یہ کلمہ جب ہونٹ پہ آیا تو بلال حبشی کو عمر فاروق کا بھائی بنا ڈالا، ایک کالے حبشی غلام کو صدیق اکبر کا بھائی بنا ڈالا۔

اقبال یہ کس کے عشق کا فیض عام ہے
کہ رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

ایک ایسا کلمہ سکھایا کہ ہم پاکستان میں ہمارے بھائی بنگلہ دیش میں آ گئے ہمارے بھائی عرب میں، عرب والوں کے بھائی شام میں، شام والوں کے بھائی آ گئے ترکی میں، اگر کینیڈا میں کوئی مسلمان بیٹھا ہے لیکن جب اذان کا جملہ آتا ہے تو ہر مسلمان کہتا ہے ''لا الہ الا اللہ''۔ اسی لئے اقبال نے کہا تھا۔

کہ اپنی ملت کو قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
کہ ترکیب میں خاص ہے قوم رسول ﷺ ہاشمی

ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوم ہیں، ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ ہم نبی پاک کی امت ہیں اس لئے تخصیص ہماری اپنی جگہ پہ لیکن یہ بات ماننی پڑے گی کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لائے تھے پوری کائنات میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ:

وہ آئے روشنی بن کر شبستانِ محبت میں
اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا ہی اجالا ہے
نور سرکار نے ظلمت کا بھرم توڑ دیا
اور کفر کافور ہوا شرک نے دم توڑ دیا
اور شدتِ ظلم ہوئی خلق محمد ﷺ سے فنا
جتنے شداد تھے ہر ایک نے دم توڑ دیا

اس لئے یہ آپ یاد رکھیں کہ بارہ ربیع الاول ہی میرے نبی کے میلاد کا دن ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دنیا سے پردہ کب فرمایا۔ وہ تھا دو ربیع الاول، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پردہ فرمانا ایسے نہ تھا جیسے ہمارا پردہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانے لگے تو فرمانے لگے۔

انا فرط لکمO میں جارہا ہوں میرے امتیو ں نہ گھبرانا۔
حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکمO

میرا یہاں رہنا بھی تمہاری بھلائی ہے اور یہاں سے جانا بھی تمہاری بھلائی ہے۔ میرے دوستو یاد رکھو۔ کوئی نبی جب دنیا سے جاتا ہے تو ہماری طرح نہیں جاتا بلکہ وہ تو اپنے رب سے وصال کرتا ہے۔ علامہ اقبال کہتا ہے۔

؎ مرگِ مومن چیست ہجرت سوئے دوست

مومن کی موت کیا ہے یار کی طرف ہجرت ہے، اپنے یار سے وصال کرنا ہے، اپنے یار سے ملنا ہے۔ علامہ اقبال فرماتا ہے:

مرگِ مومن چیست ہجرت سوئے دوست
ترکِ عالم اختیار کوئے دوست

کہ مومن جب دنیا سے جاتا ہے دنیا سے بستر اُٹھاتا ہے تو یار کے کوچے میں جا کر ڈیرہ لگاتا ہے۔ یہ علامہ اقبال کہہ گئے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ جاہلوں، بدوؤں، اس قسم کے لوگوں کی یہ سوچ ہو گی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو وصال فرمایا اور خود فرمایا کہ گھبرانا نہیں ہے میرے امتیوں میرا یہاں رہنا بھی تمہارے لئے بھلائی ہے اور میرا یہاں سے جانا بھی تمہاری بھلائی ہے اور آگے چل کے میں تمہارے لئے اہتمام کروں گا، تمہارے لئے انتظام کروں گا۔ کہیں حوضِ کوثر سجاؤں گا، کہیں پل صراط پہ ڈیرے لگاؤں گا۔ تم آؤ گے اور میری دعا کے صدقے خیر سے گزر جاؤ گے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
ایسی آنی ہے کہ فقط آنی ہے

بہرحال ذہن میں رکھیں کر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ ہر نبی، ہر ولی، ہر مومن زندہ ہے میرا نبی تو زندوں کا سردار ہے، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں تو لکڑیاں ہوں تو وہ بھی زندہ ہو جائیں۔ میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پتھر پہ نگاہ ڈالے تو پتھر میں جان آ جائے۔

اس لئے دو ربیع الاول میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اور بارہ ربیع الاول میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد ہے۔ بہرحال یاد رکھو کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تھے تو دنیا آباد ہوئی تھی۔ تھوڑا سا یہ بھی سن لیجئے کہ جب میرا نبی آیا، آپ پوچھیں گے کہ آپ رہے کہاں کدھر رہے تھے۔ حدیث بتاتی ہے کہ جس رات میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تھے۔ اس رات سے کائنات کی کایا پلٹنی شروع ہو گئی تھی۔ یوں سمجھو کہ پیارا نبی اماں کے سینہ اقدس میں آیا۔ اللہ نے فرمایا، پہلے

اعلان جنت میں ہوا کہ اوئے خادم جنت کے سارے دروازے کھول دو، جنت کو سجا دو، روش روش کونکھار دو، الٰہی کیا ہوگیا، فرمایا کہ مدنی اپنی امی کے سینے میں چلے گئے ہیں، میرے محبوب کے آنے کے دن قریب آنے لگے ہیں، رب رحمت برسانے لگے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں آئے تھے زمین سوکھ چکی تھی یعنی قحط تھا۔ جانور بھوکے مر رہے تھے جونہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امانت کے لئے تشریف لائے تو۔

اللہ پاک نے ایسی بارش برسائی کہ زمین سرسبز ہوگئی ،شاداب ہوگئی، ہر طرف کھیت لہلہانے لگے، یہاں تک کہ سمندر کے جانور، سمندر کے اندر ایک دوسروں کو مبارک بادیاں دینے لگے کہ اے سمندر والو مبارک ہو اللہ کا حبیب آ رہا ہے۔ ان کو بھی کسی نے خبر دی ہوگی کہ اللہ کا محبوب آ رہا ہے اور تو اور حدیث پاک میں آتا ہے۔ مفسرین نے یہ واضح لکھا ہے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدہ کے بطن میں تشریف لائے تھے تو مشرق کے جانور خوشی سے مغرب کی طرف جانے لگے اور مغرب کے جانور خوشی سے مشرق کی طرف جانے لگے۔ دوڑ دوڑ کے بول بول کے جانور کہتے تھے ایک دوسرے کو کہ مبارک ہو اب بھوکے نہیں مریں گے، رب کا دلدار آ رہا ہے۔ جانور خوشیاں منا رہے ہیں۔ وحشی خوشیاں منا رہے ہیں، چرند، پرند خوشیاں منا رہے ہیں، بندے بھی خوشیاں منا رہے ہیں اور تو اور جب میرا پیارا محبوب آ رہا تھا تو کعبہ بھی جھوم رہا تھا۔ کعبہ گھوم رہا تھا، اوئے پتھر کے بنے ہوئے تجھے خیر تو ہے آج تیری اینٹ اینٹ جھوم رہی ہے۔ آج تیرا پتھر پتھر جھوم رہا ہے قیامت تو نہیں آ گئی ہل رہا ہے، جل رہا ہے، اس نے کہا کہ نہ ہل رہا ہوں، نہ تڑپا رہا ہوں، نہ زلزلہ آ رہا ہے۔ یہ خوشی کا رقص ہے یہ وجد آ رہا ہے۔ ارے تجھے کیوں وجد آ رہا ہے اس نے کہا سنا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آرہا ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
اور تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کے گر گیا

میرے آقا کی امی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سینے مین تھے میں کسی بُت کے قریب سے گزرتی تھی۔ بُت زمین پہ جا گرتا تھا اور ''ھو اللہ احد'' کے نعرے لگاتا تھا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ''ھو اللہ احد'' کہتے تھے

یہ میرے نبی کے میلاد کی برکت تھی کہ بت گرتے جا رہے تھے اور اللہ کے نعرے بُت بھی لگاتے جا رہے تھے۔ اسی لئے ہم سُنی بھی میلاد مناتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی
جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہلسنت کو آباد رکھے
محمد ﷺ کا میلاد ہوتا رہے گا

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلٰوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ٥
بسم الله الرحمن الرحيم ٥
قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ٥
صدق الله العظيم.
الصلٰوة والسلام عليك يارسول الله
الصلٰوة والسلام عليك ياحبيب الله

جس دل میں محمد ﷺ کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں اگر ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ﷺ ہے متائے عالمے ایجاد سے پیارا
پدر، مدر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا
اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
تو گلے میں ڈال لو پٹہ محمد ﷺ کی غلامی کا

محترم برادرانِ اسلام!
محبت ایک عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے۔

''ایثار للمحبوب'' محبوب کے لئے سب کچھ قربان کر دینا۔
''الشوق الی المحبوب'' اپنے محبوب کی زیارت کے لئے ہمہ وقت تڑپتے رہنا، آنسو بہاتے رہنا، اس کی راہیں دیکھتے رہنا، اس کے آثار سے پیار کرنا، اس کی ہر ہر یاد سے پیار کرنا اور محبت کا یہ بھی معنی ہے کہ:
''میل التبع الی الشئی'' کسی شئی کی طرف دل کا خود بخود کھچتے چلے جانا۔

اور جو دوسری بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ محبت ہر کسی سے نہیں ہوتی اور محبت ہر کسی کو بھی نہیں ہوتی اگر ہر چمکتے چہرے سے محبت ہوتی تو ابولہب سے بھی دنیا محبت کرتی کیونکہ ابولہب کو ابولہب اس لئے کہتے تھے کہ اس کا گورا رنگ تھا اور انگارے کی طرح اس کے گال چھلکتے تھے لیکن اس پر قیامت تک لعنت برس رہی ہے۔

تبت یدا ابی لهب وتب ۝
اس کا مطلب ہے کہ ہر کوئی محبت کے قابل نہیں ہوتا اور یہ بھی کہ ہر دل بھی محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ اگر ہر دل میں محبت ہوتی تو ابولہب بھی محب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا، ابوجہل بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ:

محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

اور پھر محبت کچھ خاص صفات سے ہوتی ہے ان تمام کو جمع کرو تو ان کا نچوڑ تین چیزیں نکلتی ہیں۔ محبت ہوتی ہے جمال سے، یا محبت ہوتی ہے کسی کمال سے یا محبت ہوتی ہے جود ونوال سے، تین چیزیں ہیں محبت کا سبب یا کمال یا جمال یا پھر جود ونوال یعنی کہ سخاوت۔
اور پھر محبت دو قسم کی ہے ایک محبت طبعی یعنی فطری، طبیعت کی محبت اس

پر کسی کا اجارہ نہیں، کسی کا کوئی کنٹرول نہیں۔ اضطراری کیفیت ہوتی ہے کہ گلاب کے پھول کو دیکھا تو طبیعت نے چاہا اس کو ہاتھ لگاؤں۔ یہ طبیعت کا تقاضا ہے اور اس طبعی محبت پہ کسی کا کنٹرول نہیں ہے۔

دوسری محبت ہے عقلی یا علمی کہ دل چاہے یا نہ چاہے، طبیعت چاہے یا نہ چاہے۔ علم کہے، عقل کہے کہ یہ شخص محبت کے قابل ہے۔ مثلاً باپ ہے، ماں ہے، استاد ہے، استاد صبح صبح کے وقت چاہے ہاتھوں پہ ڈنڈے بھی لگائے لیکن جب سارا دن علم پڑھائے، دل تو کہتا ہے کہ استاد بڑا مارنے والا ہے، سزا دی اس نے، لیکن علم کہتا ہے کہ جانتا ہے یہ کون ہے ماں باپ نے تجھے اٹھایا مٹی پہ بٹھایا لیکن استاد نے اٹھایا اور تجھے عرش پہ پہنچایا۔

یہ عقل کا تقاضا ہے، علم کا تقاضا ہے اس کو محبت عقلی کہتے ہیں۔ ایک ہے طبعی تقاضا، فطری۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون سی محبت ہے علمی، عقلی یا طبعی۔ کچھ فلسفیوں نے کہا کہ محبت طبعی پہ کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا لہٰذا اللہ خود فرماتا ہے۔

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۰

اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا اور یہ محبت طبعی جو ہے اس پر تو ویسے بھی جبر نہیں ہے لہٰذا طبعی محبت کا تقاضا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس محبت کا تقاضا ہے وہ عقلی ہے۔

لیکن اہل اللہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جتنی محبتوں کا تقاضا ہے وہ ساری طبیعت سے جدا ہیں۔ اگر ہماری فطرت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا ہیں پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت عقلی ہے طبعی نہیں ہے۔

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طبیعت، فطرت کا حصہ ہیں بلکہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کا حصہ ہیں۔ فرمایا کہ تمام کائنات کی

اصل حضور ہیں اور تمام کائنات کی بنیاد حضور ہیں۔ اب ساری کائنات بنی ہے حضور سے اور اصول یہ ہے کہ جو چیز جس سے بنی ہوتی ہے وہ اس کی طرف کھنچتی ہے۔ اس کی طرف اس کا جانا طبعی ہے فرمایا کہ ہم سارے بنے ہیں حضور کے نور سے، عرش بھی بنا حضور کے نور سے، حوریں بھی بنیں حضور کے نور سے۔ سارا جہاں بنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے، اس لئے ہر چیز کو محبت ہے حضور سے فرمایا۔

یاجابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ٥

اللہ نے ہر چیز کو میرے نبی کے نور سے بنایا۔ جب ہر چیز کی بنیاد، اصل اور مخزن حضور اور حضور کا نور ہیں، اس لئے ہر چیز حضور سے پیار کرنے پر مجبور ہے، حضور ہماری طبعی محبت کے حقدار ہیں اور ہماری عقلی محبت کے بھی حقدار ہیں، اور اسے اللہ نے فرض قرار دیا ہے حضور کا حق قرار دیا فرمایا کہ جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہیں وہ دل مسلمان کا دل نہیں پہلے اللہ نے فرمایا۔

''قل'' میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمایئے قرآن کریم کی آیت ہے۔

ان کان اباء کم وابناء کم واخوانکم واز واجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا٥

فرمایا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادو کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری ازواج، تمہارے رشتہ دار، تمہارے مال، تمہارا کاروبار ایک ایک چیز گن کے بتایا کہ اگر ان میں سے کوئی چیز اللہ اور رسول کی محبت کے درمیان آڑے آئیں یا ان سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کم ہوئی تو سن لو۔

فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہ٥

تو پھر تم انتظار کرو کہ اللہ اپنا عذابِ غضب برسائے۔ اگر اس پوری کی

پوری کائنات سے محبت ہے اور حضور سے ذرہ ان سے کم محبت ہے، فرمایا ایسا بندہ خدا کے غضب کا انتظار کرے۔

مطلب یہ نہیں ہے کہ محبت نہیں ہے محبت ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم ہے۔ اگر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اولاد سے کم، باپ سے کم، مال سے کم ہوئی اگر کسی چیز سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت گھٹ گئی۔ فرمایا یہ تیری تھوڑی محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔ یااللہ کیا کریں فرمایا ہر چیز کو پیچ رکھ، ہر چیز کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار پہ قربان کر دے، ہر چیز کی محبت گھٹا، میرے نبی کا پیار بڑھا پھر مومن کہلا۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کہا کرتے تھے محبت بڑھاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت آپ کے پاس بیٹھے رہتے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی ہماری زیارت کرنے میں ناغہ بھی کرلیا کر، عرض کی سرکار دل برداشت نہیں کرتا فرمایا تمہیں پیار تو ہم سے بہت ہے لیکن پیار میں اضافہ کر۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنا پیار ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مال سے جان سے، اولاد سے بڑھ کر ہے حتیٰ کہ آخری لفظ یہ کہے کہ جب پیاسے کو جب پیاس لگی ہو اور اس کو ٹھنڈا شربت پیش کیا جائے تو اس کو جتنا پیارا لگتا ہے۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھنڈے شربت سے بھی زیادہ پیار ہے۔ مال، جان، اولاد سب کچھ سے حتیٰ کہ آخری لفظ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ٹھنڈے شربت سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ فرمایا کہ پانی جسم کی حیات ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ذات ہے ہماری روح کی حیات ہے۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد دین وملت، میرے نبی کا سچا گدا فرماتے ہیں۔

شربت نہ دے نہ دے تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پرواہ شکر کی ہے
جنت نہ دے نہ دے تیری رؤیت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بَر کی ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتا ہے۔ حدیث کے لفظ ہیں کہ صحابی آتا ہے آکے بیٹھ جاتا ہے۔ نظریں اٹھاتا ہے اور کملی والے کے چہرے پر لگاتا ہے۔ وہ صحابی پلک بھی نہیں جھپکتا، ٹک ٹکی باندھ کے دیکھ رہا ہے۔

ایسے بیٹھتے ہیں جیسے گونگے، بہرے، نظریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پہ۔ حدیث کے لفظ ہیں صحابی کہتے ہیں کہ ہم نے اس دیوانے کو دیکھا پلک بھی نہیں جھپکتا۔ اسے ہوش نہیں ہے پلک جھپکنے کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قریب بلایا او میری مجلس میں آنے والے، او آنسو بہانے والے او پلکیں نہ جھپکانے والے، میرے چہرے کے اوپر نظریں جمانے والے تجھے کیا تکلیف ہے۔ ''مابالک'' تجھے کیا بیماری ہے۔ تو نے کیوں یہ حال بنا رکھا ہے۔ صبح آتا ہے سارا دن ٹکی ٹکی باندھ کے دیکھتا ہے نہ پیتا ہے نہ کھاتا ہے کیا کرنے آتا ہے، عرض کرتا ہے۔

نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں فقط دیکھا ہی کرتا ہوں
مجھے پینا نہیں آتا مجھے کھانا نہیں آتا

تو کیوں آتا ہے عرض کرتا ہے مجھے خبر یہ ملی ہے کہ ''رفعک اللہ تعالیٰ'' کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مقام پہ لے جائے گا یہ ثوبان غریب تو جنت کے نچلے طبقے میں رہ جائے گا۔ پھر تیری دید نہیں ہوگی جنت میں ہماری عید نہیں ہوگی اور اس جنت میں کیا لطف جہاں توں نظر نہ آویں اس جنت میں کیا مزہ۔ یعنی......

جنت میں پہنچ کر بھی مجھے قرار نہیں
یہ کوئی اور جگہ ہے مقام یار نہیں
ساقی درِ میخانہ بھی بند نہ کرنا
شاید مجھے جنت کی ہوا بھی راس نہ آئے

دوسرے صحابی ان کا نام تھا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ وہ آئے سرکار کی خدمت میں اب جب سرکار کی خدمت میں بیٹھے تو ان کا بھی یہی حال۔ ان کی کیفیت بھی اسی طرح کی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بھی سوال فرمایا۔ آ کے حضور کی خدمت میں بیٹھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں ہوتا ہوں تو دل ہی دل میں آپ کو سوچتا رہتا ہوں۔ کسی کو کوئی سوچ' کوئی کچھ سوچے' کوئی کچھ سوچے لیکن ہم کو رہتی ہے صرف تیری سوچ۔ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر دل میں دہراتا رہتا ہوں پھر گھر میں بھی صبر نہیں آتا۔ گھر میں مَیں ٹِک نہیں سکتا گھر میں صبر نہیں آتا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتا ہوں۔ ''انظر الیک'' آپ کو دیکھتا ہوں تو چین آتا ہے۔

گھر میں دل نہیں لگتا، گھر میں چین نہیں آتا کہتے ہیں حضور گھر سے آپ کی خدمت میں آتا ہوں لیکن یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچتے سوچتے آپ کے پاس آتا ہوں اور آپ کو دیکھتا ہوں اپنی موت یاد آتی ہے۔ آپ کا دنیا سے جانا یاد آتا ہے یاد آتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نبیوں کے ساتھ اونچے مقام پر لے جائے گا اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو تجھے دیکھ نہ پاؤں گا۔ میں تو جنت میں مر جاؤں گا۔ آپ اگر نظر نہ آئے تو میرا کیا بنے گا۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے درد مند درد کی آوازیں نکال رہے تھے۔ میرے نبی سن رہے تھے دل میں خیال آیا کہ سچ ہی کہہ رہا ہو گا۔

؎ غلام فریدا اس نگری وچ کی رہنا جتھے یار نظر نہ آوے

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں آپ نہ نظر آئیں گے ہم جنت میں جائیں گے آپ کو نہیں دیکھیں گے تو کیا بنے گا۔ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دردمند کی آوازیں سن ہی رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں رو رہے ہیں تیرے چاہنے والے۔ کیا درد ہے کیا دکھ ہے انہیں، کیا کہتے ہیں۔ فرمایا ان کو یہ دکھ ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ رب بولتا ہے۔ ان رونے والوں کے آنسوؤں کو رحمت سے پونچھ دے۔ رحمت کے رومال سے ان کی پلکیں صاف کر دے۔ یا اللہ کیا کہوں ان کے لئے جو روتے پھرتے ہیں فرمایا ان کو کہنا کہ:

من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقاo

ان کو کہنا کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کرے گا ایسے لوگ نبیوں کے ساتھ، صدیقوں کے ساتھ، شہیدوں کے ساتھ، صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رب کی بولی سنی تو اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔ فرمایا تو نہ گھبرا۔ تو جس سے پیار کرتا ہے وہ بھی اقرار کرتا ہے، رب تمہارے بیڑے پار کرتا ہے، جہاں ہم جائیں گے ہاتھ میں ہاتھ ملائیں گے تمہیں بھی ساتھ لے کے جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولے کہ جو جس سے پیار کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا مت پوچھو پھر ہمارے دل کا کیا حال ہوا۔ کہتے ہیں کہ دل اندر ناچنے لگا ہم نے پھر کتنا جشن منایا کہتے ہیں پہلا جشن اس دن منایا تھا جب کلمہ پڑھا تھا۔ دوسرا جشن اس دن منایا جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خوشخبری دے دی کہ جنت میں تم ہمارے ساتھ ہو گے کہتے ہیں اس دن سے زیادہ خوشی کبھی عید پر نہ ہوئی، کیا خوشی ہے اللہ اکبر۔

جنت نہ دے نہ دے تیری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

اللہ اکبر! ایک صحابی اور آتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "متی ساعة" قیامت کب آئے گی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا جوڑ رکھا ہے۔ قیامت کے سوال جو کرتا ہے، تو نے قیامت کے لئے کتنے روزے، کتنی نمازیں، کتنے حج، کتنی زکوٰۃ کو جوڑا۔ اب ذرہ صحابی کا جواب سنو گے تو سر دھنو گے۔ صحابی نے عرض کی "کہتا ہے سرکار اپنا غریبوں کا دامن، نہ نمازیں کثیر ہمارے دامن میں، نہ لمبے روزے ہمارے دامن میں، نہ کوئی صدقہ ہمارے دامن میں"۔ فرمایا پھر ہے کیا قیامت قیامت پوچھتا پھرتا ہے۔ کچھ ہے دامن میں بول عرض کی "لکنی اُحب اللہ ورسولہ" لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتا ہوں۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ پاگل ہوگیا ہے دیوانہ ہوگیا ہے محبت میں بھی کوئی چھوٹے گا۔

پہلے نماز، پہلے روزہ، پہلے حج ہے۔ صحابی سرکار کو صاف کہتا ہے کہ قیامت والے دن کے لئے کوئی لمبی نمازیں، روزے، حج اور صدقہ ہمارے دامن میں نہیں ہے۔ کوئی چیز ہمارے پلے نہیں ہے۔ "ولکنی احب اللہ ورسولہ" لیکن مدنی تیری اور رب کریم کی محبت ہمارے پلے میں ہے۔ اب ذرہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سنتے ہیں کہ کیا فرمایا۔ انہوں نے فرمایا تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے پیار ہے، نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، ضروری ہے اس کے بغیر چھٹکارا نہیں لیکن محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو کچھ شے ہے۔ عرض کرتا ہے حضور پیار ہے نمازیں تو پڑھتا تھا، روزے تو رکھتا تھا، زکوٰۃ بھی دیتا تھا لیکن مان نہیں تھا۔ اس نے کہا بھروسہ ان پہ نہیں ہے بھروسہ تیرے پیار پر ہے بھروسہ سرکار پہ ہے۔

یعنی تجھ سے پیار کرتا ہوں بس یہی کاروبار کرتا ہوں، حضور آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بڑا پیارا جواب دیا فرمایا جو جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہو گا۔ یہ نہیں فرمایا میرے ساتھ ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یہاں بول پڑے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ بات ہے تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی پیار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تو میرا یار ہے۔ پھر بول پڑا کہنے لگا مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی پیار ہے فرمایا پھر تو تیرا بیڑا پار ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پیار ہے فرمایا میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ بھی تیرا یار ہے۔ فرمایا ان سے پیار ہے تو بیڑا پار ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ سوچ میرے پیارے مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کر۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتا ہے اور اگر نبی کا پیار آ جائے تو فخر کر۔

شیشہ سمجھ کے نہ توڑ دا سے یہ مٹی کی مورت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے محمد ﷺ سے محبت بڑی چیز ہے

حضرت صفوان ابن قدامہ رضی اللہ عنہ مکے سے مدینے آئے کہتے ہیں کہ جب مدینے آیا تو پھر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا کروں بھائی کہنے لگا کہ ذرا اپنا ہاتھ آگے کرو ناں ذرا اپنا ہاتھ مجھے دو۔ فرمایا کیوں ہاتھ دوں، عرض کی دل کرتا ہے کہ اپنے آپ کو تیرے ہاتھوں پہ بیچ دوں۔ میں سودا کرنے آیا ہوں او کیا سودا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بکنے آیا ہوں۔ بیعت کیا ہوتی ہے بکنا بک جانا۔

گرم ہے مصر کا بازار تیرے کوچے میں
آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں
یوسف علیہ السلام پر ایک زلیخا نے جان دی لیکن تیرے قدموں پر بھی تو

مرد بک رہے ہیں کیا کشش ہے۔

اس لئے میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کھڑی والے نے کہا۔

تن مہینے خلقت رجی تے ویکھ یوسف کنعانی

تے جینہاں میرا مدنی ڈِٹھا تے رج گئے دوئیں جہانیں

صحابی کہتا ہے کہ دل کرتا ہے کہ بک جاؤں۔ خرید لو مجھے، ہاتھ دو مجھے۔ سرکار صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ دیا اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اب ہاتھ پکڑنے کے بعد کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی احبک" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے پیار ہے۔ یہ بات بھی بتانے کی ہے اور کچھ نہیں کہا مکے سے مدینے آیا کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی احبک" حضور مجھے آپ سے پیار ہے۔ فرمایا کہ تو جس سے پیار کرتا ہے تو اسی کے ساتھ جنت میں ہوگا، تجھے پیار ہے تو مجھے بھی اقرار ہے۔ لے تیرا میرا قیامت کے بعد بھی ساتھ رہے گا۔

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں وہ صحابی جس کی میں بات کر رہا تھا کہ ٹک ٹکی باندھ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا کرتا ہے تو، کیا تکلیف ہے تجھے اس نے کہا اور کچھ نہیں۔ آقا قیامت کے بعد کا منظر یاد آتا ہے، کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا ہو جائیں گے جنت میں کیا لطف آئے گا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ تو ٹِک ٹکی باندھ کے کیوں دیکھتا ہے، کہتا ہے۔ "فداک ابی وامی" میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کی بہاریں اکٹھی کرتا ہوں میں آپ کے حسن کے جلوے اکٹھے کرتا رہتا ہوں کہ کل بچھڑ بھی جائیں تو انہی پہ گزارا کروں گا۔ یہ صحابہ کا پیار ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہے اللہ اکبر۔

دوستان گرامی قدر! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے بھی خوشخبری دی۔ حدیث سنو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کچھ ایسے لوگ جو بعد میں آئیں گے، وہ مجھ سے اتنا شدید پیار کریں گے اتنا ٹوٹ کر مجھے چاہیں گے مجھ سے اتنی محبت کریں گے کہ ان کا دل بھڑکے گا اور کہیں گے کاش کہ جان بھی لگ جائے مال بھی لگ جائے سرکار کی زیارت ہو جائے، مدنی کی ایک جھلک نظر آ جائے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ کب آئیں گے۔ فرمایا یہ لوگ بعد میں آئیں گے، یہ پیار کرنے والے گنہگار بھی ہوں گے لیکن ان کے پہلو میرے پیار سے خالی نہیں ہوں گے۔ کچھ لوگ یہ ظلم کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جو گنہگار ہے اس کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار نہیں ہوتا، پوچھیں نبی سے۔ ایک صحابی ہے شراب کے جرم میں آیا سرکار نے فرمایا اسے سزا دو، کوڑے مارے گئے، بار بار اسی جرم میں پکڑا جاتا ہے۔ پھر آیا سرکار نے فرمایا مارو اسے کوڑے، جب کوڑے لگ رہے تھے کسی نے صدا دی کہ لعنت ہو اس پر بار بار شراب پیتا ہے۔ بار بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف دیتا ہے، بار بار کوڑے کھاتا ہے، یہ تو بڑا گنہگار ہے۔ اس پر لعنت خدا کی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ سنے فرمایا لعنت کرنے والے اپنی زبان بند رکھ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو پکا شرابی ہے۔ میرے نبی نے سر جھکایا فرمایا ''واللہ'' مجھے اللہ کی قسم اس کے دل میں اللہ اور رسول کا پیار ہے اس پر لعنت پھر نہ کرنا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا بڑا گنہگار۔ فرمایا گنہگار تو ہوگا لیکن پہلو میرے پیار سے خالی نہیں ہے۔

اور یہ حدیث بخاری شریف میں ہے اتنا گنہگار کہ بار بار کوڑے کھاتا ہے لیکن اس کے پیار کی گواہی اس نے نہیں دی۔ باقی صحابہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے لیکن اس شرابی کے بارے میں میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کے دل میں اللہ اور رسول کا پیار ہے۔

؎ چنگیاں نال نبھیندا اے ہر کوئی
مندیاں نال نبھیندا اے تاں لجپال سدیندا اے

میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر بات واضح کر دی ہے کہ گنہگار اگر چہ ہو اس کے دل میں بھی ہماری محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر رہ سکتا ہے۔ ایک بات سنو کہ غازی علم الدین کس مسجد کا امام تھا، کس مدرسے کا ناظم اعلیٰ اور مہتمم تھا، کس شیخ الحدیث کا بیٹا تھا کس جامعہ میں پڑھا تھا، کتنے حج کیے تھے اس کی شکل دیکھنا کبھی فوٹو دیکھو۔ بظاہر نہ داڑھی ہے نہ سر پہ پگڑی ہے لیکن تمہیں پتا ہے کہ پیار نہ ہو، پیار کے بغیر کوئی جان کسی پہ وارتا ہے۔

آپ کے ساتھ کسی کو محبت ہے تو آپ اسے کہیں کہ بھائی ایک بازو کاٹنے دے وہ تو کہے گا کہ بازو میں تو انگلی بھی نہیں کاٹنے دوں گا۔ لیکن اس کے دل میں کتنا بڑا محبت کا سمندر تھا، ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

جس کو قائد اعظم، علامہ اقبال اور وقت کے علماء کہہ رہے تھے کہ او غازی علم الدین ترکھان کے پتر ایک مرتبہ کہہ دے کہ میں نے راج پال کو قتل نہیں کیا۔ تیری زندگی کی ہم ضمانت دیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ رات والی بہاریں اگر تمہیں مل جائیں جو ہم دیکھتے ہیں اگر تمہیں نظر آویں تو تم بھی میری طرح گردن یار کی دہلیز پر دھر دو گے۔ جو میں فیصلہ کر رہا ہوں تم بھی وہی کرو گے۔ تقریریں تو سارے مُلاں موچی دروازے میں کرتے رہے لیکن گردن کس نے کٹوائی۔ علم الدین شہید نے کٹوائی تھی اس نے کتنے اعتکاف کیے تھے کوئی نہیں۔ کتنی سنتوں کا رکھوالا تھا کوئی نہیں۔

کچے گھڑے نے جیت لی ندی چڑھی ہوئی
مضبوط کشتیوں کو کنارا نہیں ملا

اس لئے گناہگار کے دل میں بھی محبت ہے اور یہ سمندر ہے رحمت کا۔
ذرا سنو کہ غازی علم الدین میانوالی جیل میں پڑا تھا اور پیر مہر علی شاہ کا پیر زیارت کے لئے گیا تھا۔ آپ نے فرمایا علم الدین یہ جیل کا سپریڈینٹ میرا مرید ہے یہ شکایت کرتا ہے کہ علم الدین رات کو جیل میں نہیں ہوتا تو کہاں رہتا ہے۔ اس کی چیخیں نکل گئیں اس نے کہا کہ وہ بلا لیتے ہیں۔ دن جیل میں، دن زندان میں اور رات کوچۂ مہربان میں۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں نازِ عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لئے

کس منہ سے کہتا ہے اپنے آپ کو عشق بات
او روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

کبھی تھے دار کے قابل کبھی سرِ مقتل
سروں کو نامِ محمد ﷺ پہ وارنے والے

پنجابی والے کسی نے کہا۔

پانی بھرن سہیلیاں تے رنگا رنگ گھڑے
بھریا اس دا جاپیے جس دا توڑ چڑھے

تو لاکھ نمازیں پڑھے، لاکھ روزے رکھے، لاکھ حج کماوے پر یار قبول نہ فرماوے تو وہ کہاں جاوے۔ اسی لئے کہا کہ اپنی عبادت پہ گھمنڈ نہ کر میرے پیار پہ تیرا اجارہ نہیں یہ کسی کو بھی نصیب ہو سکتا۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے یہ میرے حبیب کی بات ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ بدکاری کرنا شروع کر دے مطلب یہ ہے کہ:

بس غرور نہ کر عبادت تو فرض ہے اس کے بغیر تو شرمندگی ہی شرمندگی ہے لیکن کبھی کبھی جب پیار اس کا آتا ہے، پھر پروردگار بھی سلام فرماتا ہے۔ اس لئے صحابی تھا اگرچہ شرابی۔ میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو۔ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار ہے۔

ایک صحابی حضرت خالد رضی اللہ عنہ تھے ان کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ابا جان جب رات کو سوتے وقت بستر پہ آتے تو ان کی عادت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کرتے۔ بستر پہ آنا، بستر بچھانا جب بستر پہ سر ٹکانا، سرہانے پہ سر رکھنا تو رونا شروع کر دینا۔ روتے روتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کرتے کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے کرتے یہاں تک کہ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیتے۔ ایک ایک صحابی کا نام لے کر روتے، عمر، ابوبکر، عثمان، سلیمان، حیدر علی رضی اللہ علیہم، ایک ایک صحابی کا ذکر کرتے، بستر پہ لیٹ کر روتے، چادر چہرے پہ تنی ہے اور دل پہ اوکھی بنی ہے، ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاری ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عبدہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میرے ابا جان روتے روتے، بسترے میں سرکار کی باتیں کرتے کرتے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے وہ میری اصل تھے، میری بنیاد تھے وہ، کہا میرا دل روتا ہے آگ بھڑکتی ہے یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا مجھے زندگی سے پیار نہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یا اللہ جلدی موت دے، جدائی کی گھڑیاں طویل ہو گئیں۔ کہتے ہیں روتے روتے سرکار کے وصال کی دعائیں کرتے کرتے آنکھ لگ جاتی۔ یعنی......

آپ کی یاد آتی رہی رات بھر
چشم نم مسکراتی رہی رات بھر

رات بھر درد کی شمع جلتی رہی ہر غم کی لو تھرتھراتی رہی رات بھر۔

صدقے جایئے یہ آگ لگی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بستروں پہ سوتے ہیں اور سو سو کے روتے ہیں یہ ہے رسول کا پیار، یہ ہے محبت کا عالم کہ صحابہ کرام کو چین نہیں ہے۔

پیار کا ایک اور نمونہ دیکھیں جنگ اُحد ہوئی اس میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ ایک بوڑھی تھی وہ آ کے راستے میں ٹھہر گئی، فرماتے ہیں کہ:

قتل ابوھا واخوھا وزوجھا٥

کہ اس بوڑھی کا باپ بھی اس کے بھائی بھی اس کا خاوند بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا۔ وہ بوڑھی راستے پر کھڑی ہے ہر ایک صحابی سے پوچھتی ہے۔ ''**مافعل رسول الله**'' میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے، کسی نے کہا تیرا باپ قتل ہو گیا۔ اس نے کہا **انا لله** میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرو۔ دوسرا آیا اس نے کہا تیرا خاوند شہید ہو گیا اس بوڑھی نے کہا **انا لله** میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرو۔ پھر کسی نے کہا کہ تیرے بھائی شہید ہو گئے اس نے کہا انا للہ ـ ''**مافعل رسول الله**'' میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا ہے آخری صحابی نے آ کر کہا ''**خیراً ھو بحمد الله**'' آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ''**کما تحبین**'' تو چاہتی بھی یہی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر سے ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھاؤ تو سہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہاں۔ مجھے دکھاؤ مجھے

چین آوے، مجھے دکھاؤ میرے نبی کہاں ہیں ''حتی انظر الیه '' حتیٰ کہ میں دیکھ لوں ''لما رأته'' جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پہ نظر پڑی۔ باپ کی موت بھی یاد ہے خاوند کی موت بھی یاد ہے، بھائیوں کا قتل بھی یاد ہے لیکن سینہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار سے آباد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جونظر آئے اللہ اکبر آہیں بھر کر کہتی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سلامت ہیں ''کل مصيبة بعدک جلل '' آپ سلامت ہیں تو میری کائنات سلامت ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ گیا ناں، بھائی گیا ناں، میرا خاوند گیا ناں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو سلامت ہیں ناں۔

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہان فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کہ کروڑوں جہان نہیں
گھول گھتاں سوہنے یار دے ناں اتوں بال بچے اس کس وے میاں
میرے ہتھ ارشد کائنات ہووے تیرے نقش قدم توں گھول گھتاں

باپ کا ان لوگوں کو خیال نہیں ہوتا، بھائی کا خیال نہیں ہوتا، صرف یار کے خیال میں رہتے ہیں یہ کہہ دینا آسان ہے میدان میں کر گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک آنسو پلک پہ نہیں آیا کیوں کہ تو جو سلامت ہے۔

تو جو میرا ہے میں بے سروسامان ہی بھلا
للہ الحمد میرا سروسامان تو ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے امیر المومنین کے ساتھ رات کو اکثر گشت کرتے تھے۔ لوگوں کی نگہبانی کیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نام تھا کہتے ہیں کہ ایک رات کو نکلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک دور کسی جھونپڑے میں دیا جل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو آگے گئے غصے میں بھر گئے ہوئے کہ یہ کون ہے جس نے آدھی رات کو دیا جلا رکھا ہے۔ آگے گئے تو وہ ایک بوڑھی عورت ہے دیا جلا رکھا ہے، چرخا چلا رکھا ہے، ادھر

چرکھا چلاتی ہے اور چرکھے کی گھوپ کے اندر وہ درد بھرے گیت گاتی ہے اور اس کے گیتوں میں اتنا درد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اتنے درد کے جو گیت گاتی ہے یہ دنیا کی کسی محبت میں مبتلا ہے یہ فتنہ پھیلا دے گی مدینے میں ان درد بھرے گیتوں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑا لہرایا کہ اس کو کوڑا ماروں۔ ادھر رات کا سناٹا اور ادھر تیرے درد بھرے گیت یہ تو آگ لگے گی پورے شہر میں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قریب گئے تو بی بی بول رہی تھی گیت کیا تھے، وہ کہہ رہی تھی۔

علی محمد صلوۃ الابرار صلی علیه الطیبون الاخیار
قدکنت قواما بکاء للاسحار یالیت شعری والمنایا اطوار
وھل تجمعنی وحبیبی الدار

بی بی روتی تھی اور کہتی تھی تیرے اوپر اخیار کا درود ہو۔ ہمیں اکیلے چھوڑ کے جانے والے، تیرے اوپر ابرار کا درود، تیرے اوپر نیکوں کا درود، ہائے پیارے وہ وقت کب آوے گا ہم غریب اجڑے لوگوں کو تم سے رب کب ملاوے گا، تجھ پر ابرار کا درود، تجھ پر نیکوں کے درود، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے تھے اور پروگرام سے۔ جب یہ درد بھرے نغمے، درد بھری باتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں گئیں فرماتے ہیں "فجلس عمر یبکی" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم زمین پر ٹکے گھٹنے مٹی پہ جا لگے سر پر ہاتھ رکھ کر روتے روتے اللہ اکبر وہ حال ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ بے حال ہوئے کیوں؟

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

بی بی اندر روئے امیر المومنین باہر روئے۔ وہ بھی روئے وہ بھی روئے۔ اللہ اکبر۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا فولاد دل والا بندہ تین دن تک ہوش نہیں آیا۔

جو ہم نے داستان اپنی سنائی آپ کیوں روئے

یہ اسی لئے رو رہے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار دل میں بسا ہوا ہے۔ جب بلال رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا، محبت نبی کی کہاں کہاں جگہ بنارہی ہے کس کس عالم میں، کس کس حال میں، جان نکل رہی ہے بلال کی اور رو رہے ہیں گھر والے اور کہتے ہیں۔

''واحزنا، واحزنا، واحزنا'' ہائے برباد ہوگئے، ہائے اجڑ گئے، ہائے غموں نے گھیر لیا غریب خانے کو۔ ہر کوئی روئے، سارے گھر والے روئیں لیکن بلال اُٹھ اٹھ کے نعرے لگائے اور کہے او رونے والو آؤ مبارک بادیاں دے جاؤ، جشن مناؤ، انہوں نے پکڑے ہاتھ یوں نہ رلا، یوں نہ ستا، زخموں پہ نمک پاشیاں نہ کر بلال، تو جا رہا ہے۔ اندھیرا چھا جائے گا اس گھر میں، فرمایا کل کا سویرا تو ہونے دو۔ رونے والو تم روتے ہو تمہیں پتہ نہیں صبح میں اپنے مدنی لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملوں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پاک پر ایسے بھی عشاق تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کو دیکھتے ہی جان نکل جاتی۔

ایک بی بی آئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کہا ام المومنین ذرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کی زیارت تو کرا دے، عورت ہے بی بی ہے لیکن دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے آ کے کہتی ہے ام المومنین ذرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار انور کی زیارت تو کرا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیارت جو کرائی اس کی آہیں نکل گئیں اتنی روئی ''حتی ماتت'' وہیں جان نکل گئی۔ اسی جگہ پہ یعنی قدم اٹھا نہ سکی، باہر جا نہ سکی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پہ منہ رکھ کے وہیں پھڑک گئی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار کے کرشمے ہیں، یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرشمے ہیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کس رنگ میں آتی ہے کس کس شکل میں آتی ہے اور سچ کہا کہنے والوں نے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطرتِ کائنات میں ہے۔

ایک یہودی تھا اس نے تجزیہ کیا تھا اس نے کہا کہ اگر یہ کائنات نو دفعہ مٹے نو مرتبہ بنے اور رب اسے دسویں مرتبہ بنائے، جب دسویں مرتبہ بنائے گا اور پھر رب پوچھے بول ری دنیا بول تو دنیا جو پہلا لفظ بولے گی وہ ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کیونکہ کائنات کی رگ رگ میں فطرت میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار رچا ہوا ہے اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار انسانوں سے گزر کر پتھروں کے اندر اثر کر گیا۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار انسانوں سے گزر کر حیوانوں میں بس گیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار انسانوں سے گزر کر نباتات و جمادات میں رچ بس گیا۔

کیا مکے کا واقعہ یاد نہیں جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ سو اونٹ کی قربانی کرنی ہے جب اونٹوں کو قطار میں کھڑا کیا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ میں چھرا اُٹھایا بس ہاتھ میں خنجر اٹھانا تھا کہ اونٹوں کا رینگ رینگ کے آنا تھا۔ ہر چیز موت سے ڈرتی ہے لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خنجر ہاتھ میں پکڑا، ہاتھ میں چھری کو پکڑا۔ آپ نے ایک اونٹ کی گردن پر چھری رکھی اونٹوں کی قطار لگ گئی ایک دوسرے کو دھکے لگا رہے ہیں تو ہٹ مجھے قتل ہونے دے۔ رینگ رہے ہیں درد سے، وہ کہتا ہے مجھے مرنے دے وہ کہتا ہے کہ مجھے مرنے دے یعنی:

تو پھیر چھری ہمارے گلے پہ تب مزہ ہو
اور ہم دل سے دعا دیں ہمارے قاتل کا بھلا ہو

جانوروں کے دل میں جانوروں کے پہلو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا پیار ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔

تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے
پتھر بھی رو رہے ہیں میرے حال زار پر

پہاڑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کر رہا ہے محبت کر رہا ہے، پہاڑ تو پہاڑ رہے جانور تو جانور رہے۔ یہاں تو کٹی ہوئی، پھٹی ہوئی لکڑیاں بھی محبت میں گم ہیں۔ حاجی صاحبان حج پہ جاتے ہیں دیکھا ہوگا، مسجد نبوی میں استوانِ حنانہ، ستون حنانہ ہے وہ بھی عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محراب کے پاس تھا۔ جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگاتے تھے، نیچے سے کٹا ہوا، اوپر سے پھٹا ہوا پرانا تنا تھا خشک کھجور کا۔ جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہارا لگاتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے دن منبر پہ آئے اس کی چیخیں نکلیں۔ حدیث میں آتا ہے سارے صحابہ روئے، مسجد گونج گئی اس کی دھاڑ دھاڑ سے اور چیخ اُٹھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر آئے اور آ کر فرمایا کیوں روتا ہے کس لئے روتا ہے کیا ہوا تجھے اس نے کہا:

تو نے پتھروں کو رلایا تو نے جانوروں کو رلایا، تو نے میرے جیسی لکڑیوں کو رلایا، بول میرے نبی میں نے تیرا کیا کھویا، میں نے تیرا کیا نقصان کیا ہے تو مجھے چھوڑ گیا ہے تو ہم سے منہ موڑ گیا ہے سارے رشتے پرانے توڑ گیا ہے بول میں نے آپ کا کیا لیا ہے۔ ادھر مجھے رلاتا ہے ادھر بلال رضی اللہ عنہ کو رلاتا ہے، گدھا رو رہا ہے، جانور رو رہے ہیں، ادھر درخت تیری جدائی میں رو رہے ہیں، ادھر جبریل علیہ السلام چکر کاٹ رہا ہے تیری گلی کے، پتا نہیں تیرے پیار نے کہاں کہاں آگ لگائی ہے، تیری محبت نے کہاں کہاں آگ لگائی ہے۔

کہیں اجمیری روتا ہے، کہیں فرید روتا ہے، کہیں کرم شاہ روتا ہے، کہیں

بایزید روتا ہے، کہیں امیر روتا ہے، کہیں غریب روتا ہے، کہیں فقیر روتا ہے، کہیں پیر روتا ہے، پتا نہیں تیری محبت نے کہاں کہاں آگ لگائی ہے، تیری محبت نے کہاں کہاں بھانبڑ بھڑکایا ہے۔ پیر فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تھا۔

کوٹھے تے چڑھ دیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھا کہ اِک میں کُٹھا ایہہ تے کُٹھا سارا جگ

پتھر روئے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار میں، جانور جان دینے کے لئے بے قرار اللہ اکبر۔ وہ تنا حنانہ چیخیں مارتا ہے، دھاڑیں مارتا ہے جس طرح اونٹنی کا بچہ مر جائے تو وہ روتی ہے اس طرح رویا۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ کر اس کو اپنی چھاتی سے لگایا اوئے نہ رو نہ رو۔ حدیث پاک میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قیامت تک میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ قیامت تک آنسو بہاتا رہتا اس کی چیخیں نکلتی رہتیں۔ اس لکڑی کے تنے نے اللہ کے عرش کو ہلا دیا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینے سے لگایا فرمایا رو نہیں۔ اب بات سن تجھے میں جس باغ میں تو تھا اس باغ میں بھجوا دوں۔ لوگ تیرا پھل کھائیں گے تو سرسبز و شاداب ہو جائے گا، کہنے لگا ''لا'' ادھر میں نہیں جاؤں گا۔ اچھا تجھے جنت میں بھجوا دوں جنت میں لگوا دوں۔

ہائے لکڑی کو بھی پتہ تھا تو باغ میں نہیں جنت میں جائے گی اس نے کہا ہاں یہ بڑی مہربانی آپ کی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اُٹھایا، قدموں میں دفنایا کیونکہ جنت بھی یہیں تھی۔

گلشن خُلد کی کیا بات ہے کیا کہنا ہے
مگر ہمیں تو تیرے کوچے میں پڑا رہنا ہے
کون کہتا ہے کہ زینت خُلد کی اچھی نہیں
مگر اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار انسانوں سے گزرا پتھروں میں، پتھروں سے گزرا لکڑیوں میں لکڑیوں سے گزرا جانوروں میں رچ بس گیا کہاں کہاں تیری محبت نے آگ نہیں لگائی۔ وہ پتھر وہ جانور وہ لکڑیاں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کریں اور یہ انسان پڑھ لکھ کر مولانا بن کر، شیخ الحدیث بن کر، منبر پر بیٹھ کر، مصلے پر بیٹھ کر، مصلے پر کھڑا ہوکر، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی روٹیاں کھا کر، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے جھنڈے لے کر، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے مدرسے بنا کر، قال اللہ، قال الرسول کی باتیں سنا کر، اپنی کوٹھیاں بنگلے بنا کر یہ بدبخت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کیوں نہیں کرتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کی فطرت میں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار ہے لیکن ان بدبختوں نے اپنی فطرت پر بغض کا رنگ چڑھا دیا ہے۔

جنہوں نے اپنی ازلی بدبختی کی وجہ سے، اپنے دلوں کی فطری دنیا کو زنگ چڑھایا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار کا موسم آیا، رب نے اس پھوار کو برسایا، لکڑیوں پہ برسایا، ایسا محبت کا بادل برسایا کہ چڑیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کریں اور جانور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کریں۔

وہ یافور گدھا میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس سے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے ''ما اسمک'' تیرا نام کیا ہے۔ عربی میں جواب دیتا ہے بولتا ہے۔ ''اسمی یزید ابن شهاب'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے ہم تیرا نام بدل رہے ہیں تیرا نام ہے یافور۔ تیرے اوپر سواری کریں گے حضور، راضی ہوں گے رب غفور، تو ہو جائے گا جہنم سے دور۔ اب یہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہے۔

مختصر یہ کہ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ پھر اس کے اوپر کیا حال ہوا روتا پھرتا ہے کبھی اس گلی، کبھی اس گلی، کبھی اس کوچے،

کبھی اس کوچے، کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹائے پر مدنی نظر نہ آئے، کبھی عمر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹائے پر یار نظر نہ آئے، ہر دروازہ کھٹکھٹایا پر میرا مدنی نظر نہ آیا۔ روتا روتا آخر پہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے گم پاتا تھا۔ تلاش کرتا کرتا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں پالیتا تھا۔ دل میں تھی کہ شاید میرا بچھڑنے والا پیارا زہرہ کے گھر میں مجھ ملے۔

آ کے سر مارا، دروازہ کھلا، اندر سر رکھ کے روئے، جناب فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا پہلے رو رہی ہیں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما روتے ہیں اور یہ بھی روتا پھرتا ہے، بی بی نے ہاتھ سر پہ ٹکایا، ہاتھ رکھنے سے اسے پتا چلا گیا کہ بی بی تو یتیم ہو گئی میں بھی اجڑ گیا۔ نکلا باہر، بی بی نے کہا کہ پتہ نہیں اسے کیا ہوا، کدھر جائے گا۔ وہ روتا ہوا رینگتا ہوا جنگل کی طرف منہ کر کے ایک ویرانے کی طرف چلا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو دوڑایا لیکن ایک ویران کنوئیں پر آیا اور ویران کنوئیں پہ کھڑے ہو کر چھلانگ لگائی اپنی زندگی کا خاتمہ کر گیا اور محبت کی بازی جیت گیا اور دنیا کو بتا گیا کہ:

پیارے تجھ بن نہ جینے کا کہتے تھے ہم
لو وہ عہد تھا ہم. وفا کر چلے

یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ ہم پر لازم ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب محبت ہو گی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے بھی محبت ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گلیوں سے پیار ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیاروں سے پیار ہو گا، دین سے پیار ہو گا، جن کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار نہیں فرمایا وہ بندہ تو سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعینO

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو بیٹے نے جا کر بتایا کہ ابا جان سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ کر گئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے مُکھ موڑ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ تھا وہیں رکھا، آنکھوں پہ ہاتھ دھر کے کہا اے آنکھیں دینے والے مجھے اندھا کر دے، جس کو دیکھنے کے لئے نظریں تھیں وہ نظارہ گیا اور کہتے ہیں کہ آپ نے ہاتھ اس وقت اُٹھایا جب نظریں چلی گئیں۔ یہ صحابہ کرام کی محبت تھی، اپنے دل سے بولیں۔

بتا اے دل تیرے دل میں کیا رکھا ہے نبی کی محبت کو چھپا رکھا ہے
اور عشق کا اللہ نے بڑا صلہ رکھا ہے

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
تو گلے میں ڈال لو پٹا محمد ﷺ کی غلامی کا

❁❁❁❁

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلینo اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیمo

والذین آمنوا اشد حبا للہo صدق اللہ العظیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

برادرانِ اسلام:

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ خوش نصیب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو مانا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔ اپنے رب سے انتہا درجے کی محبت کرتے ہیں۔ یہاں صرف اہل ایمان کی صفت بتائی فرمایا کہ ان کے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار کتنا ہے اور چھٹے پارے میں بیان فرمایا:

"یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ"

وہاں صرف بتایا ہے یہاں تنبیہ کی ہے کہ مجھے کیسے مومن چاہیے، کس قسم کے بندے مجھے چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے اہل ایمان اگر تم دین سے پھر جاؤ، تم دین کو پشت دے کر پھر جاؤ۔ اللہ بے پرواہ ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اسے مانو یا نہ مانو، وہ بے نیاز ہے اللہ کو کیسے بندوں کی ضرورت ہے فرمایا:

"فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ"

اللہ ایسی قوم لائے گا ایسی جماعت لائے گا جن سے اللہ پیار فرمائے گا، وہ اللہ سے پیار کریں گے۔ ان دونوں آیتوں کو ملائیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم لوگ اللہ کو معبود سمجھتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں، سر جھکاتے ہیں، پیشانی جھکاتے ہیں، اس کے سامنے قیام کرتے ہیں لیکن اللہ کا ہم سے تقاضا یہ ہے کہ تم مجھے معبود بھی بناؤ اور مجھے محبوب بھی بناؤ، میری عبادت کرو لیکن میری عبادت میں شامل محبت کرو۔ وہ عبادت عبادت نہیں ہوتی جس عبادت میں محبت نہیں ہوتی۔ اس لئے فرمایا کہ خالی سجدے:

وائے ناکامی زاہد پیشانی پر اس کی
داغ سجدہ تو بنا داغ محبت نہ بنا

فرمایا مجھے ان کی ضرورت ہے جن کے سجدوں میں پیار ہو، جن کے قیام میں محبت ہو، جن کی ہر ہر ادا میں محبت جھلک رہی ہو، مجھے محبت سے خالی سجدوں کی لوڑ نہیں۔ حضرت سید یحییٰ بن آذر اولیاء کے اماموں کے امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک سجدہ جس میں اللہ کا پیار ہو، اللہ کا عشق ہو مجھے وہ سجدہ ستر سال کی بے ریا عبادت وریاضت سے افضل واعلیٰ ہے۔ جو بغیر محبت کے کی جائے ستر سال کی بے ریا عبادت ایک طرف اور ایک عشق سے بھرپور سجدہ ایک طرف۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"لاایمان لمن لایحبنا" جس کے اندر پیار نہیں اس کے اندر ایمان ہی نہیں۔ اس لئے محبت محبت رہتی ہے جب تک قید میں رہتی ہے۔ جب حدود قیود کو توڑتی ہے تو محبت عشق بن جاتا ہے اور اسی کا تقاضا ہم سے ہے تم اللہ سے محبت کرو بلکہ اللہ سے پیار کرو بلکہ اللہ سے عشق کرو۔ اور حضرت علامہ اقبال نے ٹھیک کہا کہ:

گر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق

اور یہ بھی ٹھیک بول رہے ہیں اور میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کھڑی والا انہوں نے تو حد کر دی ہے، فرماتے ہیں:

جناں تناں وچ عشق نہ رچیا
کتے اوہناں توں چنگے

یہ بات سچ ہے، حق ہے، یہ پک ہے۔ حضرت یحیٰی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا اس کو یہ امتیازی شان عطا فرمائی اس کو سب سے کامل انسان بنایا پھر اس میں دل کو کامل بنایا اور دل کو اس لئے سب سے افضل و اعلیٰ بنایا کہ محبت کا شہباز اسی پر آیا۔ اگر دل میں محبت نہیں ہے تو دل دل نہیں ہے اور جس میں دل نہیں ہے وہ بندہ بندہ نہیں ہے تو بندے کی قیمت دل سے ہے، دل کی قیمت محبت سے۔ اگر دل محبت سے خالی ہو تو دل نہ رہا اور اگر انسان دل سے خالی ہو تو انسان ہی نہ رہا اس لئے فرمایا محبت کرو یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے اللہ کی طرف سے جوہر ہے، یہ امانت ہے اللہ کی طرف سے، اس لئے میاں صاحب نے فرمایا۔

جناں تناں وچ عشق نہ رچیا کتے اوہناں توں چنگے
مالک دے گھر راکھی دیندے صابر بھکے ننگے

انسان اور حیوان میں خط امتیاز محبت ہے، بنیادی لکیر محبت ہے، جن کے دل میں پیار ہے ان کا بیڑا پار ہے اور ادھر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قریب ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے دوست حضرت علامہ شیخ الحدیث پیر علی حیدر۔ آپ فرماتے ہیں۔

چھٹ گئے سوال جواب کنوں
جیہڑے عشق دی تیغ شہید ہوئے

جتھاں عاشقاں دے جھنڈے رل وہن
اتھاں پیر ، فقیر، مرید ہوئے
جتھاں عشق دا ذوق نہ چکھیا حیدر
او مردود، یہود، یزید ہوئے

جہاں یہ عشق آتا ہے وہاں بندہ بندہ بن جاتا ہے۔ جہاں یہ آگ لگتی ہے، جہاں یہ انگاری سلگتی ہے، جہاں یہ بھٹیاں سلگتی ہیں انسان شہباز بن جاتا ہے، انسان پہاڑوں کو کاندھے پر اُٹھا کر نکل جاتا ہے۔ اس لئے جس بھی اللہ کے پیارے سے پوچھو کہ قرب الٰہی کا راہ بتلائیں، مولا سے ملنے کا کوئی رستہ بتلاؤ مولانا روم سے بڑا دلدار کون ہے وہ ہاتھ اُٹھا کر دعائیں دیتے ہیں۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اوئے عشق شالا خوش وسیں، میری بیماریوں کا علاج بھی تو ہے، میرے تکبر کا علاج بھی تو ہے، میرے نفاق کا علاج بھی تو ہے، میری ہر بیماری کا علاج تیرے پاس ہے۔

جس کے اندر عشق نے ڈیرا لگایا ہر برائی سے مٹایا۔ بندے کو پکڑ کے رومی بنایا، جامی بنایا، غزالی بنایا، یہ ہے عشق کا سرمایہ، ورنہ خالی علم، عقل نے کچھ نہ کمایا، علم کا شہنشاہ تھا علامہ اقبال وہ کہتا ہے کہ عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے اور عشق امام ہے۔ عقل کو عیار بنایا اور عشق کو امام بنایا بلکہ کہا:

من بندہ آزادم عشق است امام من
عشق است امام من عقل است غلام من

عقل لازم ہے، عشق امام ہے یہ صرف مولانا روم نہیں۔ جدھر بھی آپ جائیں گے جس کوچے میں بھی۔ حضرت بابا گنج شکر کے پاس کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضور آپ بزرگ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عشق بہت ضروری ہے۔ حضور

نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، حج کریں، زکوۃ دیں تو کیا یہ چیزیں کام نہیں کرتیں۔ نماز پڑھیں یہ فسق و فجور کو مٹاتی ہے۔ برائیوں کو مٹاتی ہے۔ روزہ رکھیں بندہ برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ اندر کی جتنی بُری خصلتیں ہیں وہ دبی رہتی ہیں آپ نے فرمایا تو بھی سچا ہے لیکن ہمارا قول اس سے اچھا ہے عرض کی حضور عشق کیوں ضروری ہے۔

فرمایا پیارے نماز پڑھو گے کہا پڑھوں گا، کیا اثر ہو گا بولا حضور آپ بتاؤ فرمایا دل جنگل کی طرح ہے، دل دریا سمندروں ڈونگے، یہ دل ایک کائنات ہے ایک جہان ہے اس میں اتنی جھاڑیاں، اتنے جنگل، اتنی گھاس ہے کہ کہیں تکبر کا ڈیرہ، کہیں نفاق کا ڈیرہ، بے شمار جھاڑیاں ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کو کاٹو تا کہ مکان مکین کے لائق بنے، مکان ستھرا ہو گا، جھاڑو پھیرے گا، چونا ہو گا چھڑکاؤ ہو گا، پھر کہیں مکان والا آئے گا کیونکہ وہ پاک ہے وہ ستھرا ہے وہ صاف ہے وہ اس مکان میں ڈیرہ لگاتا ہے۔ جہاں کوئی گندگی کا ڈھیر نظر نہیں آتا ہے۔ میلے دل میں وہ ڈیرے نہیں لگاتا۔ تیرا دل تو جنگل کی طرح بھرا ہوا ہے۔ ادھر بوٹا نفاق کا اُدھر درخت بُغض کا اِدھر حسد کا تیرے اندر تو اتنی جھاڑیاں لگی ہیں اب بول کیسے مکین آئے گا اور اس مکان کی قدر مکین سے ہے اگر مکین نہ آیا تو لاکھ مکان کو اونچا بنا، اس کی لاکھ باریاں دروازے بنا رونق نہیں ہو گی کیونکہ مکانوں کی رونق مکینوں سے ہوتی ہے جن مکانوں سے مکیں چلے جاتے ہیں وہاں بھی رونق نہیں ہوتی۔ بزرگ روتا تھا وہ کہتا ہے۔

جیم جوڑ ہتھ دعا منگو
شالا کال نہ پووے بیلیاں دا
میں لیویس پھراں وچ جنگلاں دے
سوہنے یار باجھوں رنگ تیلیاں دا

ویران ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

دل ایک مکان ہے اس مکان کو ستھرا کر، ایک نماز پڑھے گا ایک حسد کی ٹہنی ٹوٹے گی، درمیان میں وقفہ آئے گا تو بازار میں جائے گا، تچھے اور اُگ جائیں گے۔ تو ایک مہینہ روزہ رکھے گا، اپنے جگر کو پیاسا رکھے گا، دو درخت کٹیں گے چار درخت کٹیں گے لیکن جنگل ہرے کا ہرا ہے۔ گیارہ مہینے پھر جنگل کی بھرمار، اب بتا میرے یار، یہ گھر کیسے صاف ہوگا۔ آپ ہی بتاؤ اس جنگل کو ختم کرنے کا طریقہ، اس صحن چمن کو ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس دل کی کائنات کو اجلا ستھرا کرنے کا طریقہ کیا ہے اس کا علاج کیا ہے جنگل کو کیسے ختم کریں۔

اور حضور عمر گزر گئی ماتھا گھساتے گھساتے، نہ حسد ختم ہوا پڑھتے پڑھاتے ہدایہ، وقایہ، کفایہ پھر بھی فرق نہیں آیا۔ معاف کیجئے گا حضور میں کیا کروں دنیا کو وعظ سنا سنا کے۔ علامہ کہلا کہلا کے لیکن یہ وہیں کا وہیں، کوئی علاج بتاؤ۔ آپ نے فرمایا چشت اہل بہشت سے یہ نسخہ لے۔ فرمایا جنگل کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے کہ ایک طرف کھڑے ہو کر تیلی لگا دو۔ کیا کرو ایک طرف سے آگ لگا دو، چنگاری پھینک دو، ایک طرف سے بھڑکے گی دوسرے کنارے تک نکل جائے گی، نہ رہے گا بانس نہ بجے کی بانسری، نہ بوٹا حرص کا نہ پودا حسد کا۔ اس کا مطلب ہے انگارہ ہم سینے پر رکھیں۔

علی حیدر شاہ نے صدا دی اس نے کہا:

بھٹی تتی تیرے عشق والی
اوہ بھڑکے تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑدے تڑ تڑ کردے
کول عشق کھڑا واہ واہ کرے

سلیمان بھٹاری دا بھٹ بالے
یوسف نال زلیخا نکاح کرے
جیہڑا اپنا آپ نہ مارے حیدر
اوہ جنت دی کیوں چاہ کرے

اس لئے علاج کیا ہے دل کو آباد کرنے کا، اس اُجڑی بستی کو شاد کرنے کا۔ عشق کی آگ لگا دو، جب یہ لگتی ہے پھر دعائیں نکلتی ہیں، پھر رات کو تہجد بھی آپ پڑھی جاتی ہے، اندر آگ لگی ہو اور اس آگ سے دھواں نہیں اُٹھا کرتا۔

اندر لگی تھی آگ مگر بے خبر تھے لوگ
جلتے ہوئے مکان سے باہر دھواں نہ تھا

وقت کا غزالی ہو، رومی ہو تمام ورثہ دل میں سمایا ہو، سمندر بھی سامنے آئے تو پیاسا لگے اس لئے میں نے کہا کہ یہ عشق میراثِ مسلمانی ہے۔ یہی وہ چشمہ ہے جس سے جس نے پیا وہ وہاں بھی جیا وہ یہاں بھی جیا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا، غلام کو بلایا۔ ایک چِٹ یا رقعہ ہاتھ میں پکڑایا۔ فرمایا جب میں گزر جاؤں اس کو کھولنا لیکن کسی سے نہ بولنا۔ اس نے رقعہ اُٹھایا، سینے سے لگایا۔ جب حضرت کا وصال ہو گیا، تو وہ رقعہ کھولے تو لفظ لفظ بولے، رقعے میں کیا لکھا تھا، لکھا تھا میرا پیارا بیٹا اپنے آپ کو خدا کا بنانا، خدا سے عشق کرنا، خدا سے اتنا عشق کرنا، اتنا اپنے آپ کو خدا کے عشق میں جلانا کہ اپنا سب کچھ اس کے نام لگانا، پھر سننا تو آنکھوں سے، دیکھنا تو آنکھوں سے، باتیں کرنا تو آنکھوں سے، صرف آنکھ بچانا باقی سب کچھ خدا کے نام لگانا۔ اسے سمجھ نہ آئی کہ اس رقعے کا مطلب کیا ہے۔ جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے کوچے میں قدم رکھا تو آپ تڑپ تڑپ کے صدا دے رہے تھے کہ:

کا گا سب تن کھائیو چُن چُن کھائیو ماس
مورے دو نیناں مت کھائیو موئے پیا دیکھن کی آس

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا حضور عشق کیا ہے فرمایا سات سو منزلیں ہیں عشق کی۔ اور پہلی منزل ہے کہ ہتھیلی پر سر کو رکھ کر کوچۂ یار میں جانا۔

مرنا مرنا ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں مرنا
جس مرنے وچ میل نہ ہووے اس مرنے نوں کی کرنا

مرنا ہے تو ایسے مَر، عشق رب سے کر، مگر یہ مسئلہ مشکل بہت ہے، حضور مجدد چشت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے جو پڑھایا، لکھایا اور پلٹ کے میرا نظام دہلی آیا۔ جب رب نے منزلوں پر چڑھایا تو ایک رات کسی نے فرمایا نظام تو ہمیں پسند آیا۔ اب بتا عاشق بنے گا یا معشوق، محب بنے گا یا محبوب۔

دوڑ کے آئے اماں کی چوکھٹ پہ، یہ ماں ماں تھی میرے نظام کی، ماں کے قدم اُٹھا کے تلوؤں کو بوسے دے کے کہتا ہے اماں تو ہی بتا پوچھا گیا ہے کیا بنے گا، میں اب کیا بنوں، آہ نکل گئی ماں کی ہمارا حاجی شاہ بول پڑا۔

عشق دی منزل دور توں دورا ے
متاں سمجھیں جو اوہ ہے

کیا کروں اماں، فرمایا بچہ اس کا حل میرے دامن میں بھی نہیں، اماں تو ہی بتا میں کس سے بولوں، کس سے پوچھوں، بچہ جا دہلی کے فلاں چوک میں ایک تنور ہے وہاں ایک نان بائی ہے جس نے تنور میں آگ لگائی ہے اس سے پوچھ۔ آئے آ کے دیکھا بابا تنور والا، بابا نور والا۔ السلام علیکم جو فرمایا اس کو پہلے پتہ چل گیا کہ یہ کوئی آیا، انہوں نے بھی اپنے تلوؤں کو مٹی نہ لگنے دی فرمایا کیا کرنے آیا۔ اس نے کہا مجھ سے ذرا اس طرح تلخ تلخ بات نہ کر میں غیر نہیں، کیا

کام، فرمایا سلام، نام ہے میرا نظام۔ اب بول کیا کام ہے۔ حضور وہ رات کو بولتے تھے کہ عاشق بنو گے یا معشوق۔ اب تم بولو میں کیا بنوں اس نے کہا اللہ اللہ کر، کسی عالم سے پوچھ، کسی عارف سے پوچھ، کسی اللہ کے پیارے سے پوچھ، اوئے مجھ سے روٹیاں پکانا سیکھ، مجھ سے پیڑے بنانا سیکھ، مجھ سے آگ لگانا سیکھ۔ آپ نے کہا یہ تیسری بات ٹھیک ہے۔ اس نے کہا میں لکڑیوں کی آگ کہتا ہوں۔ آپ کہا اب اپنے قول سے نہ پھر یہ جو تنور لگایا ہے یہ جو آگ لگائی ہے بھڑکائی ہے پتہ نہیں اس کی روشنی کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے۔ اس نے کہا اچھا۔ تو سوال تو سیدھا کر۔ عرض کی کیا بنوں، تنور والے نے کہا کل آنا، کہا جی ٹھیک ہے کل آجاؤں گا۔ پر ساری رات گزری پھڑکتے پھڑکتے، ساری رات گزری تڑپتے تڑپتے، ساری رات گزری آہیں بھرتے بھرتے۔ جب دوسرا دن آیا میرے نظام نے جا کر پھر تنور کو دیکھا تو نہ تنور اور نہ تنور والا، وہ جو بیچتے تھے دواء دل، وہ دوکان اپنی بڑھا گیا، تنور کے ٹوٹے ٹوٹے اُڑے ہوئے تھے، بابا جی کا پتہ بھی نہ تھا، اب کبھی اس سے پوچھے، کبھی اس سے پوچھے وہ جو آگ لگا گیا ہے وہ کیوں تنور بجھا گیا ہے۔ بولو لوگو! وہ کدھر ہے، لوگوں نے کہا وہ جنگل کی طرف نکلا تھا۔ جنگل کی طرف منہ کر گیا ہے۔ کہہ رہا تھا اگر دہلی والوں کو میری روٹی بھاری ہوگئی ہے تو ہم بھی منہ کر جائیں گے، اس نے کہا خیر کوئی بات نہیں، ابھی تجھے مل کے رہیں گے اللہ اکبر۔ آ کے دیکھا تو ایک جنگل ویرانہ، جہاں نہ کوئی بندہ نہ کوئی بندے کی ذات ہے اس آدمی کو دیکھا جو کل والا تھا، دیکھا تو عجب حال ہے۔ بازو کٹے کہیں پڑے ہیں، ٹانگیں کٹی ہوئی پڑی ہیں، بوٹیاں کہیں دھری ہیں، ہڈیاں کہیں پڑی ہیں، جنگل کے درندے بوٹیاں نوچنے پہ لگے ہوئے ہیں یہ حال جو دیکھا، آخر نظام تھا۔ اوپر جا کے کہا اوئے وعدہ خلاف اگر تو نے بغیر بتائے جانا تھا تو وعدہ نہیں کرنا تھا۔ اوئے تو نے وعدہ ہی کیوں کیا۔ ایک سوال کے پیچھے مر گیا، ایک سوال ہی تو تجھ سے کیا تھا وہ سوال بھی تو نے پورا نہ کیا اور مر گیا۔ تم بھی ایسا کرو گے تو دنیا کس پر

بھروسہ کرے گی وعدہ خلاف نکلے۔

دامن چھڑا کے آپ نے جانا ہی تھا اگر
نظریں ملا کے پیار سے دیکھا تھا کس لئے

کیوں کہا تھا کل آنا، ابھی یہ لفظ جاری تھے ہڈیاں پھڑکیں، گوشت میں جان آئی کہا معاف کرنا میرے یار، تیرا جو سوال تھا وہ زبان سے بتانے والا نہ تھا وہ مسئلہ کتاب والا نہ تھا وہ تو مسئلہ حال والا تھا۔ تو اب پوچھ کیا پوچھا تھا کہا میں نے پوچھا تھا عاشق بنوں کہ معشوق بنوں۔ کہا اگر عاشق بنے گا تو پھر یہ حال ہوگا۔ بند کہیں، سند کہیں، گوشت کہیں، ہڈی کہیں پھر نعرے لگا تا کہ:

عاشق ہوویں تے عشق کماویں
دل رکھیں وانگ پہاڑاں

وہیں سے دوڑے نظام اماں کی طرف، اماں سلام، فرمایا بول بیٹے نظام۔ ملا جواب آپ نے فرمایا اماں عاشقوں کا یہ حال ہوتا ہے اماں نے کہا بیٹے اب بول، رکھ سینے پر ہاتھ کیا عاشق بنے گا، کہا نہیں اماں عاشق فرید الدین ہی کافی ہے میں تو محبوب بنوں گا۔ اماں نے پھر فرمایا منظوری ہو گئی تو آج سے محبوب الٰہی ہے، میرا فرید بولا۔

جڈاں عشق فرید استاد تھیا
سب علم عمل برباد تھیا
پر حضرت دل آباد تھیا
سو وجد کنوں لکھ حال کنوں

اس لئے یہ بات یاد رکھو کہ جو عشق کماتا ہے اس کو سر ہتھیلی پہ رکھنا پڑتا ہے اللہ اکبر۔ حضرت خواجہ احمد معشوق رحمتہ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی باتیں لکھیں ۔ خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے متعلق لکھا آپ فرماتے ہیں کہ ان کا مقام اس قدر بلند تھا کہ

قیامت کا دن آئے گا، اولیاء لوگ حسرت سے کہیں گے۔ہائے کاش ہم مٹی ہوتے اور حضرت خواجہ احمد معشوق رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں ہم پر پڑتے، جب نماز پڑھتے اول تو نماز پڑھتے دکھائی نہ دیتے، مغلوب تھے عشق میں، لوگوں نے مجبور کیا، احمد نماز پڑھا کر، اس نے کہا نماز پڑھوں گا لیکن اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھوں گا لوگوں نے عرض کی یہ کونسی نماز ہے تو نماز بھی پڑھ اور سورۃ فاتحہ بھی پڑھ۔ کہنے لگا اچھا ''ایاک نعبد وایاک نستعین '' والی آیت نہیں پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا یہ تو جان ہے اس کی، یہ بھی تجھے پڑھنی پڑھے گی۔کہا لوگو مجبور نہ کرو مجھے نہ ستاؤ، نہ رلاؤ۔ لوگوں نے کہا پڑھ ہمارے سامنے اس نے کہا اچھا تم مجبور کرتے ہو تو ٹھیک ہے۔ نماز کی نیت فرمائی۔

جن کے سجدے تہہ شمشیر ادا ہوتے ہیں
ان کے اندازِ عبادت بھی جدا ہوتے ہیں

کہتے ہیں جب سورۃ فاتحہ شروع کی پہلے کانپے جب کہا ''ایاک نعبد وایاک نستعین '' ابھی یہ زبان پہ آیت آئی تھی کہ ہر ہر بال کی جڑ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا، خون میں نہا گیا، اب جب یہ حال ہو گیا تو لوگوں نے پکڑا او تجھے یہ کیا ہوا۔ کہا کہتا نہ تھا مجھے مجبور نہ کرو، لوگوں نے کہا تم اپنے حال میں مست ہو۔ ہمیں پتہ نہ تھا، میں نے تمہید کے طور پر یہ چند باتیں عرض کیں کہ جب عشق آتا ہے، بلال بناتا ہے، یاسر بناتا ہے، شبلی بناتا ہے۔

حضرت شاہ منصور رحمتہ اللہ علیہ اٹھارہ دن تک قید میں رہے۔ اب اٹھارواں دن جو گزرا حضرت شیخ شبلی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ وہ دیوانہ میرے نبی کا آیا آ کے کہا سناؤ منصور عشق کیا ہوتا ہے۔

تو نہ دیدی گہے سلیمان را
چہ شناسی زبان مرغاں را

سناؤ عشق کسے کہتے ہیں منصور نے کہا کل آنا تجھے بتاؤں گا عشق کسے

کہتے ہیں جب دوسرا دن آیا، یاروں نے پکڑ کے سُولی پر جو چڑھایا، جب سانس ہونٹوں پہ آیا تو شبلی کو منصور نے اشارہ فرمایا، کہ اب تیرا جواب آیا۔ کہا کیا ہے عشق، فرمایا ابتدا بھی تک انتہا بھی تک۔ جو عشق کمائے گا اس کا یہی حال ہو جائے گا، حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا، سات دن تک وجد رہا، نماز کے لئے وقف ہوتا تھا، جب نہلانے والے نے نہلایا، ہاتھ جو لگایا، ہڈیاں جل چکی ہیں عشق خدا میں، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، چمڑا مٹھی میں آجاتا تھا فرمایا حریق المحبت ہے یہ شہید المحبت ہے لیکن کون جانے۔

شب غم کی سختیاں کوئی اس سے جا کے پوچھے
تیری راہ تکتے تکتے جسے صبح ہو گئی

میرا گولڑے والا پیر روشن ضمیر فرماتے تھے۔

رات ہنیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے
اوہ کی جانن سار اساڈی جیہڑے رہن کنارے

حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین بندے گئے کعبے کا حج کرنے۔ ایک تھا قاضی دہلی کا بیٹا، ایک شیخ الاسلام دہلی کا بیٹا، ایک تھا فقیر، تینوں نے کہا کہ یار کعبے پر پہلی نگاہ ڈالو جو دعا مانگو قبول ہو جاتی ہے کہا مانگو دعا۔ قاضی کے پتر نے کہا یا اللہ جب باپ مر جائے مجھے قاضی بنانا۔ دوسرے نے کہا یا اللہ جب میرا باپ مر جائے تو مجھے شیخ الاسلام بنانا فقیر نے کہا یا اللہ اپنا عشق عطا فرمانا، آ گئے دہلی واپس۔ قاضی مرا تو بن گیا بیٹا قاضی۔ شیخ الاسلام مرا تو بیٹا بن گیا شیخ الاسلام اور جس نے مانگا تھا درد وہ جو تھا مرد۔ اب ہوا رنگ زرد۔ اب لگی عاقلہ کی بیاری بوٹیاں جھڑنے لگیں۔ زمین پر گرنے لگیں اب تن بدن میں یہ حال دیکھا، چیخا چلایا، واہ مولا میں نے تو رحمت مانگی تھی، میں نے تو صحبت مانگی تھی، میں نے تیرا پیار مانگا تھا، تو نے ان کو ان کی من مانگی مراد دے

دی اور مجھے بیماری لگادی۔ میں نے تو کہا تھا مجھے عشق دے۔ آواز آئی ابھی عشق شروع تو کیا ہے۔

ابھی سے آ گئے آپ کی آنکھ میں آنسو
ابھی تو ہم نے قصۂ درد چھیڑا ابھی نہیں

تم نے مانگا تھا ہم نے دے دیا۔ اب تو شروع کر رہا ہوں، یہاں سے پتہ چلا جب عاشقوں کا یہ حال تھا اور جو خود فاطمہ کا لال تھا، کیا وہ عاشق نہ تھا، باقی روئے زمین پر جتنے گزرے ہیں وہ عشق والے ہیں اور اقبال نے کہا تھا۔

آں امام عاشقاں پورِ بتول
سروِ آزادِ زبستانِ رسول

اقبال کہتا ہے کہ باقی عاشق ہیں اور حسین ان عاشقوں کے بھی امام ہیں۔

من بندہ آزادم عشق است امام من

عقل پیچھے کھڑی ہے لوگ پیچھے کھڑے ہیں، عشق قائد بن کے نکلا، چلا جا رہا ہے۔ صدقے تیرے حسین میرے، عشق جب تیرے پیچھے آیا۔ عشق نے تیرے پیچھے نیت کر کے بتایا کہ عشق غلام ہے، حسین میرا بھی امام ہے اس لئے لوگوں کو ایک ایک سر دیتے رہے، عشق کماتے رہے لیکن اب بازار لگا کربل میں، خریدار بنا "ان اللہ اشتری"۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشق کی دولت عطا فرمائے۔

واخر دعونا عن الحمد اللہ رب العالمین

کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم o اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم o بسم الله الرحمن الرحيم o

يايها الناس قد جاء كم برهان من ربكم وانزلنا اليكم نورا مبينا o (صدق الله العظيم)

الصلوٰة والسلام عليک يارسول الله
الصلوٰة والسلام عليک يا حبيب الله

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرطِ اول ہے
گر ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
تو گلے میں ڈال لو پٹا محمد ﷺ کی غلامی کا

برادرانِ اسلام!
میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یایها الناس قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبیناo

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل، برہان قاطع، پختہ دلیل آ گئی اور فرمایا ہم نے تمہاری طرف نور مبین نازل فرمایا۔

اس آیت میں ایک بات یہ ہے کہ اللہ معبود برحق ہے یہ ہمارا دعویٰ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی دعویٰ ہے۔ اب دعوی یہ ہے کہ اللہ ایک ہے، اللہ برحق ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ دعویٰ ہے اور ہر دعوے کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے اور اللہ نے بھی اپنے دعویٰ عبودیت و اولاہیت کے لئے دلیل بنائی۔

اگر وہ چاہتا تو کہہ دیتا کہ میرے ہونے کی دلیل آسمان ہے، میرے معبود ہونے کی دلیل زمین ہے، یہ چودہ طبق میرے معبود ہونے کی دلیل ہیں لیکن اللہ نے دلیل کامل بنایا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا اور پھر جب مکے کے کافروں نے اللہ کی الٰہیت پہ انگلیاں اُٹھائیں تو سرکار نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اللہ معبود ہے میں اس کا نبی ہوں۔ کعبہ دیکھ لو، ستارے دیکھ لو بلکہ فرمایا:

لقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلونo

کہ میری عمر کے چالیس سال تمہارے سامنے گزر گئے، میرے دن دیکھو، میری راتیں دیکھو، میرا حال دیکھو، میری چال دیکھو، میری رفتار دیکھو، میری گفتار دیکھو۔ اگر میرے اندر کوئی عیب ہے تو دعوے کے اندر بھی عیب ہے اگر میرے اندر کوئی کمی ہے تو دعوے کے اندر بھی کوئی کمی ہے اور اگر میری زندگی بے عیب ہے تو مان لو کہ رب بھی بے عیب ہے۔

یہ دونوں چیزیں ذہن میں رکھیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اللہ کی الٰہیت کی دلیل کے طور پر مکے کے کافروں کے سامنے پیش کیا تو اپنی ذات کو پیش کیا اور اپنی پوری عمر کو پیش کیا کہ میری پوری عمر اللہ کے وجود کی دلیل ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

من اطاع محمدا فقد اطاع اللہo

کہ اللہ کی اطاعت کی ظاہری کوئی شکل نہیں کیونکہ جس کی اطاعت کی جائے جس کی تابعداری کی جائے وہ نظر تو آئے کہ کیسے چلتا ہے، کیسے اُٹھتا ہے، کیسے بولتا ہے فرمایا اللہ بے مثل، بے مثال ہے اب اس کی اطاعت کیسے کریں فرمایا:

من اطاع محمدا فقد اطاع اللہo

جس نے مجھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور

من عصی محمدا فقد عصی اللہo

فرمایا جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور فرمایا حق اور باطل کے درمیان فرق کون ہے، امتیازی نقیض کون ہے اگر کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل، فرق رکھنے کیلئے کسی کی ذات ہے فرمایا وہ اللہ کی ذات نہیں بلکہ:

محمد فرق بین الناسo

وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کہا کہ میری ذات کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے۔

اس لئے کہ یہودی بھی خدا کو مانتا ہے، عیسائی بھی خدا کو مانتا ہے، گرونانک والا بھی خدا کو مانتا ہے، بدھ مت والا بھی خدا کو مانتا ہے، سکھ بھی خدا کو مانتا ہے، ہندو بھی خدا کو مانتا ہے، خدا کو ہر کافر مانتا ہے لیکن پھر بھی کافر کافر ہی ہے، خدا کو سارے مان کر بھی وہیں ہیں۔ کیا آپ یہودیوں کو مسلمان کہتے ہو، سکھوں کو مسلمان کہتے ہو، ہندو کو مسلمان کہتے ہو، نہیں، تو کیوں نہیں کہتے وہ سارے اللہ کو مانتے ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں کیوں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

محمد فرق بین الناسo

اللہ کو ماننے والا لاکھ مرتبہ مانے، مسلمان کا لفظ اس پہ صادق نہیں آ سکتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا کیونکہ فرق میری ذات ہے، مجھے مانے گا تو مومن ہے۔ میرا انکار کرے گا تو کافر ہے۔

اب ہم نے ایک آیت اور دو حدیثوں کو ملا کر نتیجہ نکال لیا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب نے دلیل بنایا اور "لا الہ الا اللہ" کو دعویٰ بنایا۔

اور یاد رکھو کہ اصول یہ ہے کہ عدالت کے اندر جب مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ اِدھر سے بھی ایک وکیل ہوتا ہے اور اُدھر سے بھی ایک وکیل ہوتا ہے اور جو عقل مند وکیل ہوتا ہے، ذہین وکیل ہوتا ہے وہ دعوے کو کبھی نہیں چھیڑتا بس دعوے کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے پھر مخالف وکیل کی دلیل کو توڑتا ہے۔ دعوے میں عیب نہیں نکالے گا، دلیل میں عیب نکالے گا کہ یہ دلیل کمزور ہے، اس میں یہ کمزوری ہے، یہ کمزوری ہے اور جو وکیل دلیل کو کمزور ثابت کر دے گا اس کا دعویٰ کامیاب ہو جائے گا کیونکہ دلیل دوسرے کی کمزور ہو گئی اور دشمن کا وار ہمیشہ دعوے پہ نہیں بلکہ دلیل پر ہوا کرتا ہے۔

اگر یہ بات درست ہے تو دعوی ہے۔ "لا الہ الا اللہ" اور دلیل ہے۔ "محمد رسول اللہ" دعویٰ ہے اللہ کا معبود ہونا، دلیل ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا۔ اب دشمنوں نے بھی وار کیا دلیل پہ کیا کیونکہ دشمن چالاک ہے تو قرآن مجید کہتا ہے کہ "تکتموا الحق وانتم تعلمون" ؀

یہودی جب بھی اپنی کتاب پڑھتے جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف آتی تو ہاتھ رکھ دیتے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی صفت آتی "یحرفون" اس کی تحریف کرتے، بدل ڈالتے تھے۔ اب یہودیوں نے سب سے پہلا وار دلیل پہ کیا، نصرانیوں نے وار دلیل پہ کیا، سکھوں نے وار دلیل پہ کیا، ہندوؤں نے وار دلیل پہ کیا۔ جو بھی چالاک دشمن تھا وہ دلیل پہ وار کرتا رہا یہاں تک کہ شیطان جب اپنی مجلس شوریٰ لے کر بیٹھا اس نے کہا مسلمانوں کو

مارو، ان کی جان نکالو کیونکہ تیر سے یہ نہیں مرتے، بھوکا رکھو پھر بھی نہیں مرتے، روٹی چھین لو پھر بھی نہیں مرتے، ان سے گھر چھین لو مسلمان نہیں مرتے تو اس مسلمان کو مارنے کا طریقہ کیا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا کہ سب شیطانوں نے اپنا اپنا مشورہ دیا لیکن جو شیطان اکبر تھا اس نے کہا کہ:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہ مسلمان نہ تیروں سے مریں گے، نہ تلواروں سے مریں گے، نہ بھوک سے مریں گے ان کے شکنجے جکڑ دو، بم پھینکو، ان پر تم جتنا بھی ظلم کرو یہ مٹیں گے نہیں، یہ ختم نہیں ہوں گے۔ ان کو مارنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے دل سے نبی کا پیار نکال دو، نبی کی محبت کا چراغ بجھا دو، یہ جیتے جی مر جائیں گے، یہ یہود، نصاریٰ جتنا کفر تھا اس کا پلان تھا کہ مسلمانوں کو ختم کرو۔ ان کو تیر نہ مارو، ان کو بندوق کی گولی نہ مارو، ان کی روٹی بند نہ کرو سب کچھ ہونے دو، ایک ہی کام کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کا چراغ گل کر دو، نبی کی محبت کا سلسلہ بند کر دو۔ جس وقت ان کے سینے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار ختم ہو جائے گا یہ جیتے جی مر جائیں گے۔

یہ شیطانی سازش، یہودی، نصرانی سب نے مل کر کی۔ میرے مسلمان بھائیو رب نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلیل بنایا۔ اب جتنا کفر تھا انہوں نے اس دلیل کے اندر کیڑے نکالے۔ کسی نے علم کا عیب نکالا، کسی نے شخصیت کا عیب نکالا۔ جرمن زبان کے اندر، فرانسیسی کے اندر، ایک ہزار نہیں ہزاروں کتابیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، شان کے خلاف لکھی گئیں، لکھی جا رہی ہیں لیکن دیکھو توحید کے خلاف کوئی کتاب نہیں ملے گی، ہر کتاب کا ٹارگٹ میرا نبی ہے، کبھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوانگی زندگی کے اوپر تیر برسائے گئے، کبھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت

کے اوپر تیر برسائے گئے، کبھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے اوپر ڈاکہ ڈالا گیا، کبھی علم پر تیر برسائے گئے، کبھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے اندر خامیاں تلاش کی گئیں۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت میں، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں خامیاں تلاش کی گئیں، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں خامیاں نکالی گئیں۔

کیونکہ آل میں خامیاں وہ بھی تیر نبوت کے وجود کو لگے لگا، جو صحابہ میں خامی وہ بھی تیر نبوت کے وجود کو لگے گا، جو اسلام میں خامی وہ بھی تیر نبوت کے وجود کو لگے گا، چاروں طرف سے کافروں نے تیر وجودِ نبوت پہ لگائے ہم سہتے رہے جواب کہتے رہے لیکن:

تیر کھا کے دیکھا جو کمین گاہ کی طرف
تو اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوئی

تیر برساتا اگر رام رام کرنے والا تو ہم سہہ لیتے، برداشت کرتے اگر یہ تیر برساتا کوئی پروٹیسٹنٹ کیتھولک مذہب والا ہم سہہ لیتے، اگر تیر برساتا چائنہ کا کافر تو ہم سہہ لیتے، اگر کوئی نیچر السٹ تیر برساتا تو ہم برداشت کر لیتے لیکن جب کلمہ پڑھنے والے تیر برسانے لگ گئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کے خلاف، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے خلاف، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے خلاف کیڑے ہی نہیں نکال رہے بلکہ شک پیدا کر رہے ہیں، شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں۔ میرے دوستو میں نے کہا میرا نبی دلیل ہے اور دشمن جو چالاک ہوتا ہے وہ دلیل پہ حملہ کرتا ہے کہ دلیل میں یہ کمزوری، یہ کمزوری اور نبی اللہ کی الٰہیت کی دلیل ہے اور یہ لکھ لو کہ جو دلیل کا دشمن ہے وہ اصل میں دلیل کا دشمن نہیں وہ دعوے کا دشمن ہے، دلیل کا ذاتی طور پر کوئی مقام نہیں، اصل میں دلیل کا تعلق دعوے سے ہے اس لئے بات طے ہوگئی کہ جو نبی کا دشمن ہے اصل میں وہ خدا کا دشمن ہے اور جو دلیل کو چمکاتا ہے جو دلیل کو طاقتور

بناتا ہے، جو دلیل کے اندر عظمتیں تلاش کرتا ہے کہ دلیل اس لحاظ سے بھی مضبوط، دلیل اس لحاظ سے بھی مضبوط۔ وہ اصل میں دلیل کو مضبوط نہیں کر رہا بلکہ دعوے کو مضبوط کر رہا ہے۔

لوگوں نے ان دو فقروں سے سمجھ لیا ہو گا کہ ہم یہ میلاد کیوں مناتے ہیں۔ ہم یہ جھنڈیاں کیوں لگاتے ہیں، ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر زور و شور سے کیوں کرتے ہیں کیونکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی دلیل سمجھتے ہیں اور پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی دلیل سمجھ کر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی باتیں کرتے ہیں کبھی ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک کو "الم نشرح لک صدرک" کہتے ہیں کیونکہ ہمیں زیادہ پیار دلیل سے نہیں، ہمیں زیادہ پیار دعوے سے ہے۔ ہم اس دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے دلیل کو مضبوط کرتے ہیں اور ہم دلیل کو روشن بناتے ہیں کہ اس دلیل میں یہ کمال، اس دلیل میں یہ کمال۔

اب فیصلہ کریں کہ وہ شک کی فصل بوتا ہے ہم کانٹوں کو چنتے ہیں وہ دلیل کو کمزور کرتا ہے کہ نبی کو علم نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ علم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بند ہو ہم کہتے ہیں نبی کا ذکر بلند ہو، وہ کہتا ہے کہ نبی کی یاد ختم ہو اور ہم کہتے ہیں کہ نبی کا ذکر کرنا اللہ کی سنت ہے۔

لیکن یاد رکھو جب وکیل عدالت میں آتے ہیں تو ایک گروہ کے وکیل نے بھی وہی کالا کوٹ پہنا ہوا ہوتا ہے، دوسرے مخالف گروہ کا بھی وکیل وہی کوٹ پہن کے آتا ہے ان کی وردی ایک ہوتی ہے جو دلیل کے حق میں ہوتا ہے اس کا لباس بھی وہی ہوتا ہے جو دلیل کے مخالف ہو اس کا لباس بھی وہی، اس کی ڈگری بھی وہی۔ ڈگری بھی ایک، عدالت بھی ایک، لباس بھی ایک، چیمبر بھی ایک دیکھنے والا غلطی میں پڑ جاتا ہے کہ میرا وکیل کون ہے، لیکن جب ایک دلیل کے حق میں بولا اس کے کان کھل گئے کہ یہ اپنا ہے اور جو دلیل کے خلاف بولا تو پتا چل گیا کہ

یہ دشمن ہے۔

پہچانو اب تم بھی کہ اپنا کون ہے؟ پگڑی دیکھ کر، وردی دیکھ کر، کتاب کو دیکھ کر غلطی نہ لگے۔ لیکن ذہن میں رکھو کہ پتا تب چلے گا کہ اپنا کون بیگانہ کون جب وہ بولے گا۔ جو دلیل کے حق میں بولے گا وہ موتی رولے گا، جو دلیل کے خلاف بولے گا وہ کافر ڈولے گا۔

اس لئے دلیل ہے میرا نبی اور اسی لئے دلیل کو میرے رب نے مضبوط بنایا، کتنا مضبوط بنایا، جسمانی طور پر بھی مضبوط بنایا، روحانی طور پر بھی مضبوط بنایا، نام بھی مضبوط، کام بھی مضبوط، نام بھی اللہ نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مضبوط بنایا، انوکھا بنایا، نرالا بنایا، سب سے الگ فرمایا، جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری آئی تو فرمایا۔

یاادم اسکن انت وزوجک الجنۃo

جب نوح علیہ السلام کی باری تو فرمایا۔

یا نوح انہ لیس من اھلکo

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باری آئی تو فرمایا۔

یاابراھیم قد صدقت الرؤیاo

نام لیا ایک ایک نبی کا فرمایا۔

ماتلک بیمینک یا موسیٰo

فرمایا یا موسیٰ، یا یحییٰ، یا زکریا، ہر نبی کا نام لیا لیکن جب میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی جب دلیل کامل کی باری آئی تو فرمایا۔ یایھا النبی پورا قرآن پڑھو تو کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا ہو۔ کیوں! آپ یوں سمجھیں کہ اگر آپ کو کوئی آدمی بلائے ایک کہے کہ حضرت صاحب، ایک کہے پیر صاحب، ایک آکے آپ کا صرف نام لے کر پکارے تو آپ بتائیں کہ آپ کی کس نے عزت کی، آپ کو کونسا پسند آئے گا۔

میرے اللہ نے بھی فرق رکھا فرمایا اوروں کی بات اور ہے تیری ذات اور ہے اسی لئے سارے نبیوں کا نام لیا ہے، خالق ہے جو چاہے لے لیکن میرا نبی پھر میرا نبی ہے اللہ نے پورے قرآن تیس پاروں میں کہیں فرمایا۔ یــــایھـــا الرسول کہیں کہایایھا المزمل کہیں کہایایھا المدثر کہیں کہایٰسین اوسردار، کہیں بولا طٰہٰ بلکہ اگر کسی نے میرے نبی کا نام لیا تو رب نے فرمایا۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاo

خبردار ہو جاؤ، خبردار ہو جاؤ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی ایسا نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔ یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمالِ اسمی ہے۔ یہ برہان کا پہلا جز ہے کہ اس دلیل کا نام بھی کمال ہے، دلیل بھی کمال ہے، اکمل ہے، اللہ اکبر۔

کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی تو بنا دیتا ہے نامِ محمد ﷺ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جنگ سے پلٹ رہے تھے کشتی میں سوار ہوئے، کشتی ٹوٹ گئی، پھٹے پہ آ گئے، پھٹہ پانی میں بہایا، جا کے کسی جزیرے میں کھڑا فرمایا، آگے سے ایک بھوکا شیر آیا۔ جناب سفینہ رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی کہ کوئی بھوکا شیر میری طرف آ رہا ہے جب وہ قریب آیا اللہ پاک نے رہنمائی فرمائی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''انـا مـولـی رسـول اللـه'' او جانور میرے قریب نہ آنا، مجھے کچھ نہ کہنا اوئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آیا آگے جنگل کا درندہ تھا، پھاڑنے والا درندہ تھا، لیکن جب جنگل کے شیر نے میرے کریم کا نام سنا جنگل کا درندہ نام سن کر مسرور ہوا۔ وہ بندوں کو دھاڑتا ہے، پھاڑتا ہے اور یہ ہمارے پاس جو درندے ہیں یہ پھاڑتے ہیں نبی کے نام کو۔

درندے درندے میں فرق ہے۔ یہ پلے پلائے درندے ہیں۔ بات حق

ہے کہ وہ درندہ تھا جنگلی لیکن ایک دفعہ سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا او درندے ''انا مولی رسول اللہ'' اوئے میں ہوں غریب پردیسی میرے پاس نہ ڈنڈا، نہ تیر، نہ تلوار پر مدنی ہے میری سرکار۔

یہ حدیث پاک ہے کہ جناب سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لب پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آیا تو مجھے خیر سے سلام آیا۔ درندہ مجھے کھانے آیا، مجھے پھاڑنے آیا لیکن جب میں نے اپنے نبی کا نام سنایا، جنگل کے درندے نے اپنے سر کو جھکایا، اپنی دُم کو ہلایا، آگے چل کے مجھے رستہ بتایا، مجھے منزل پہ پہنچایا، اس دن لطف آیا۔

شیشہ سمجھ کہ نہ توڑو اسے یہ مٹی کی مورت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے محمد ﷺ سے نسبت بڑی چیز ہے

انسان تو انسان لیکن جو جنگل کا ہے حیوان وہ بھی رکھتا ہے نبی کے نام کا دھیان، وہ جنگل کا درندہ اور یہ شہری درندے، وہ نبی کے نام کا حیا کر رہا ہے، شرم کر رہا ہے، صرف شرم نہیں کر رہا وفا کر رہا ہے۔ حضرت علی حیدر کی کیا بات ہے وہ کہتے ہیں۔

واہ وِک گئی آں میں تیرے نام اُتوں نہیں تے کون کمینی نوں جانداسی
میرے گل پٹا تیرے نام والا تیرے نام نوں جگ سُنجانداسی
تیرا نام لے کے لنگھ پار ویساں مینوں آسرا تیری شان داسی
لگا جو بھاگ کمینی نوں حیدر سارا فیض محبوب سبحان داسی

دشمن ہم سے یہ نام چھیننا چاہتا ہے اور ظالم چالاک ایسا ہے، مکار ایسا ہے، توحید کی چلمن میں بیٹھ کر شکاری شکار کر رہا ہے اس کا پروگرام یہ ہے کہ مسلمانوں کے دل سے نبی کا نام مٹاؤ لیکن اسے پتا ہے کہ اگر میں کہوں کہ نبی کا نام نہ لو تو مسلمان نہیں مانے گا۔ اس نے توحید کی چلمن کھڑی کی اور اس مکار نے مکاری یہ کی کہ اللہ کی توحید میں فرق آرہا ہے خطرناک چال چلی دشمن نے، اس

نے درمیان میں توحید کا پردہ کھڑا کر کے نبی کی شان کو، نبی کی ذات کو، اللہ کی توحید کے اپوزیشن ثابت کیا اور ہر نبی کی عزت، شان کو اللہ کا حق ثابت کیا اس نے، یہ فتوی لگا دیا ظالم نے کہ نبی کی شان میں بولو گے تو توحید پہ زد پڑے گی۔ یہ ہے یہود کی سازش لیکن یاد رکھو جنہوں نے نبی کا نام لیا، رحمت نے انہیں تھام لیا، انہوں نے پل پل اسی کا نام لیا۔

جناب عمر رضی اللہ عنہ مستدرک حاکم ہیں بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے فرمایا آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تین سو سال تک آنسو بہائے، گلی گلی پھرے، کوچہ کوچہ پھرے، راتوں کو روئے، دن کو روئے، پل پل روئے، لمحہ لمحہ روئے لیکن نتیجہ کچھ نہ آیا۔ تین سو سال یا اس سے زیادہ آنکھوں سے آنسو بہاتے رہے، روتے رہے، رلاتے رہے ایک دن اچانک میرے نبی کا نام یاد آیا، اللہ کے حضور عرض گزار ہوئے مولا! تجھے واسطہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھے معاف فرمادے۔

قاضی عیاض محدث زمانہ، مفسر زمانہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا، رب کی رحمت نے اسے تھام لیا اللہ نے فرمایا آدم تو نے بڑی بھول سے کام لیا۔ تین سو سال تجھے کیوں نہ یاد آیا آمنہ کا لال۔ تین صدیوں کے بعد میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لبوں پر آیا۔ اللہ پاک نے فرمایا کیف عرفت اے آدم توں نے کیسے جانا، تجھے اس کی خبر کیسے ہو گئی۔ اس نے کہا مولا جب تو نے مجھے بنایا تھا میں نے سر اُٹھایا تھا اپنی نظروں کو عرش پر لگایا تھا اس وقت میں نے تیرے نام کے ساتھ اس نام کو لکھا پایا تھا۔ مجھے اس دن سمجھ آیا تھا اور آج تو نے پھر کرم فرمایا مجھے پھر یاد آیا۔

؎ تم نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

انوارِ محمدیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اتنا بڑا نام اور اتنا چھوٹا کام، شفارش اتنی بڑی اور یہ کام چھوٹا سا۔ عرض کی یا اللہ کیا یہ چھوٹا کام ہے

یہ تو مجھ سے کوئی پوچھے۔

شب غم کی سختیاں کوئی اس سے جا کے پوچھے
جسے تیری راہ تکتے تکتے صبح ہو گئی

میں صدیاں رویا میرے آنسو بہے، مجھے پوچھنے کوئی نہ آیا۔ اللہ کریم نے فرمایا جا آدم میں نے صدقے اپنے پیارے کے نام کے تجھے بخش دیا ہے۔

یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا کمال ہے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم کا کمال ہے۔ آگے اب دلیل کا کمال جسمی، اس کے پھر آگے دو حصے ہیں ایک ہے کمال علوی، اوپر کا کمال ایک ہے زمین والا کمال۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب نے ایسا کامل بنایا کیونکہ دلیل بنایا اور دلیل بھی مضبوط ہونی چاہیے۔ کتنی مضبوط، اگر سورج پہ انگلی اُٹھے تو الٹے پاؤں واپس پلٹے، کہتے ہیں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی اُٹھائی تو سورج واپس پلٹا۔ تو جس نبی کی ایک انگلی میں اتنی طاقت ہے تو اس کے پنجے میں کتنی طاقت ہوگی۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

چاند اشاروں کا ہلا حکم کا باندھا سورج
کیا بات شاہا تیری توانائی کی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے تفسیر مظہری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچا کیا حال ہے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی کا خیال ہے، عرض کی آپ جانتے ہو کہ ہم آپ کو کب سے مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کب سے۔ عرض کی جب آپ لیٹتے تھے ناں جھولے میں، پنگھوڑے میں، مہد میں اور آپ انگلی اٹھاتے تھے۔ یوں اشارہ فرماتے تھے اور چاند کی طرف آپ کے اشارے جاتے تھے۔ جدھر آپ کی انگلی جاتی تو چاند کی گردش بھی اُدھر جاتی۔ آپ کی انگلی سے رقص کرتا

تھا چاند۔

آگے سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا چچا اگلی بات بتاؤں، جی سرکار بتاؤ۔ فرمایا جب چاند اللہ کے حضور سجدہ کرتا تھا۔ ''اسمع وجبته'' میں اس کی آواز بھی سنتا تھا۔ جو نبی پنگھوڑے میں ہو انگلی ہلاوے، جدھر انگلی جاوے، چاند ادھر جھک جاوے تو اہلسنت والجماعت کا بزرگ کیوں نہ فرماوے کہ:

چاند جھک جاتا تھا جدھر انگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

اوئے منکر نبی کے نور کے سن مقام میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ جس کو رب نے نور بنایا اس کا کھلونا بھی رب نے نور بنایا لیکن بے سمجھوں کو پھر بھی سمجھ نہ آیا۔ انہوں نے ایویں ای شور مچایا۔

سورج میں بھی بڑی پاور ہے، بڑی طاقت ہے لیکن میرا نبی پھر میرا نبی ہے۔ بہت دور ہے سورج، حساب لگانے والوں نے حساب لگایا ہے کہ نو کروڑ میل دور ہے اس سے زیادہ ہوسکتا ہے اس سے کم نہیں۔

حضرت سیدہ اسماء بنت امیس رضی اللہ عنہا صحابیہ رسول فرماتی ہیں کہ عصر کا وقت تھا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی کو کسی کام بھجوایا اور آپ نے نماز کا فرض ادا فرمایا۔ مولیٰ علی جو تشریف لائے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جھولی میں سر ٹکایا۔ شام ڈھل گئی، سورج ڈوب گیا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں آنسو ٹپکنے لگے بس ایک گرم آنسو میرے کریم کے چہرے پہ جو آیا کریم نے آنکھوں کو کھول کر فرمایا۔

علی تجھ کو کس نے رلایا اس نے کہا کریم دو فرض آڑے آگئے۔ ادھر تیرا آرام تھا، ادھر خدا کا فرض قیام تھا، درمیان میں یہ غلام تھا۔ نماز میں بھی بڑی رس ہے تیرے آرام میں بھی بڑی چس ہے۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ آپ کو جگاؤں یا فرض نبھاؤں۔ لیکن اندر سے ہوپ اُٹھی فرض کو چھوڑ مدنی کے آرام میں خلل نہ

ڈال۔ پر میرا نبی بڑا باوفا ہے میرے نبی نے فرمایا نہ رو۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز گئی۔

دارُ الشفاء میں رہ کے میں بیمار کیوں رہوں
جب چارہ ہے میرا تو میں ناچار کیوں رہوں

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بول علی قضا پڑھے گا یا ادا پڑھے گا، اس نے کہا قضائیں بھی پڑھیں گے مگر جب تک آپ کا ساتھ رہے گا اس وقت تک ادا پڑھیں گے۔ میرے کریم نے فرمایا رک جا، ٹھہر جا، بس ہاتھ اُٹھے۔

اللھم انه کان فی طاعتک وطاعة رسولکo

اے اللہ میرا علی تیری نوکری میں تھا، تیرے رسول کی نوکری میں تھا، سورج کو واپس لوٹا۔

باتیں ہیں دو، پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے تھے رات کو یا دوپہر کو، رات کو نیند کا وقت ہوتا ہے اور دوپہر کو تھوڑا قیلولہ ہوتا ہے یہ وقت نہ رات والا، نہ یہ قیلولہ، یہ کون سا وقت سونے کا ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''تنام عینای ولا ینام قلبی'' میری آنکھ سوتی ہے، میرا دل کبھی سویا ہی نہیں۔ جب جاگ رہے ہو تو خواہ مخواہ ہماری نماز رہ گئی۔ لگتا ہے کہ آج جان بوجھ کر سوئے ہوئے تھے کہ علی کے پیار کا آج امتحان ہو جائے پتا لگ جائے کہ ہمارے آرام سے بھی پیار ہے یا صرف قیام پہ پیار ہے اور یہ بھی پتا تھا کہ اگر قیام کے لیے روئے گا تو کچھ ہوئے گا۔ اپنی طاقت کا بھی میرے نبی کو پتا ہے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ رکھی آرام فرمایا اللہ جانتا ہے کہ یہ آرام کی کونسی قسم ہے۔

آرام فرمایا آنکھیں بند فرمائیں سورج ڈوب گیا، علی چپ رہا۔ اب اللہ

کے نبی نے جب سورج لوٹایا تو کیا کہا:

"انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک" یااللہ علی تیری اطاعت کر رہا تھا، اب اللہ واپسی جبریل علیہ السلام کو فرماتا کہ یہ کون سی اطاعت ہو رہی ہے، میری نماز ڈبو دی ہے۔ لیکن میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک" یااللہ میں علی کی جھولی میں سر رکھ کے سو رہا تھا، تیری نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ جب میں سو رہا تھا اور وہ رو رہا تھا، میں سو رہا تھا اس نے مجھے نہ جگایا کیونکہ میرے احترام کا خیال آیا۔ اس نے نماز کو میرے نام پر قربان فرمایا۔ یہ تیری نافرمانی نہیں تیری اطاعت ہے۔

ان بناسپتی توحید والوں کو سمجھ آجانی چاہیے نبی کا آرام نبی کا احترام کیا بات ہے نبی کے احترام کے اوپر مولی علی نے نماز قربان کر دی نماز فرض تھی نبی کا احترام، نبی کی نیند، نبی کی عزت کا خیال فرض سے بھی بڑا فرض تھا۔ اسی لئے مولانا امام احمد رضا خان نے کہا:

مولی علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ نماز وہ عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

مولا علی رضی اللہ عنہ نے نماز وار دی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان پہ جان وار دی۔ دونوں نے فرض چھوڑا جان بچانا فرض تھا، سانپ اسے جان بوجھ کر ڈس گیا۔ دونوں نے فرض کیوں چھوڑا، ایک نے جان دی ایک نے نماز دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جان واری حالانکہ جان بچانا فرض ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عصر چھوڑی حالانکہ عصر کی نماز بھی فرض ہے۔ جان بچانا فرضوں سے بڑا فرض ہے، لیکن اے کریم تو نے انہیں جان اور انہیں عطا کر دی نماز اور آپ نے اس کی جان کی وجہ سے لعاب جو لگایا تو زندگی لوٹ آئی۔ اسے جان لوٹا دی اور ادھر سورج ڈوبا تھا فرمایا میرے مالک یہ تو تیری عبادت میں تھا سورج کو لوٹا دے۔ حالانکہ اللہ کا اعلان یہ تھا کہ سورج قیامت کے دن مغرب سے نکلے گا،

پر محبوب اگر آپ بولتے ہو تو قیامت کا انتظار کون کرے۔ آج ہی لوٹا دیتے ہیں اور غور کرو سورج گردش کر کے آتا ہے کبھی سیدھا نہیں آتا لیکن جب نبی نے انگلی کا اشارہ فرمایا رب پاک نے اپنا حکم چلایا، سورج کو اپنے معمول اپنے ضابطے، اپنے قاعدے کا ہوش نہیں رہا۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

ایک سرائیکی کا فقرہ سنو اور سر دھنو فرماتے ہیں۔

جڈاں ایندی انگلی اُٹھ پوے آسمان دا چن تڑک تھیوے

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی کا اشارہ فرمایا سورج لوٹ کے عصر کے وقت اپنے مقام پہ آیا۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حضور جبین نیاز کو جھکایا بڑا مزہ آیا، آج نماز پڑھنے کا بڑا لطف آیا۔

یہاں امام زرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے ضمن میں واقعہ لکھا۔ کہتے ہیں کہ وہ تو نبی وہ علی، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو مظفر واعظ بغداد میں تقریر کر رہا تھا۔ تقریر کرتے کرتے سورج ڈوبنے لگا اوپر بادل چھا گئے۔ لوگ کپڑے چھنڈک کے کھڑے ہوئے کہ سورج ڈوب گیا، جوش میں جو آیا خطیب اس نے کہا او سورج رُک جا۔ امام زرقانی اور علامہ ابن حجر مکی نے دونوں نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ اس واعظ، اس خطیب نے کہا سورج رُک جا، کل تو علی کے لئے رُکا تھا آج میں بھی آل نبی کا ذکر کر رہا ہوں مجھے تقریر ختم کرنے دے۔ دنیا سمجھی ڈوب گیا جب مقرر نے خطاب فرمایا جب تھوڑی دیر بعد ”وما علینا الا البلغ“ آیا۔ سورج کے منہ سے بدلیوں کو جو ہٹایا ابھی سورج سامنے نظر آیا۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعے کا خطبہ دے رہے تھے اور سرکار منبر پر بیٹھے ہیں اور ایک بدو دیہاتی سامنے آیا، سرکار کی نظر اس پر پڑی اس نے ہاتھ اوپر کر لیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ہلاک ہو گئے ہم برباد ہو

گئے۔ ہمارے جانور بھوک سے مر گئے، رستے بند ہو گئے، نہ کوئی آتا ہے نہ کوئی جاتا ہے، سرکار بوند بوند کو امت ترس گئی۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دردناک آواز سنی تو میرے نبی نے تین مرتبہ فرمایا۔

"اللھم اسقنا، اللھم اسقنا، اللھم اسقنا"

اے اللہ سیراب کر، اے اللہ سیراب کر، اے اللہ سیراب کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم مجھے خدا کی آسمان کے اوپر بادل کا ٹکڑا نہ تھا۔ اچانک دیکھا تو پہاڑوں سے بادل اُٹھے اور ایسا ٹوٹ کے برسا بادل، جمعہ کے دن شروع ہوا۔ برسات رُکی نہیں، جاری رہی بارش۔ اگر درمیان میں رُک جاتا تو کوئی کہتا کہ یہ اتفاق سے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا محبوب تیرے ہونٹوں کی ادا سے آیا ہے تو اب بولے گا تو جائے گا۔ پھر وہ اعرابی دوڑ کے آیا۔ سرکار پہلے مرتے تھے بھوک سے اب مرتے ہیں رج سے۔ پہلے مرتے تھے قطروں کو اب تو وادیاں بھی بہہ رہی ہیں۔ اب تو اتنی برسی ہے بارش حضور کرم ہو ،کرم ہو۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی اُٹھائی، ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا **''اللھم حوالینا ولا علینا''** اے اللہ جی، میرے پیارے اللہ بادل ادھر کر دے یااللہ میرے مدینے میں سحر کر دے اس طرح جو یوں انگلی اُٹھی تو بادل تڑخ گئے، کچھ ادھر گئے کچھ ادھر گئے، جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بادلوں نے وہاں جا کے ڈیرہ لگایا ایک سیکنڈ میں ٹکڑا بھی نظر نہ آیا، دلیل ہے۔ **''قد جاء کم برھان''** یہ اللہ کی مضبوط دلیل ہے، نہ شک ہے اس میں نہ ریب ہے نہ عیب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر تو رب کو مانیں گے جب انہیں جانیں گے تو رب کو جانیں گے۔ جب تک انہیں جانیں گے نہیں تو اسے جان نہیں سکتے۔ اس کی طاقتوں کا ظہور نبی سے ہی تو ہوتا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر کوئی کمی تلاش کرے تو کہو اولادِ یہود ہے، منکر ہے، دشمن مصطفےٰ نہیں ہے، دشمن خدا ہے، میرا نبی کامل دلیل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جا رہے ہیں ایک اعرابی آیا سرکار نے فرمایا کلمہ پڑھ فلاح پائے گا۔ اس نے کہا ایسے پڑھ لوں، فرمایا کیا چاہتا ہے عرض کی کوئی گواہ بھی تو ہو کوئی شہادت بھی تو ہو۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا وہ دیکھ بیری کا درخت ہے اس نے کہا نظر آ رہا ہے فرمایا اگر یہ بولے، اس نے کہا بیری بیر تو کھلا سکتی ہے یہ بول تو نہیں سکتی۔

فرمایا اگر یہ بولے تو پھر، اس نے کہا یہاں سے یا وہاں سے، آپ نے فرمایا ہم بلوا سکتے ہیں جہاں سے چاہیں، بڑا مسکرایا اس نے کہا آج یہ عجب کام بھی ہو جائے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی اُٹھا کے اشارہ فرمایا اور فرمایا او درخت او شجر ادھر آ۔ نبی کا اشارہ تھا عجیب نظارہ تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ درخت ادھر ہلا ادھر ہلا، آگے ہوا، پیچھے ہوا، دائیں ہوا، بائیں ہوا۔ پھر زمین کو چیر کے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، اس نے اپنی ٹہنیوں کو جھکایا، ٹہنیوں کو جھکا کے پھر اُٹھایا، اعرابی وجد میں جو آیا وہ کہنے لگا۔ کریم اجازت دے، تجھے تو پتے جو سجدہ کرتے ہیں میں تو انسان ہوں آدم کی اولاد ہوں، مجھے سجدہ کرنے دے، مجھے اپنے کوچے میں مرنے دے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ناں۔ سجدہ اللہ کے سوا کسی کو کرنا جائز نہیں ہے۔ عرض کی اگر سجدہ نہیں کرنے دیتے ہو تو میرے پیار کی لاج رکھ لو، ذرہ ہاتھ آگے کرو، میں یہ ہاتھ تو چوموں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتا ہے کہ ہاتھ آگے کرو، میں ہاتھ چوموں، خوش نصیب کے آگے میرے نبی نے دستِ کرم دراز فرمایا اس نے آپ کے ہاتھوں کو چوما، بڑا مزہ آیا اور عرض کی اب ذرہ مہربانی فرماؤ، ذرہ پاؤں بھی چماؤ، ذرہ یہ پیارے پیارے قدم مبارک آگے کرو، میں منہ کے ساتھ بوسے لینا چاہتا ہوں، اپنی بے قراریوں کو قرار دینا چاہتا ہوں اپنی بے چینیوں کا علاج کرنا چاہتا ہوں۔

شالا سائیاں جھوک آباد رہوی ہک کرم دی خاص نگاہ منگداں
نہیں چنیدے بھار گناہ دے تیڈے دامن ہیٹھ پناہ منگداں
نہیں چنیدے بھار گناہ دے پدھ ڈھیرا ے پل دا ساہ منگداں
تھک ہار کے آیا دنیا توں تیڈے دامن ہیٹھ پناہ منگداں
سبقت کوئی شی لوڑ نہیں تیڈے قدمے وچ دفن دی جا منگداں

میرا کریم درختوں کو اشارہ فرماوے درخت دوڑ دوڑ کے آویں۔ حدیث پاک میں آتا ہے، صحابی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاجت تھی آپ نے ضرورت کے لئے حاجت کے لئے باہر جانا تھا۔ اللہ اکبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابی کو فرمایا ادھر آ۔ جی حضور، فرمایا دوڑ کے جا یہ کھجور کا درخت ہے اس کو بول تجھے حضور بلا رہے ہیں، ایک کھجور کا درخت ایک طرف تھا، دوسرا دوسری طرف دونوں کو بلایا وہ درخت اُدھر سے دوڑا، وہ اُدھر سے دوڑا۔ دو درخت اکٹھے آ کے مل گئے۔ میرے نبی نے فرمایا یہ پتھر کی چٹانیں پڑی ہیں۔ اس چٹان کو بھی اس چٹان کو بھی بول تجھے بول رہا ہے مدنی ڈھول، پتھر کو بلایا۔ پہلے درخت دوڑے، پھر پتھر دوڑے پھر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے۔ آپ نے ان کو پردہ بنایا اور اپنی ضرورت کو جا کے پورا فرمایا۔ صحابی کہتا ہے قسم خدا کی میں دیکھ رہا تھا درخت جیسے آ رہے تھے ویسے جا رہے تھے۔ میرا نبی اللہ کی دلیل ہے اور ایسی دلیل کہ جس کے اندر نہ کمی ہے نہ کمزوری ہے، میرا کریم اگر درختوں کو بلاتا ہے تو درختوں کی مجال نہیں ہے کہ رُک جائیں۔

ابوجہل کا بیٹا عکرمہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ندی کے کنارے پر ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عکرمہ کب تک کلمہ نہیں پڑھے گا۔ کہنے لگا آپ ہر کسی کو یہی دعوت دیتے ہیں آج میں وہ دلیل مانگوں گا جو پوری ہو ہی نہیں سکتی۔ فرمایا تو بول تو سہی اس نے کہا یہ جو پتھر پڑا ہے ندی کے، چشمے کے پرلے کنارے یہ خود بخود تیر تیر کے ندی میں آوے، پتھر تیرے تیر تیر

کے اس کنارے آوے۔ میرے نبی نے انگلی کا اشارہ جو فرمایا اور فرمایا او پتھر تجھے بلا رہا ہے نبی سرور، دیر نہ لگا جلدی آ۔ اس پتھر نے لگائی چھلانگ، پانی کے اوپر تیر رہا ہے، سینہ رکھ کے آ رہا ہے۔ آخر میرا مدنی جو بلا رہا ہے، میرے کریم نے جو بلایا پتھر پانی پہ سینہ رکھ کے آیا۔ پتھر تیر رہا ہے ابوجہل کا بیٹا حیران کھڑا ہے، پتھر تیرتا تیرتا اس کنارے آیا میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب بول کہنے لگا چس تو بڑی آئی ہے لیکن اس کو بلوا تو سہی، پتھر بولا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عکرمہ اب بول۔ کہنے لگا مزہ تو تب آوے جب یہ واپس بھی جاوے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عکرمہ جو بلا سکتا ہے وہ بھجوا بھی سکتا ہے اس نے کہا کرو ناں کچھ کرم۔

اگرچہ پتھر کا پروگرام واپس جانے کا نہ تھا۔ ظاہر ہے کون آ کے واپس جاوے، مر جاوے، واپس کیوں جلوے اللہ اکبر اس نے کہا نصیبوں سے بلایا ہے یہ غریب تیرے کوچے میں آیا ہے او کریما تو پھر واپس کرا رہا ہے۔ نہ مار مجھے، نہ ستا مجھے نہ رُلا مجھے، لیکن میرے کریم کا آرڈر کیا تھا، کہ جا یہاں سے۔ انگلی کا اشارہ جو فرمایا پتھر پھر جیسے آیا ایسے گیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نے مجھے بڑا ستایا، میں چپ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلا آیا، خوش قسمتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھا پایا، میرا کریم بیٹھا ہے آرام سے جلوہ گر ہے، جا کے بیٹھا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''الک حاجة'' کوئی کام ہے تجھے اس ٹائم آ گیا ہے۔ عرض کی حضور آپ کی یاد نے ایسا تڑپایا مجھے چین نہیں آیا میں اُٹھ کے چلا آیا۔ فرمایا بیٹھ جا، فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی کہا کوئی کام۔ کہنے لگے حضور سلام، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بھی فرمایا کوئی کام۔ انہوں نے بھی کہا سلام۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بھی فرمایا کوئی کام۔ عرض کی سلام، فرمایا تم سب کو میرے پیار نے سونے نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی یاد نے ستایا ہم چلے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار کنکریاں پڑی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھالیں جب آپ نے ہاتھ میں پکڑیں۔ وہ کنکریاں بولنے لگیں، لیکن وہ عاشق دیکھتے نبی کو تھے مانتے خدا کو تھے۔

مشاہدہ اس کا کرتے تھے کلمہ اس کا پڑھتے تھے میرے رب کا منشاء بھی یہی تھا کہ میری طاقت ہو اور ظہور تجھ سے ہو۔ ظاہر تجھ سے ہو، کیونکہ میں تو بے مثل بے مثال ہوں۔ اب تیرے کوچے میں آویں گے آپ کی طاقت دیکھ پاویں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ ایک پتھر تھا میں جب بھی گزرتا تھا وہ سر اونچا کر کے کہتا تھا۔ ''السلام علیک یارسول اللہ'' او جان والیا میرا وی سلام لئی جا۔

جانے والے ہماری محفل سے چاند، تاروں کو ساتھ لیتا جا
ہم کانٹوں سے نبھا کر لیں گے تو بہاروں کو ساتھ لیتا جا

او جانے والے سلام لے لے، سلام لے لے، کچھ محدثین نے کہا کہ یہ سلام کرنے والا حجرِ اسود تھا، کچھ نے کہا کہ یہ ایک پتھر تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار میں لگا ہوا تھا۔ اس کے دل میں پیار تھا، یہ دیکھنے کو بے قرار تھا، یہی علاقہ میرے نبی کا راہ گزار تھا جب بھی آپ نے آنا اس نے کہنا السلام علیک یارسول اللہ میرے سوہنے نبی فرماتے تھے لوگو وہ پتھر آج بھی میں جانتا ہوں، کہاں ہے کونسا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میرے نبی پاک نے اعلان نبوت فرمایا۔

"لم یمر حجر ولا شجر الا قال السلام علیک یارسول اللہ"

میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پتھر کے پاس سے گزرے وہ سلام پڑھے، وہ پتھر کتنا اچھا ہے جو میرے نبی پر سلام پڑھ رہا ہے۔

حلیمہ سعدیہ بولتی ہیں کہ جب میرا نبی میری جھولی میں تھا اور کئی دنوں کا تھا میں لے کے چل رہی تھی کعبے کے نزدیک، میرے دل میں آیا کیونکہ میں عورت تھی، تھی بھی میں حلیمہ، تھی بھی میں پہلے والی دائی حلیمہ، مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ کتنی شانوں والا ہے، دل میں آیا کہ اس سوہنے کو لے جاؤں اور جا کے حجر اسود کا بوسا دلواؤں تا کہ اس کو حجر اسود کی عزت حاصل ہو۔ حجر اسود کی برکتیں اس بچے کو حاصل ہوں۔ میں جب گزری اس حجر اسود کے نزدیک سے، میں نے اس لجپال کو، کریم کو مٹھن منٹھار کو حجر اسود کے سامنے کیا میں نے آپ کا سر جھکایا فرماتی ہیں۔ ''خرج حجر اسود من مکان'' حجر اسود نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی، اپنی جگہ سے نکلا، میرا پروگرام کچھ اور تھا اس کا پروگرام کچھ اور تھا، میں برکتیں لینے گئی، لیکن الٹا لینے کے دینے پڑ گئے۔ میں گئی تھی کہ برکتیں حجر اسود کی لوں گی۔ حجر اسود تو پہلے جھولیاں پھیلائے پڑا تھا کہ وہ آئے گا گزر فرمائے گا۔ میری بے قراریوں کو قرار دے جائے گا۔ میری بے چینیوں کو چین دے جائے گا۔ تیرا نور العین آئے گا مجھے بھی رنگ لگ جائے گا، میرا کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی جھولی میں ہے، ابھی گودی میں ہے، ابھی سو رہا ہے تو یہ ہو رہا ہے، جب جاگے گا کفر بھاگے گا، ایک بدنصیب امتی کہتا ہے نبی کچھ کر نہیں سکتا، نبی کے اختیار میں کچھ نہیں۔ اوئے یہودی نسل تیرے کلمہ پڑھنے کا فائدہ کیا، بہتر تھا تو کلمہ نہ ہی پڑھتا، تو نے فضول داغ لگایا تجھے شرم نہ آیا، تو نے اپنے نبی کے اندر عیب ڈھونڈے تجھے کوئی کمال نظر نہ آیا۔

سن میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہ رب کی دلیل ہے۔ درختوں سے کلمے پڑھاوے، اللہ اکبر۔ پیارے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ، جناب عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھ، جنہوں

نے آنکھوں سے نظارے دیکھے۔ میرا کریم آقا بے حیاؤں کو حیا دار بنا ڈالے، بے ثمر کو ثمر دار بنا ڈالے۔

سوہنا عبداللہ دا چن مٹھا مدنی ماہن
جتھوں لنگھدا گیا رنگ لیندا گیا
جس راہ چل دیئے ہیں
کوچے بسا دیئے ہیں

یہ میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے یہ میرے نبی کی شان ہے اللہ اکبر یہ میرے کریم آقا کی عزت اور وقار ہے کہ پتھر، حجر، لکڑیاں آپ کو سجدہ کریں۔ آپ کا کلمہ پڑھیں۔ متواتر حدیث ہے کہ مسجد نبوی جب چھوٹی سی تھی، چھڑیاں سر پہ لگتی تھیں، سجدہ کرتے تو ناک پتھروں میں چلا جاتا، بارش ہوتی تو سیدھی اوپر آتی، پہلے مجمع تھوڑا ہوتا تھا تو ایک کھجور کا تنا لگایا ہوا تھا اور سرکار اس پر ٹیک لگا کر خطبہ بیان فرماتے تھے جب مجمع ہو گیا ڈھیر۔

ایک بی بی آئی اور کہنے لگی کہ سرکار میرا ایک نوکر ہے اور بڑا بہترین مستری ہے، کاریگر ہے، سرکار کچھ یہ صحابہ کریں اور کچھ ہم نوکری کرتے ہیں، ممبر بنواتے ہیں، سرکار آپ اس پر بیٹھے سوہنے بڑے لگیں گے۔ سرکار نے فرمایا اچھا اگر چاہتے ہو تو بنواؤ۔ جب افتتاح کا جمعہ آیا میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ممبر پہ آ کے الحمد للہ فرمایا۔ اِدھر الحمد للہ کا جملہ آیا اُدھر وہ جو کھڑا تھا کھجور کا تنا جو مٹی میں گڑھا تھا۔ اس کی چیخیں نکل گئیں، دھاڑ دھاڑ شروع ہو گئی پوری مسجد کے اندر صحابہ رو رو کر بے ہوش ہونے لگے اللہ اکبر۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر سے نیچے اُترے اور اتر کر اس کے سر کے اوپر ہاتھ ٹکایا اوئے تجھے کس نے رلایا، کیوں روتا ہے، کیوں تڑپتا ہے، میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشکش شروع کر دی۔

فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لگواؤں جس باغ میں سے

تجھے کاٹا گیا تھا۔ لوگ تیرے پھل کھائیں گے تو باغ میں ہرا بھرا ہو جائے گا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں پہنچاؤں۔ اللہ کے پیارے تیرا پھل کھائیں گے۔ بتا کدھر جائے گا۔ یہ اختیار ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، یہ شان ہے میرے نبی کی، اوئے یہ بدبخت، یہ اندر کے کالے کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں، نبی تو قاصد ہوتا ہے، اوئے نبی کی نگاہ اگر سوکھی لکڑی پہ پڑھ جائے تو صرف شاندار نہیں ہوتی بلکہ پیار بھی آجاتا ہے اور پیار بھی میرے تیرے جیسا نہیں، پیار بھی ایسا کہ جاندار روئے تو سمجھ آتا ہے، بندہ روئے کسی کی یاد میں سمجھ آتا ہے، لکڑی روئے سمجھ نہیں آتا، لکڑی اتنی روئی اتنی روئی پھر اس نے کیا کہا، میرے نبی نے فرمایا صحابہ سنا تم نے، جی حضور، فرمایا اس نے دارالبقاء کو چن لیا۔ دارلفناء کو چھوڑ دیا اس نے کہا مجھے جنت میں جگہ دے دے۔

سبقت کوئی شئی لوڑ نہیں تیڈے قدمے دفن دی جا منگد اں

یہ لکڑی ہے، سوکھی لکڑی، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟ اسے گلے سے لگایا، گلے سے لگا کے جب سینے سے لگایا تو بے چین کو چین آیا، رونے والی لکڑی چپ ہوگئی، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بول پڑے فرمایا اگر آج میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو یہ روتا رہ جاتا یہ میرے نبی کا پیار ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ یہ حدیث بیان کرتے تھے، تڑپ تڑپ کے، رو رو کے کہتے تھے اوئے آدم کی اولاد اپنے اوپر ترس کرو، جس نبی کے پیار میں لکڑیاں روئیں اگر تمہیں آنسو نہیں آتے تو تم بڑے بدنصیب ہو، پھر رونا شروع کر دیتے ہیں اوئے اس کریم آقا سے پیار کرو۔ اس کے پیار کا اقرار کرو۔ بار بار کرو اس کے پیار کا انتظار کرو۔ جس کے پیار میں لکڑیاں روئیں پتھر روئے، اللہ اکبر اُحد پہاڑ بڑا پیارا پہاڑ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے یہ جنتی ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جنتی کیوں ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن گزرے فرمایا۔ "جبل اُحد یحبنا ونحبہ" یہ پہاڑ ہم

سے پیار کرتا ہے ہم اس سے پیار کرتے ہیں، پیار کس میں ہوتا ہے، دل میں۔ تو یہ بتاؤ پتھر میں دل ہوتا ہے، پتھر میں دل نہیں ہوتا، پیار کہاں سے آیا لیکن میرا نبی پتھر پہ نگاہ ڈال دے تو پتھر میں دل بھی آ جاتا ہے، پیار بھی آ جاتا ہے۔

آج کا یہ یہودی النسل کہتا ہے کہ نبی وفات پا گئے، تم ربیع الاول کو خوشی کیوں مناتے ہو لیکن میں کہتا ہوں میرا نبی حیات ہے، میرا نبی زندہ ہے اور جو نبی کو زندہ مانتے ہیں وہ اسی نبی کے امتی ہیں۔ جنہوں نے مردہ کہا وہ مرزائی ہو گئے انہوں نے اپنا نبی بدل لیا ہے، جن کا نبی ہے وہ پڑھ رہے ہیں۔

ہم نے نبی نہیں بدلا کیونکہ ہمارا نبی ہے۔ جن کا نہیں رہا انہوں نے نبی بدل لیا۔ تیسری قوم ہے جو نہ وہیوں میں نہ شیعوں میں، نہ نبی بدلنے کا اعلان کرتی ہے اور نہ اپنے نبی کو زندہ مانتی ہے یہ درمیان والے ہیں ان کو منافق کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ہم کلمہ اسی لئے پڑھتے ہیں کہ ہمارا نبی ہے، جن کا تھا وہ بدل لیں کلمہ۔ صرف ہے اور تھا میں فرق ہے۔ نبی کی حدیثوں کا دعویٰ کرنے والے مکار یہ نہیں سمجھتے کہ میرے نبی نے فرمایا کہ:

"ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"○

نبی دنیا سے جاتا ہے لیکن مٹی کی ہمت نہیں کہ اس کے جسم کو چھو سکے۔

"نبی اللہ حیی" میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ یہ بتائیں کلمہ کیسے پڑھتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ نہیں کہتے ہیں محمد اللہ کے رسول تھے۔ ارے بھائی کلمہ تو یہ پڑھتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں اوپر سے کچھ ہیں اندر سے کچھ ہیں، یہ بازی گر کھلا دھوکا دیتے ہیں۔ یہ دوگلی چال چلتے ہیں یا پکے مرزائی ہو جائیں یا مانیں کہ ہمارا نبی ہے اور قیامت تک ہے۔ تا کہ مسئلہ ختم ہو جائے۔ ارے تو جانتا نہیں ہے کہ جو مر جاتا ہے ان کی بیویاں کسی سے نکاح کر لیتی ہیں لیکن نبی جب دنیا سے جاتا ہے تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے مومنوں کی ماں ہوتی ہے اس سے نکاح

ناجائز ہوتا ہے کیونکہ وہ زندہ ہیں ان کا نکاح قائم ہے جو مر جاتے ہیں ان کا ورثہ تقسیم ہوتا ہے لیکن نبی کا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا ہے۔

نبی کا کلمہ پڑھنے والا شہید ہوتا ہے جو نبی کا ادنیٰ نوکر ہوتا ہے شہید کو مردہ کہنا بھی گناہ ہے وہ جو اس کے پاؤں کی مٹی چھو کر مرا اس کو مردہ کہنا گناہ ہے اور جو خود نبی ہے۔ اس کی شان کیا ہوگی اس لئے اگر تجھے شوق ہے کہتا ہے کہ نبی تو جی بارہ ربیع الاول کو فوت ہو گیا پھر جھوٹا، دجال کہتا ہے بارہ ربیع الاول کو متفق علیہ بات ہے کہ وفات ہے۔

قانون جاری ہوا ہے میرے نبی پر وفات کا مگر مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند نے لکھا اس نے کہا فقط ایسے جیسے شمع جل رہی ہو اوپر کوئی برتن دھر دیا جائے شمع جل رہی ہے، پردہ آ گیا ہے اسی طرح شمع نبوت بھی جل رہی ہے لیکن ہم کہتے ہیں نانوتوی صاحب آپ اپنی جگہ پر ٹھیک۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک لمحے کے لئے یہ قانون نافذ ہوا ہے تاکہ بندے اور خدا کا فرق رہے۔

خدا وہ ہے جس پر کبھی بھی موت طاری نہیں ہوگی، نبی وہ ہے جس پر موت طاری ہوتی ہے لیکن ایسے طاری ہوتی ہے کہ فقط لمحے کی ہوتی ہے نبی زندہ ہوتے ہیں۔

ذرہ میں ام المومنین سے مشکوٰۃ شریف کی حدیث عرض کرتا چلوں کہ جب میرے نبی قبر میں تشریف لے گئے اپنے مزار اقدس میں تشریف لے گئے۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جاتیں، بغیر پردے کے چلی جاتیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے پھر بھی ویسے چلی جاتیں۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لپٹ کے جاتیں، پردہ کر کے جاتیں۔ یہ کیوں ہے فرمایا ''حیاء من عمر'' پہلے میرا سرتاج تھا، پھر باپ تھا اب مجھے عمر سے حیا آتی ہے۔ او بی بی مرجان والیاں توں کی حیا کرناں۔ پردہ تو کیا جاتا ہے زندوں سے، لیکن اماں نے مسئلہ بتا دیا کہ تُو تو نبی کی حیات میں شک

کرتا ہے۔ وہاں تو عمر بھی زندہ ہے اور صرف یہی نہیں۔ اوئے حدیث حدیث کرنے والے یہ خباثت چھوڑ دے اور حدیث سن، یہ موتی چُن، سر کو دُھن۔ ام المومنین نے فرمایا، ''حیاء من عمر'' بی بی من و من مٹی اوپر پڑی ہے، کئی من مٹی منہ پر آ گئی، باہر کون دیکھتا ہے کس کی نظر پڑتی ہے۔ لیکن بی بی نے بتایا کہ لوگو جو قبر کے اندر ہے اس کی نگاہ کا یہ عالم ہے وہ باہر دیکھ سکتا ہے۔ تم مجبور ہو، تم اندر نہیں دیکھ سکتے، نبی زندہ ہے، باقی رہا کہ تم بارہ کو جشن مناتے ہو لیکن یہ غلط ہے ہم تو روزانہ جشن مناتے ہیں۔

لیکن اصل میں یہ دشمن ہیں نبی کے ذکر کے، انہیں نبی کی یاد سے دشمنی ہے، سمجھ نہیں آتی کہ باپ کی برسی تو سنت بن جاتی ہے اور اگر ہم کریں تو بدعت بن جاتی ہے۔ اوئے یہ دوگلا پن چھوڑ دو، نبی کے ذکر کی طرف بڑھو، نبی کی یاد کی طرف بڑھو۔ نبی وہ ہے کہ اللہ نے اسے طاقت بخشی ہے کہ اگر کسی چیز کو ہاتھ لگا دے تو چیزوں کی حقیقت بدل جاوے۔

جنگ ہو رہی ہے، عکاشہ دوڑا دوڑا آتا ہے میرے کریم میری تلوار ٹوٹ گئی قسمت روٹھ گئی، دشمن سامنے کھڑا ہے فرمایا ناں گھبرا، چھڑی کو پکڑا، چھڑی جو عکاشہ کو پکڑائی، عکاشہ نے دیر نہ لگائی، کھینچ کے جو چھڑی چلائی کہتا ہے پھر جو نظر آتی تو ایسے چمکتی تھی جیسے سفید چاندی چمکے اور تلواریں تھیں چھوٹی اور کیونکہ چھڑی ہوتی ہے لمبی، یہ لمبی تلوار تھی۔ جدھر بڑھتی چار چار کا تختہ الٹ دیتی، ٹوٹتی اس لئے نہیں تھی کہ تیرے ہاتھوں سے میرے کریم بنی تھی، میرے نبی کا اختیار بھی دیکھو، پاور بھی دیکھو، ماہیت بھی دیکھو، میرا نبی چیز کو ہاتھ لگا دے، چیز کی ماہیت بدل جاوے۔ یہ خدا کی دلیل ہے، اللہ کی طاقت کا اظہار ہو رہا ہے، صحابی کہتے ہیں کہ لڑتا رہا حتی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تلوار نہیں ٹوٹی، باقیوں کو توڑ دیا جنگوں نے لیکن یہ ٹوٹ نہیں سکتی کیونکہ تیرے ہاتھوں سے بنی تھی۔

حضرت قتادہ کا بھی یہی حال ہوا، حضرت عبداللہ بن جحش کا بھی یہی

حال ہوا، چھڑیاں سرکار پکڑاتے گئے اور وہ چلاتے گئے۔ اگر کوئی ہوتا شکی مولوی تو کہتا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہہ تلواراں دی جنگ اے تے تساں مینوں چھڑی پئے پکڑاندے او۔ تا کہ میں آپے ای مر جاواں اگر شکی ہوتا تو وہیں بحث شروع کر دیتا لیکن ان کو یقین تھا کہ:

تم نے جو چاہا تو دنیا بن گئی
آگ تھی پھولوں کا گجرہ بن گئی

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکلی، یہ بھی میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلیل ہونے کی دلیل ہے آنکھ نکل گئی، رگیں منقطع ہو گئیں، آنکھ لٹک گئی، نیچے آ گئی۔ اب ہاتھ پہ رکھ کے آیا۔ صحابی کو چاہیے تھا اُٹھا کے زمین پر پھینکتا کہ یہاں کوئی آئی سرجن بیٹھا ہے، یہاں کوئی سپیشلسٹ بیٹھا ہے کہ تیری آنکھ ٹھیک کرے گا۔ لیکن اسے پتا تھا کہ دارالشفاء موجود ہے، میرا مصطفٰے موجود ہے، میرا نبی موجود ہے، میرا آقا موجود ہے اب آیا میرے کریم نے انکار نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ درد سہہ لے، اپنے دل کو صبر دلا، رہنے دے ایک آنکھ ہے تیرا گزارہ چل جائے گا، جنت ملے گی آنکھ کے بدلے۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیوی بڑی سوہنی ہے اور مجھے اس سے پیار بھی بڑا ہے، پھر کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ایک آنکھ نکل گئی گھر جاؤں گا تو پیار میں فرق بڑا آئے گا، میرے پیار کی لاج رکھ لو، اگر اس نے مجھے کانا کہہ دیا تو پھر کیا بنے گا، مجھے شرم تو بڑی آئے گی اس لئے آنکھ آپ بنا دو اور جنت کی دعا بھی ساتھ کر دو۔

مانگنے کا چاہیے ڈھنگ کچھ
نبی کے در سے ملتا ہے سب کچھ

اس نے عرض کی جنت کی دعا، آنکھ بنا، سوہنا مجھے خالی نہ لوٹا، آپ نے

پھر یہ نہیں کہا کہ میں مجبور ہوں، میرا اختیار نہیں، جبریل کو آنے دے بلکہ آپ نے لعاب لگایا، آنکھ کو فِٹ فرمایا، ہاتھ لگا کے جو ہٹایا، آنکھ کو کھلوایا اب پڑھو سیرت کی کتابیں۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوسری آنکھ کبھی کبھی خراب ہو جاتی تھی، یہ آنکھ جب سے اس کو کریم آقا کا ہاتھ لگا اس کے بعد کبھی خراب نہیں ہوئی۔ دوسری آنکھ بھی حسین تھی لیکن یہ اس سے بھی لین لاڈ تھی۔

جب جنگ بدر ہوئی تھی ابو جہل کو ٹوٹے کرنے والے دو بچے، ایک کا نام معاذ، ایک کا نام معوذ تھا۔ معاذ جب لڑتا رہا عکرمہ ابو جہل کے بیٹے نے پیچھے سے وار کیا کیونکہ باپ کا قاتل سامنے اور وہ بھی ایک نوخیز لڑکا، کھینچ کے ماری تلوار اس نے، بچارے کا بازو لٹکا، مٹی میں بھٹکا، وہ بچہ تھا پر ایمان کا بڑا سچا تھا، اس کو اپنے نبی پر یقین تھا کیونکہ نبی رحمۃ اللعالمین تھا، دوڑ کر اپنا کٹا بازو ڈھونڈ رہا ہے، اوئے کیا ڈھونڈتا پھرتا ہے کہتا ہے میرا بازو کہیں گر گیا، اوئے دیوانہ کٹ کر گر گیا اسے چھوڑ، اس نے کہا نہیں لے جاؤں گا دارالشفاء میں، لے جاؤں گا باوفا میں۔ اس نے بازو اُٹھایا، مدنی کو مکھ دکھلایا، ابوجہل کا قاتل آیا، میرے نبی نے کٹا بازو اُٹھایا، دیر نہ لگائی اس کو ساتھ ملایا اور کوئی فرق نظر نہیں آیا۔

ایک عورت تھی عرب کی اور بڑی زبان دراز تھی، کسی کا شرم نہیں کرتی تھی جو منہ میں آئے کہہ دیا، دنیا میں مشہور تھی کہ بڑی بے حیا عورت ہے کسی کا شرم نہیں کرتی میرا کریم آقا روٹی کھا رہا تھا، کھانا کھا رہا تھا، آئی نزدیک، صحابہ نے اس کو جکڑ لیا کہ آج یہ ضرور اپنی عادت پوری کرے گی آج اس کو چھوڑنا نہیں۔ اب میرے نبی کے قریب آ کر بیٹھ گئی کہنے لگی مجھے روٹی کھلا۔ سرکار نے نوالا توڑا فرمایا لے کھا، کہنے لگی یہ نہیں اپنے منہ والا مجھے کھلا۔ سرکار نے نظر پھیر لی کہ ذرہ ہمیں علاج کرنے دو۔ آج میں اس کو حیادار بنا کے نکالوں گا۔ اب صحابہ پہلے تو غصے میں تھے لیکن جب نظر کرم اُٹھی تو سب کی گردنیں جھک گئیں۔ اب اس

نے کہا منہ والا نوالا مجھے کھلاؤ۔ میرے نبی نے منہ سے نوالا نکالا اس نے سنبھالا، جب منہ میں نوالا آیا آنکھ میں آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے، گردن جھک گئی دوپٹہ سیدھا کر کے، گھٹنے مٹی پہ رکھ کر بیٹھ گئی پھر جدھر سے گزرتی تھی لوگ کہتے تھے حیا کا نمونہ جا رہا ہے۔

میرا نبی پھر میرا نبی ہے، جابر کا گھوڑا تھا نرا نکما، چلنے کے قابل نہیں تھا، ایک دن کہنے لگا کہ اللہ کا نبی کرم کرے اور یہ کام بن جاوے۔ خبر آئی میرے نبی کے پاس کہ مدینے کے ارد گرد یہ حالات ہیں۔ حضور نے چھلانگ لگائی اور اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے اس کو کچوکہ لگایا اس کو ایسا دوڑایا کہ اس کی چال بدل گئی، سرکار آئے اور فرمایا میاں جابر تیرا گھوڑا تو سمندر کی طرح بہتا ہے، جابر نے عرض کی حضور مذاق نہ کرو یہ مریل تو چلتا ہی کوئی نہیں ہے۔ فرمایا چڑھ کے دیکھ، بس اوپر پاؤں رکھا اور وہ ایسے اُڑا جیسے کہ شہباز اُڑتا ہے۔ پھر صحابی نے کہا تیرے قدموں کی برکت بھی عجیب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں ایک صحابی کھڑا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لُٹ گیا میرا کنواں خشک ہو گیا ہے میری آبادی خشک ہو گئی ہے، میرا اناج ختم ہو گیا، اوئے تجھے کیا ہوا، عرض کی حضور اونٹ تھا وہ مست ہو گیا، وہ سرکش ہو گیا، پھر پاگل ہو گیا، اب پاگلوں کی طرح کاٹتا ہے میں نے اسے جکڑ رکھا ہے، میں نے اسے پکڑ رکھا ہے، سرکار کسی کی طاقت نہیں کہ نزدیک آوے۔ کریم آقا نے فرمایا مجھے لے چل، جب حویلی تک پہنچے تو اس نے کہا سرکار دروازہ نہ کھلوایئے، حضور وہ کاٹتا ہے، مارتا ہے بڑا زور آور جانور ہے۔ بڑا مست ہے، میرے کریم نے فرمایا دروازہ کھولو، میرا نبی آیا دروازہ حویلی کا کھلوایا، فرمایا خبردار کوئی نزدیک نہ آوے، مجھے جانے دو، میرے کریم نے اندر قدم جو ٹکایا، اونٹ دوڑ کے آیا گھٹنے مٹی پہ رکھے، سر مٹی پہ رکھ کے رویا، حضور نے ماتھے والے بال پکڑے، بال پکڑ کے فرمایا اوئے تابعدار بن غدار نہ بن، خدمت گار بن،

وہ چُپ ہی چپ میں کچھ بولا، میرے کریم نے فرمایا جاؤ فرمانبردار ہو گیا، پکڑ لو فرمانبردار ہو گیا، یہ دلیل ہے میرے خدا کی، کوئی دنیا کی قوت، کوئی طاقت، کوئی چیز بتا دو جس پہ میرے کریم نے تصرف نہ فرمایا ہو۔

ایک جگہ سے حضور علیہ السلام گزر رہے تھے ایک اونٹ کو جو دیکھا تو آپ اس کے ساتھ کھڑے رہے وہ آپ سے باتیں کرتا رہا، پھر حضور نے اس کے مالک کو بلایا اور اس سے کہا کہ خبردار یہ اونٹ میرے حوالے کر دے۔ اس نے عرض کی سرکار میں غریب آدمی ہوں اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اونٹ نہیں ہے۔ فرمایا تو اسے چارہ کم کھلاتا ہے اس نے کہا حضور آپ کو کس نے بتایا، آپ نے فرمایا اس نے مجھے خود بتایا، تیری شکایت لگائی ہے یا خدمت پوری کر یا اونٹ میرے حوالے کر۔ صحابی رو پڑا اس نے کہا آپ نے حق فرمایا، سچ فرمایا۔

میرا کریم اونٹوں کی بولیاں، چڑیوں کی بولیاں، پتھروں کی بولیاں، لکڑیوں کی بولیاں سمجھے۔ حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن ہم گزر رہے تھے میں سرکار کے ساتھ تھی، ہمیں آواز آئی، یارسول اللہ، یارسول اللہ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرتبہ حضور کو کسی نے پکارا، ہم نے پلٹ کے دیکھا نہ کوئی بندہ، نہ کوئی بندے کی ذات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے مڑ کے دیکھا، ایک ہرنی ہے جو پکڑی ہوئی ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدائیں دے رہی ہے، آوازیں لگا رہی ہے سرکار قریب گئے ہرنی سے بات چیت ہو رہی ہے۔ عرض کرتی ہے سرکار میں پکڑی گئی مجھے اس شکاری نے پکڑ لیا، یہ سو رہا ہے میرے دو بچے ہیں فلاں پہاڑی میں ہیں آپ اگر مجھے اجازت دیں، مجھے چھوڑ دیں میں جاؤں گی بچوں کو دودھ پلاؤں گی، مجھے قسم ہے واپس لوٹ کر ضرور آؤں گی، اللہ اکبر۔ میرے کریم نے دیکھا آپ نے اس کا رسا ڈھیلا فرمایا، کھول دیا، فرمایا جب تک تو لوٹ کے نہ آوے گی تیرا مدنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں جاوے گا۔

میرے کریم بیٹھ گئے، وہ گئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بمعہ اہل وعیال کے بھاگی آئی۔ اللہ اکبر عرض کرتی ہے، حضور مجھے باندھ دو، مجھے قید کر دو، مجھے زنجیریں ڈال دو۔ اُٹھ کے جو دیکھا بدو نے، وہ کہتا ہے حیرانگی ہے کہ یہ جانور جاتے ہیں، پھر لوٹ کے نہیں آتے۔ پر مدنی نے فرمایا جب ہم درمیان میں آتے ہیں، تو پھر واپس آتے ہیں۔

اوئے جانور جانور، پتھر پتھر، حجر حجر ساری کائنات، میرے آقا پہ قربان ہے میرے کریم آقا کا ان پہ تصرف ہے۔ چھوٹے بچے چھوٹے ہوتے ہیں یمامہ کی بستی میں میرا نبی گیا اللہ اکبر ایک عورت اک بچہ اُٹھالائی جو تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا تھا۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ دائیں بائیں کافر ہیں آپ نے دیکھا کہ اسلام کا پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ آپ نے بچے کے اوپر ہاتھ رکھا اور فرمایا (مَنْ اَنَا) اوئے بچے بول میں کون ہوں۔ اٹھارہ انیس گھنٹے کا بچہ کیسا سچا کہتا ہے ''انت رسول اللہ'' آپ اللہ کے رسول ہیں میرا اقرار ہے، لوگ سنتے تھے سر دھنتے تھے۔

ایک دیہاتی آیا آپ نے فرمایا، آ جا، تجھے فلاح کی راہ بتاؤں، سیدھی راہ دکھاؤں، اس نے کہا دکھاؤ، آپ نے فرمایا کلمہ پڑھ، اس نے کہا کلمہ ضرور پڑھوں گا، لیکن ایک عرض ہے کہ میری بچی تھی بڑی پیاری تھی مجھے۔ وہ مدت ہوئی مر گئی، میری بچی سے ملاقات کرا دو اور کلمہ بھی پڑھا دو، شرط بڑی کڑی ہے، میرے آقا نے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چل، میرا کریم اس کی قبر پر آیا اور آواز لگائی۔ یافلانۃ۔ او بچی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بول رہا ہوں اللہ اکبر اس میں جان آئی اس نے صدا لگائی لبیک یارسول اللہ لبیک یارسول اللہ۔ میرے آقا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں فرمایا تیرا باپ میرے ساتھ ہے۔ اگر تیرا جی کرے تو تو آ جا۔ اس نے صدا دی، اس نے کہا میرے باپ کا مجھ سے بڑا پیار تھا لیکن اب پتا چلا ہے کہ ماں باپ کا پیار ایک طرف، ایک نظر پروردگار ایک

طرف، سرکار میں واپس کبھی نہیں آوٴں گی، میں تو رب کی رحمت میں ڈیرے لگاوٴں گی۔ میرے کریم نے فرمایا اب بول کہتا ہے۔''اشھد الا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول الله''۔

ام سلیم میرے نبی کی چاہنے والی بیوی، آپ بکری رکھی ہوئی تھی اور تھوڑا تھوڑا بکری کا گھی جمع کیا اور پھر نوکرانی کو فرمایا جا میرے مدنی کو دے آ۔ اس نے پیالہ اُٹھایا، جا مدنی تک پہنچایا، سرکار نے اس کا ذرہ ذرہ نچڑوایا۔ فرمایا جا لے جا۔ جب واپس گئی جہاں سے پیالہ اتارا تھا وہاں جا کے لٹکایا، بی بی ام سلیم نے روٹی کو پکایا، پھر نظر کو جو اُٹھایا تو وہ پیالہ اوپر سے قطرہ قطرہ گھی کا انڈیل رہا تھا۔

آ کے ام سلیم نے نوکرانی سے پوچھا کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ کریم کو گھی دے کے آ۔ تو اُتوں دو چھٹا کاں ہور پا کے آ گئی ہیں۔ یہ کیا تماشا ہے، اس نے کہا مجھے قسم ہے میں تو سارا دے آئی، فرمایا تو سارا دے آئی ہے تو یہ دیکھ پورا پیالہ بھرا ہوا ہے یہ کہاں سے آیا ہے اس نے کہا بی بی مجھے قسم ہے میں دے کے آئی ہوں، چل بی بی جا کے حضور سے پوچھ لے، دونوں چل پڑیں، آ کے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے گھی بھجوایا، آپ نے ذرہ بھی استعمال نہ فرمایا، الٹا تھوڑا سا اور ڈلوایا، میرے کریم مسکرا پڑے فرمانے لگے ام سلیم حیران نہ ہو تو نے اللہ کے نبی کو کھلایا، اللہ نے تجھے کھلایا۔ یہ میرے اللہ کی دلیل ہے۔ جہاں یہ میرے کریم کی انگلی لگ جاوے، ہاتھ لگ جاوے، کرم کے چشمے بہا دیوے، میرے دوستو ایمان مضبوط ہو جاتا ہے، ایمان مضبوط ہو جائے تو دلیل مضبوط ہو جاتی ہے، دلیل مضبوط ہو جائے تو دعویٰ مضبوط ہو جاتا ہے۔

ایک دن بھوک لگی صحابہ کو بھوک کی وجہ سے حضور کا رنگ بظاہر زرد پڑ گیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور آ کے کہا ام سلیم آج کمال ہو جائے اگر کوئی روٹی مل جائے۔ سرکار کو بھوک لگی ہے تو اب ہی ثواب ہے، بی بی نے کہا ذرہ خیال رکھنا کان میں کہنا اکیلے ہی آئیں۔ روٹی اِکو پئی اے، بس روٹی تے تھوڑا جنا گھی پیا

ای۔ تے کن وچ آکھیں کہ حضور آپے ای آجاؤ۔ اس نے جو جا کے بتایا پھر واپس آیا۔ پھر جو استقبال کے لئے قدم بڑھایا، اسی صحابہ ساتھ آئے۔ اس نے کہا اَج ہو گئی ساڈی دعوت۔ اس نے آکھیا بختاں آلیے اوہ تے باجماعت آرہے نی۔ بی بی بھی ایسی برکت والی اس نے کہا ''اللہ ورسولہ اعلم'' اللہ اور اس کا رسول جانے، آگے کہا انہیں بتا تو دیا ہے کہ ہمارے گھر میں یہ کچھ ہے، اب گھبرا نہیں آنے دے۔ میرے کریم آئے فرمایا لاؤ روٹی۔ اب روٹی ایک اور مجمع سارا نیک، اب میرے کریم نے فرمایا روٹی ذرہ ڈھپ کے اور اُمِ سلیم پہلے دانا تھیں اس نے جو دوپٹہ رکھا ہوا تھا جو کبھی کبھی پہنا کرتی تھی وہ اُٹھایا اور روٹی کو اتنا لپیٹا لگایا تا کہ لگیں کہ ماشاء اللہ ڈھیر ساریاں روٹیاں نیں، اس نے بھی عزت اپنی رکھی اور حضور تو رکھتے ہی تھے، آپ نے کپڑے کو اوپر سے نہیں کھولا۔ بلکہ اندر سے ہاتھ داخل کر کے نکالا۔ بی بی نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ یہ گھی والی کُپی لے اور سارا ای پلٹ دے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صحابہ کو کہو کہ دس دس آئیں۔

روٹی ہک تے کھاون والے اَسی۔ تے ہن تناں تناں دناں دے بھکے۔ بی بی مسکرا رہی ہے کہ آج مزہ آوے گا دعوت کا اگر ہوتی ناں ہماری عورتوں کی طرح تو اس نے کہنا تھا کہ چکھ ہن مزہ۔ آکھیا ہا ناں کہ مولوی صاحب نوں نہ بلا۔ تینوں سمجھایا سی کہ دعوت کیتی کرتے کلے نوں نال لے آیا کر اوہ تے سارے خاندان نوں لے کے آگئے نیں تے پورا مدرسہ ای نال، ہن لے پھر مزہ، لیکن ایمان ہے، ایقان ہے، مسکرا رہی ہے کہ آج مزہ آئے گا دعوت کا۔

سرکار نے ہاتھ لگایا اندر ہی اس روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا، فرمایا دس دس آؤ، پردہ مت اٹھاؤ، رج رج کے کھاؤ۔ دس دس آویں پر بس کر جاویں، اَسی بندے کو کھانا کھلایا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے پردہ اُٹھایا تو ارد گرد روٹی کھائی گئی جہاں جہاں ہاتھ لگا تھا وہ روٹی ویسے ہی پڑی تھی۔ یہ بھی

میرے نبی کے دلیل ہونے کی دلیل ہے۔

حدیبیہ کا مقام ہے پندرہ سو صحابہ کرام ہیں، پانی دیکھنے کو نہیں مل رہا ہے اب ایک مشکیزہ ہے چند قطرے ہیں اس میں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حیران پریشان، لوگ لڑنے پہ آ گئے۔ اب پانی کا کیا بنے گا، میرے نبی نے بلایا اس مشکیزے میں انگلیاں رکھیں، انگلیاں رکھ کے فرمایا۔ آؤ پانی لیتے جاؤ، انگلیوں سے ایسے دریا بہے، چشمے بہے کہ پندرہ جانوروں کو بھی پانی پلایا۔ پندرہ سو آدمیوں کو بھی پانی پلایا پر تیری انگلیوں کا چشمہ ختم ہونے کو نہیں آیا۔ صحابی نے بڑھ کر پوچھا او جابر کتنے تھے تم اس نے کہا:

لو کنا مائة الف لکفانا٥

اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کافی تھا۔

یہ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

وما علینا الا البلغ المبین

انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین o علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین الطاهرین واصحابه الهادین المهدیین واولیاء ه الکاملین وعلماء ملته واهلسنته اجمعین o اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم o بسم الله الرحمن الرحیم o
قُتِلَ الانسان مااکفره ط من ای شیء خلقه o من نطفة خلقه فقدره o ثم السبیل یسره o ثم اماته فاقبره o
الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله
الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب الله

برادران اسلام!
اللہ تعالیٰ نے احسانات یاد کرواتے ہوئے پہلے تو یہ فرمایا ''قتل الانسان'' ''قتل ہو جائے یہ انسان'' ''مااکفره'' کتنا احسان فراموش ہے یہ، آگے فرمایا یہ چھوٹا سا آدمی اتنے بڑے مالک کے ساتھ غداری کر رہا ہے۔ اس کے احسانات پر پردے پہ پردے ڈالے جا رہا ہے۔ فرمایا ''من ای شیء خلقه'' یہ ہے کیا چیز، اس انسان کی حقیقت کیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔ تو انسان جب اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تمام کائنات میں اشرف ہوں۔ اشرف المخلوقات میں سے ہوں اور یہ ٹھیک بھی ہے، انسان کہتا ہے کہ میں مسجود ملائک ہوں، تمام فرشتوں نے میری سمت، میری جانب، میری طرف اپنی نورانی

پیشانیاں جھکائی تھیں یہ بھی ٹھیک ہے۔ انسان کہتا ہے "ولقد کرمنا بنی آدم" کہ کرامت وعظمت کا تاج آدمیت کے سر پر رکھا گیا یہ بھی ٹھیک ہے۔ انسان کہتا ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ جو کچھ زمین میں ہے سب کا قبلہ میں ہوں یہ بھی ٹھیک ہے، انسان کا تصور، فکر یہ ہے کہ "سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعاً منه" آسمان اور زمین چودہ طبق کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ میری نوکری کے لئے ہے یہ بھی ٹھیک ہے، انسان کہتا ہے۔ "سخر لکم الشمس والقمر دائبین" یہ قرآن مجید کی آیتوں کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان زمین و آسمان تو کُجا شمس وقمر کی گردش بھی تیری نوکری کے لئے ہے یہ بھی ٹھیک ہے یہ سورج اور چاند کی گردش، یہ سورج اور چاند کی روشنی کا آنا، ان کا جانا یہ ستاروں کا چمکنا، یہ بلبلوں کا چہکنا، یہ اتار چڑھاؤ، یہ بہاؤ، یہ سارے کا سارا آدمیت کے لئے ہے فرمایا سورج ہو یا چاند، ستارے ہوں یا سیارے۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ، سمندر کا پانی، سمندر میں تیرنے والی مچھلیاں، سمندر کی تہہ میں بیٹھنے والے موتی، سمندر کی تہہ میں بیٹھنے والے مونگے، سمندر کی چھاتی پر چلنے والے جہاز اور اس زمین کا سبزہ، اس سرسبزے کو چرنے والے جانور، ان جانوروں کا دودھ، ان کی کھال فرمایا یہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔ انسان یہ سوچتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے ہاں یہ سب کچھ تیرے لئے ہے لیکن اگر یہ سب کچھ تیرے لئے ہے تو تو بھی تو کسی کیلئے ہوگا۔

یعنی جو کچھ میٹھا میٹھا، ہپ ہپ، کڑوا کڑوا، تھوتھو، جو کچھ اپنے لئے ہے اس پہ تو دعوے پہ دعوے دھرے جا رہا ہے، ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کے کہتا ہے کہ میں مسجود ملائک ہوں، میں تیری اس کائنات کے حُسن کا ذورہ ہوں، میں حسن کی دنیا کا حسین کٹورا ہے۔

اسی لئے حضرت خواجہ فرید نے کہا تھا۔

تُوں کیوں فرد تے جز سڈاویں
تُوں کلی تُوں کل

انسان تو کیوں جز کہلائے، فرد کیوں کہلائے تو کلی، تو کل، تو کیوں فرد کہلاتا ہے۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا آنکھ والے دیکھ کے کہہ رہے ہیں۔

تُوں کیوں فرد تے جز سڈاویں

اندھے کہتے ہیں سب چھوٹے ہوں، یا بڑے، نبی ہوں یا ولی۔ وہ اللہ کے آگے چوڑے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ ان ذلیلوں کو کیا پتا کہ عزت کیا چیز ہے۔ کوے کو کیا پتا کہ کیا چیز ہے گلاب۔ رات کو اُڑنے والے چمگادڑ کو کیا پتا کہ دن کی روشنی کیا چیز ہے، چمگادڑوں کی نسل کہتی ہے کہ ولی، نبی اللہ کے سامنے اللہ کے آگے چوڑے، چمار (نعوذ باللہ من ذلک) ہیں لیکن جن کو سمجھ آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

تُوں کیوں فرد تے جز سڈاویں تُوں کلی تُوں کل
باغ بہشت دا تو ایں مالک تُوں عالی انمل
روز مثال شہادت اندر ناہیں تیڈا تُل

اور آگے فرمایا۔

یار فرید اکول ہے تیڈے نہ بے ہودہ رُل

بخت فقیر کہتا ہے۔

اپنا گھر نہ ڈھوکدا ہیں ودی ڈیندھی ایہہ ایہہ گھر کدھا
تو آپ کوں ڈیکھ توں آپ چا ڈیکھ اول من وچ کون بلیندا

حضرت علامہ اقبال نے کہا:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

یہ سارے جو کہہ رہے ہیں یہ قرآن کا نچوڑ بول رہے ہیں کہ قرآن نے

کہا سورج بھی تیرے لئے، چاند بھی تیرے لئے، یہ رات کا آنا تیرے لئے، یہ دن کا جانا تیرے لئے، سارا زمانہ تیرے لئے ہے اور تو میرے لئے ہے۔ لیکن انسان کی چال دیکھو، فریب دیکھو، چالاکی دیکھو، مکاری دیکھو، جو کچھ اس کے لئے تھا وہ سمیٹ رہا ہے۔ کبھی سورج کی روشنی سے آپ نے انکار کیا، تین دن سورج نہ نکلے تو پھر چیخنے لگتے ہیں ہائے سردی، بیبیاں کہنے لگتی ہیں کہ کپڑے کہاں سکھائیں، سورج منہ نہیں دکھاتا اور آپ رونے لگتے ہیں اب کدھر جائیں تیسرا دن ہے۔

دعائیں پہلے خود مانگتے تھے بادل نہیں آتے، آ گئے ہیں تو کہتے ہیں کیوں نہیں جاتے۔

ایک حالت پر تو ہمیں بھی قرار نہیں ہے، ناشکری تو دیکھیں پہلے کہتے ہیں الٰہی سردی نہیں آتی مر گئے ہیں گرمی میں اور اب سردی آ گئی ہے تو کہتے ہیں کہ سردی سے مر رہے ہیں۔ اب اگر وہ ٹھہر ہی گئی ہے تو کہو یا اللہ تیری مرضی۔ اس لئے جو جاننے والے تھے وہ کہتے تھے کہ تیرا ہر موسم ہی اچھا ہے تو گرمی دے ہمیں اس سے پیار ہے تو ٹھنڈک دے ہمیں اس سے پیار ہے کیونکہ تیری دی ہوئی جو چیز ہے، یہ ہر چیز مجھ کو عزیز ہے لیکن ناشکرا ہے انسان اگر موسم بہار آئے تو کسی اور موسم کو جی کرتا ہے، اسی لئے اللہ نے فرمایا:

''ان الانسان لکفور'' انسان بڑا ناشکرا ہے۔

''ان الانسان لربہ لکنود'' یہ بڑھ چڑھ کے ناشکرا ہے۔

یہ ناشکری تو ہے کہ پہلے مانگتے ہیں الٰہی گندم دے، گندم مسلسل کھانے لگے تو پھر کہتے ہیں الٰہی چاول دے اور نمکین کھا لیے تو پھر کہتا ہے سویٹ ڈش بھی تو دے۔ آپ نے نہیں پڑھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے ریڈی میڈ کھانے کھلائے جب بٹیرے آئے جب حلوہ آیا، جب من وسلویٰ آیا پکا پکایا آیا دسترخوان کسی نے بچھایا، انہوں نے صرف آرام سے بیٹھ کے کھایا

جب بھر گیا پیٹ تو بدل گئے ان کے ریٹ۔ اب کیا کہنے لگے، کہنے لگے کہ موسیٰ اپنے رب سے بول، کیا بولوں، کہنے لگے اپنے رب سے مانگ کہ "وفومھا وعدسھا وبصلھا" کچھ پیاز بھی دے، کچھ مسور کی دال کھلا، مسلسل دال کھلائیں تو کہتے ہیں پیٹ میں مروڑ پڑ رہے ہیں۔ نہیں یاد آیا کہ جب بڑے بڑے حرام خور، مگر مچھ گئے ہیں جیلوں میں تو اب کہتے ہیں مسلسل دال کھا کے کھر صاحب کو تکلیف ہو رہی ہے، مسلسل جو خون پیا ہے قوم کا اس وقت مروڑ نہیں پڑے ہیں۔ ساری قوم کو مسلسل عذاب میں رکھ کر کبھی ان کے ماتھے پر تیوری نہیں چڑھی۔ اب چار دن رگڑا چڑھا جیل کی دال کا، اب کہتے ہیں تکلیف ہو رہی ہے۔ پوری قوم پہ عذاب مسلط کیے رکھا، پوری قوم کی ہڈیاں نچوڑ نچوڑ کے کھا گئے اس وقت تو پیٹ میں مروڑ نہیں پڑے۔ یہ ہے ناشکری کا عالم اب کہتے ہیں موسیٰ دعا کر "فادع لنا ربک" موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر، اپنے رب سے دعا مانگ، کیا مانگوں کہتے ہیں۔ "من بقلھا وقثائھا وفومھا وعدسھا وبصلھا" کوئی پیاز مانگ، کوئی ساگ شاگ مانگ، کوئی مسور کی دال مانگ، کوئی ککھڑیاں مانگ۔ اللہ پاک نے دیا کچھ ہے اور یہ مانگ کچھ رہے ہیں۔ نبی نے کہا: "قال اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر" تمہارا مزاج اتنا گر گیا، اتنا نیچ ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا کیا دیتا ہے اور تم کیا کیا مانگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وکان الانسان عجولا" انسان بڑا جلد باز ہے اس کی فطرت ہی کچھ ایسی ہے اس کو دکھ دو تو سکھ مانگتا ہے، سکھ دو تو پھر دکھ مانگتا ہے، اگر سورج کی دھوپ چمکا دو تو چھاؤں مانگنے لگتا ہے، اگر چھاؤں دے دو تو دھوپ مانگنے لگتا ہے، اس انسان کو کسی کروٹ پہ چین نہیں، قرار نہیں، کیونکہ "ان الانسان لکفور" یہ ناشکرا بہت ہے اس میں کسی آدمی کی ذات نہیں، میں اور آپ چھوٹے اور بڑے ہم سب اس میں شامل ہیں کہ ہمیں اگر باریک کپڑے دے تو موٹے کو جی کرتا ہے، اگر موٹے کپڑے دے تو باریک کو جی کرتا ہے، اگر موٹے دے دے تو

کمبل کو جی کرتا ہے، کمبل دے دے تو پھر رضائیاں مانگنے لگتے ہیں۔ اور ایسا ناشکرا فرمایا یہاں بھی، وہاں بھی، فرمایا قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا پکڑ کے ڈال دو اس کو جہنم میں، اب جہنم کو جاتے جاتے آہستہ آہستہ پلٹ کے دیکھے گا، اب وہ جہنم کے سپاہی کہیں گے آگے دیکھ، پیچھے کیا دیکھتا ہے۔ وہ پاکستانی پولیس کی طرح سخت نہیں ہوں گے اگر ان کی ڈیوٹی وہاں لگ جائے تو مجال ہے کہ جنتیوں کو بھی جانے دیں جنت میں، یہ کہیں گے ہمارے ساتھ چلو۔

وہ بندہ کہتا ہے پیچھے دیکھنے پر کوئی پابندی تو نہیں کہتا ہے کیونکہ میں سنا کرتا تھا کہ رب رحیم ہے، میں پکڑا تو گیا ہوں لیکن دیکھ رہا ہوں کہ رحمت کدھر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتو رک جاؤ، وہ رُک جائیں گے جی مولا۔ ابھی تو تقدیر لکھ دی تو نے کہ یہ جہنمی ہے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ امید رحمت کی رکھے اور پھر رحمت چکھے۔

کیا کریم ہے جہنم کا فیصلہ لکھ کر بھجوا رہا ہے جہنم میں، ہلکی سی امید لگی ہے تقدیر بدل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ڈائریکٹ پوچھے گا کیوں پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہے کہے گا یا اللہ مجھے تجھ سے یہ امید نہیں تھی یہ ترجمہ ہے حدیث کا کریم کہے گا تجھے مجھ سے کیا امید تھی کہے گا یا اللہ غلطیاں میں نے ضرور کیں لیکن سوچتا تھا کہ تو تو کریم ہے تو بخش دے گا۔ فرمایا اگر یہ امید تھی تو ہم نے تجھے بخش دیا ہے۔ اگلی بات کرنے سے پہلے سن لو، فرمایا کہ ایک ہے خوف، ایک ہے امید، زندگی کے دو پر ہیں، انسان کے دو پَر ہیں ایک کا نام امید ہے رحمت کی امید، کرم کی امید اور دوسرے پر کا نام ہے خوف، اس کے عتاب سے ڈرنا، اس کے عذاب سے ڈرنا۔ ایک خوف کا پَر ہے اور ایک امید کا پَر ہے۔ اُڑنے والے دونوں پَر لگا۔ اس کے عذاب سے ڈر، اس کی رحمت کی امید بھی کر۔

حضرت مُلا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ ذہن میں رکھ خوف تھوڑا کر، امیدیں زیادہ کر۔ آپ فرماتے ہیں جو امید رکھ کے سجدہ کرنا ہے یہ آزاد لوگوں کی

عبادت ہے رحمت کی امید کے ساتھ خوش ہو کر سجدہ کرنا یہ حراروں کی عبادت ہے اور ڈر ڈر کے سجدے کرنا یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

یہ خیال رکھ کر کہ تو بڑا کریم ہے تو بڑا رحیم ہے تیرا حق ہے کہ میں تیری عبادت کروں، رحمت کے سائے میں عبادت کرنا یہ آزادوں کی عبادت ہے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں رات گزر گئی ہے۔ آپ کے پاؤں پر ورم آ گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں آقا آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر روتے کیوں ہو۔ فرمایا عائشہ میں ڈر سے عبادت نہیں کر رہا ہوں میں تو شکر کر رہا ہوں۔ ''افلا اکون عبدا شکورا'' کیا میں اپنے رب کا شکر گزار نہ بنوں یعنی میں ڈر کر سجدے نہیں کر رہا بلکہ میں تو اس کے کرم، اس کی رحمت کے شکریے ادا کر رہا ہوں۔ تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی عبادت امید والی ہے۔ فرمایا خوف بھی رکھ لیکن پلڑا بھاری امید کا رکھ، خوف بھی ہو، امید بھی ہو لیکن پلڑا امید والا بھاری ہو، خوف والا پلڑا جو ہے وہ ذرہ اوپر ہونا چاہیے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ وہ بندہ کہے گا قیامت کو کہ مجھے تجھ سے امید یہ نہیں تھی۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتا کون سی جگہ تجھے دوں۔ وہ کہے گا بس میری جہنم سے جان چھوٹ جائے مجھے جنت کے باہر ہی تھوڑی سی جگہ دے دے، رحمت میں جگہ دے دے مجھے۔ اپنے کوچے میں تھوڑی سی جگہ دے دے، محل کے تو میں قابل نہیں ہوں، میں تیرے کوچے کے باہر ہی بیٹھا رہوں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا بیٹھ جا لیکن جب تو اندر دیکھے گا تو تیرا جی للچائے گا پھر کہے گا ذرہ اندر جگہ دے دے۔ اب جب باہر بیٹھا، اندر سے جنت کی ہوا چلی تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا یا الٰہی تھوڑا سا نزدیک کر دے۔ اب ظاہر ہے کریم تو پھر کریم ہے فرمایا فرشتو تھوڑا سا آگے کر دو۔ اب جو جنت کا دروازہ نظر آیا کہنے لگا یا اللہ دروازے کتنے خوبصورت ہیں فرمایا تیرا دل کرتا ہے کہ تو دروازے میں ہی آئے اس نے کہا کہ

اگر میرا دل کر رہا ہے تو تیرا کرم بھی تو کر رہا ہو گا فرمایا اندر آ جا۔ لیکن دیکھ پھر اور نہیں مانگنا اس نے کہا اب تھوڑی سی جگہ اس اندر والے کونے میں دے دے۔

اب اندر آیا تو آگے جو دیکھا جنت کا ایک خوبصورت درخت نظر آیا کہتا ہے یا اللہ اس کے سائے میں تھوڑی جگہ نہیں مل سکتی وہ مانگتا جا رہا ہے وہ دیتا جا رہا ہے۔

ظاہر ہے ڈھنگ چاہیے مانگنے کا یا اللہ تیری جنت کے دروازے بڑے خوبصورت ہیں مانگنے کا ڈھنگ ہے۔

میں عرض کر رہا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب رہے گا نہیں تو اب اور مانگے گا۔ اب جس وقت وہ درخت کے نیچے گیا تو اس کو آگے ایک خوبصورت، دلکش دلفریب محل نظر آیا۔ کہنے لگا یا اللہ یہ کسی کا نہیں ہے تو پھر مجھے ہی دے دے۔ ویسے بھی خالی پڑا ہے۔ ویسے بھی بغیر کسی مصرف کے ہے پھر ہم غریبوں کے حوالے ہی کر دے۔

اس کریم نے یہ نہیں کہا کہ میں پلازے بنوا کے کرائے پہ چڑھا دوں۔ اس نے کہا دیکھ تو پھر مانگے گا کچھ اور مانگے گا۔ وہ کہے گا میں اور نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب ایک محل کیا دینا لے میں نے جنت کا اتنا حصہ تیرے نام کر دیا۔ اب وہ کہے گا یا اللہ تو کریم رب ہو کر مذاق کرتا ہے گناہ گاروں سے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی یہ بات سن کر ہنس پڑے گا۔ میرا نبی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ہنس پڑا، اب نبی پاک بھی ہنس رہے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کوئی ہنسنے والی بات تھی جس پر آپ ہنس پڑے فرمایا، جب میرا رب بھی بات کرے گا اور بندہ جواب دے گا تو میرا رب بھی ہنس پڑے گا تو میں بھی ہنس رہا ہوں۔

آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ہو گئی ہے بات یا ہونی ہے؟ ابھی ہونی ہے اور یہ ہمارے رکھڑے مولوی تو کہتے ہیں کہ نبی کو تو کل کا علم نہیں، کل کا پتا نہیں ہے

لیکن نبی تو قیامت کے بعد والی باتیں بتا رہا ہے اور یہ تو ہمیں صبح صبح اُٹھ کر گلے پھاڑ پھاڑ کے کہتے ہیں کہ کل کی کسی کو خبر نہیں، اوئے اندھے تجھے خبر نہیں ہے میرا نبی تو اتنا باخبر ہے کہ رب جو قیامت کے بعد مسکرائے گا اس کو یہ بھی پتا ہے کہ کس لفظ پہ مسکرائے گا۔ آپ نے غور فرمایا کل پرسوں کی بات نہیں۔ جنتی جنت میں جائیں گے میرا نبی بتا رہا ہے بندہ کیا کہے گا رب کیا کہے گا۔ پورے کا پورا مکالمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نقل کر دیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ رب نے یہ مکالمہ قرآن میں تو نازل نہیں فرمایا پھر یہ کہاں سے کہاں آیا۔

دو ہی طریقے ہو سکتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کی ساری کتابیں کھول کے اس کے سامنے دھر دی ہیں یا اس کے سامنے اُوپر والی کتاب کھول دی ہے کہ دیکھتا چل اور بتاتا چل، اس کو مانو تب بھی الحمد للہ، اس کو مانو تب بھی الحمد للہ۔ یہ ہمارے نبی کا علم ہے اور میرے رب کی رحمت ہے اور گناہ گاروں کے مانگنے کے بھی ڈھنگ ہیں۔ رب کی رحمت کے بھی اپنے ڈھنگ ہیں، اپنے رنگ ہیں۔

آپ نے دیکھا کہ انسان نے کتنا اس سے مانگا، کہاں سے چلا کہاں پہنچ گیا لیکن دینے والے کا بھی کمال ہے وہ مانگتا چلا گیا اور وہ دیتا چلا گیا۔

• خود بھیک دے اور خود کہے منگتے کا بھلا ہو

وہ رب بھی کریم ہے اس کا نبی بھی کریم ہے لیکن ہم لئیم انسان ہیں، ہم نے قدم قدم پر ناشکری کی، اللہ کی جتنی مہربانیاں ہیں ان کی، اللہ فرماتا ہے میری ناشکریاں کرنے والے میں نے سانس دیا لیکن تیرا سانس پھر میرے لئے استعمال نہ ہوا۔ میں نے تجھے جان دی۔ تیری جان کوئی اور ہو گیا۔ میں نے جان دی اور تو نے جانِ جاناں کسی اور کو بنایا تو نے کسی اور کو جانِ جاناں ٹھہرایا میں نے صاف ستھرے کپڑے تجھے پہننے کے لئے دیئے، میں نے کہا کہ صاف ستھرے کپڑے پہننا اور پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آنا لیکن تم نے مسجد کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ لی ہے۔

فرمایا تو اگر اصل اس کو بناتا اور تو اس کے صدقے دوسرے کام بھی بناتا مجھے کوئی شکوہ نہ تھا۔ میں نے آنکھ دی کہ کبھی میری طرف بھی دیکھنا لیکن تیری آنکھیں میرے سوا ہر طرف لگی رہیں، ہر طرف دیکھتی رہیں۔ میں نے تجھے زبان دی کہ کبھی کبھی میری بات بھی پڑھنا میرا کلام بھی پڑھنا لیکن تو نے یاروں کے خط تو بڑے پڑھے ایک مرتبہ نہیں روز پڑھے اور دن میں کئی کئی بار پڑھے لیکن نہ پڑھا، تو میرا قرآن نہ پڑھا میں کہتا رہا او لوگو میرا قرآن پڑھو، اپنے خط بھی ضرور پڑھنا لیکن میرا خط بھی ضرور پڑھنا، زبان میری تھی، زبان میں نے دی تھی لیکن تو نے میرے سوا ہر کسی سے بات کی، ہر کسی سے ملاقات کی یعنی:

زندگی میری تھی اس کو بسر اس نے کیا
اور میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا

میں نے اسے اپنا بنایا، انسان بنایا اس کو پوری کائنات کے ماتھے کا جھومر بنایا لیکن یہ ہر کہیں آیا لیکن جب میں نے اپنے کوچے میں بلایا، جب بھی آیا پاؤں پیچھے کھینچ کے آیا۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ اگر کہیں اور جانا ہو تو بن ٹھن کے سج دھج کے، بڑا اونچا ہو کر آگے آگے لیکن جب مسجد میں آنا ہو تو پھر کھچ کھچ کے۔ فرشتے آگے کھینچ رہے ہیں اور ہم پیچھے کھینچتے جا رہے ہیں۔

فرمایا ہم نے بلایا تو تو بڑی مہربانی کر کے آیا لیکن ذہن میں رکھ یوں نہ کر میرے بندے، دی میں نے زندگی اور تو خرچ کہیں اور کرے۔ جب دیکھا انسان کو پھر اسے غصہ تو آیا، چاہے نرم صحیح فرمایا۔

''قتل الانسان'' او مر جائے انسان۔ برباد ہو جائے۔ الٰہی کیوں فرمایا۔ ''ما اکفرہ'' کتنا احسان فراموش ہے یا اللہ کون سے احسان فرمایا ''من ای شیء خلقہ'' تو ہے کیا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کتنے چاند جیسے مکھڑے ہمارے، ہاتھ دیکھ ہمارے، شخصیات دیکھ ہماری، تیرے چاند تیرے سورج سب کا مقصود تو ہم

ہیں اس نے کہا اب حقیقت کو نہ کھلوا اگر تھوڑا سا تیری حقیقت کو ظاہر کیا تو اب بھی مجھے حیا آنے لگے گی۔ کیوں فرمایا پوچھ ان داناؤں سے جو دانائے راز ہیں جن کی زندگی کے تم سے الگ انداز ہیں ان سے پوچھ۔

حضرت سیدنا ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ گزر رہے تھے اور گندگی کا ڈھیر پڑا تھا اندر سے بدبو آتی ہے، کوئی آدمی گزر نہیں سکتا جو بھی گزرے کپڑا اٹھا دے ناک پہ رکھے وہ بزرگ، وہ اللہ کا بندہ، وہ دانائے راز، جب وہ آیا اس کی چیخ نکل گئی گندگی کے ڈھیر کے پاس، جانے والے پلٹ آئے کہا اللہ کے پیارے تجھے کسی نے پتھر مارا، کیوں چیختے ہو، کیوں روئے ہو، کس نے رلایا ہے اس نے کہا نہ کسی نے دکھایا، نہ کسی نے ستایا، نہ کسی نے رلایا، نہ کسی نے میرے اوپر تیر چلایا، نہ کسی نے مجھے پتھر مارا۔ پھر کیوں چیختے ہو، کیوں روئے ہو۔ فرمایا ارے یہ گندگی کا ڈھیر رو رہا تھا۔ مجھے رونا آ گیا۔ کہا حضور یہ ڈھیر روتا ہے؟ فرمایا تم نے تو کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہے، کاش کہ تمہارے کانوں میں بھی نور ہوتا تم بھی سنتے اس کی چیخیں۔ کہا کیا کہتا ہے یہ ڈھیر، آپ نے فرمایا یہ گندگی کا ڈھیر یہ پوچھ رہا تھا۔

ابو سعید یہ لوگ ناکوں پر کپڑے رکھ کے مجھ سے نفرت کر کے کیوں گزر رہے ہیں۔ میں نے کہا تیرے اندر بڑی بدبو ہے، تیرے اندر تعفن ہے تو گندگی ہے تجھ سے نفرت نہ کریں تو کیا کریں۔

ڈھیر سے آواز آئی ابو سعید سچ بتا کل میں کیا تھا، میں انار تھا، میں انگور تھا، میں کھجور تھا، میں پاک اناج تھا، میں گندم کی روٹی تھا، میں پاک گوشت کی بوٹی تھا، کل میں گرتا تھا یہ انسان مجھے اُٹھاتا تھا، آنکھوں سے لگاتا کہ اناج گر گیا ہے، کل میں دودھ تھا، اللہ کا نور تھا، کل میں پاک کرنے والا پانی تھا۔ لیکن ابو سعید بتلا اس ظالم انسان نے مجھے کھایا اور دیکھ میرا رنگ بھی بدلا، میری خوشبو برباد ہوئی، میری خوشبوئیں اجڑ گئیں، میرے رنگ اجڑ گئے، میری پاکیزگی پلیدی میں بدل گئی، میرا تقدس اس نے برباد کر ڈالا، لوگ مجھے دور سے دیکھتے تھے کہ یہ ہے

مسمی مالٹا، یہ ہے رکنوں، ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں مجھے دیکھ کے، میرے تو نقشوں سے بندوں کو تسکین ملتی تھی لیکن اس ظالم انسان نے مجھے کھایا، اس گندے انسان نے مجھے کھایا اور دیکھ میرا رنگ بھی بدلا، میری خوشبو برباد ہوئی، میری خوشبوئیں اجڑ گئیں، میرے رنگ اجڑ گئے، اس نے مجھے کھایا آٹھ گھنٹے کے لئے اس ظالم انسان نے اپنے اندر رکھا اور اس کی دوستی مجھے کتنی مہنگی پڑی، اس کا ساتھ مجھے کتنا مہنگا پڑا میں تو کل گلاب تھا، میں تو کل گل قند تھا، اس گندے نے مجھے اُٹھایا، اس نے مجھے کھایا، آٹھ گھنٹے کے بعد میرا یہ حال بنایا اور جو آج مجھ سے نفرت کرتا ہے تو ہی بتا میں اس سے نفرت کروں یا یہ مجھ سے نفرت کرے، بتا ابوسعید میں نفرت کے قابل ہوں یا یہ نفرت کے قابل ہے۔ حضرت بلھے شاہ کی چیخ نکل گئی، کہتے ہیں اوانا ج ہمیں شکوہ نہ دے ہمیں دوش نہ دے۔

اوئے نفس پلید پلید چا کیتا
اساں اصل پلید نہ ہاسے
ہاسے تاں جگ وسدے ہاسے
اج کلڑے دیوں کرلاسے
اساں سن دے ہاسے مٹھیاں گالیں
سوہنا یار سنیدا ہاسے
او ڈیندا ہا دلدار دلاسے
تے نکھڑن یاد نہ ہاسے
بختا او ڈیں چنگیرے آہن
جیہڑے سجناں نال نبھاسے

رب نے بھی یہی پوچھا فرمایا ”من ای شیء خلقه “ اوئے تو ہے کیا۔ میں نے تجھے کپڑے ستھرے پہنا دیئے ہیں، میں نے تجھے آنکھیں دے دی ہیں تجھے کسی کا نمونہ بنا دیا ہے ورنہ تُو تو، فرمایا:

هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا

تُو تو اتنا گندہ ہے کہ تُو تو ذکر کے قابل نہیں ہے لیکن میرے احسان دیکھ جب تجھے بنایا تیری کوئی نقل نہ تھی میرے پاس تیرا کوئی نقشہ نہیں تھا، کسی ڈیزائنر نے تجھے ڈیزائن نہیں کیا تھا، تو کسی آرٹیکٹ کی پیداوار نہ تھا، تُو تو تھا ہی نہیں، میں نے تجھے عدم سے وجود دیا، پھر جب تیرا چہرہ بنانے کی باری آئی تو سوچاں وچ آپ پے گیا۔ میں اس کو کون سا منہ دوں، کون سا رُخ دوں اسے۔ کہا پھر مجھے جو اچھا لگا میں نے تجھے وہ منہ دیا، یا اللہ تجھے کون اچھا لگا، اس نے کہا یہ دُکھ بھری داستان ہے کہ میں نے تجھے کون سا منہ دیا اور تو نے مجھے کونسا منہ دکھایا، تیری کوئی نقل نہ تھی، لیکن میرے خزانہ وحدت میں، میرے خزانہ توحید میں ایک تصویر تھی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنویر تھی۔

میں اللہ تھا، میں کلا تھا، میں خدا تھا، میں تنہا تھا، مجھے شوق ہوا جب کچھ نہ تھا، مجھے شوق ہوا، چلو شکر ہے مولا شوق تجھ سے شروع ہوا ہے، یہ نامراد، خشکے یہ رُکھے، یہ خالی ٹائیں ٹائیں کرنے والے، ممبروں پر ناچنے والے، یہ کیا جانیں۔ میرا پیر فرید کہتا ہے۔

عشق دی بات نہ سمجھن اصلوں ایہہ ملوانے رکھڑے
ہور فرید نہیں کوئی حاجت ہاں دیدار دے بکھڑے

نماز روزے کی باتیں بڑی پیاری ہیں لیکن اندھے کبھی حقیقت کے پردے بھی اٹھایا کر، صرف بستر نہ کاندھے پہ لگایا کر، کبھی کوچہ یار میں بھی آیا کر کبھی ان کے ذکر کا شوق بھی اپنے آپ کو لگایا کر۔ اسی لئے میاں محمد بخش صاحب کہا کرتے تھے۔

جہناں تناں وچ عشق نہ رچیا گئے انہاں تھیں چنگے
مالک دے گھر راکھی دیندے صابر بھکھے ننگے

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ:

کرو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مومن کافر و زندیق

علامہ زمان ہو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے خالی ہو تو مردود ہو کر مرے گا، رفع یدین کرواتے کرواتے یہی دلیلیں دیتے دیتے مر جائے گا، کیونکہ عشق کے نور سے خالی ہے، محبت حضور سے خالی ہے، رحمت ربِ غفور سے خالی ہے، یہ صرف اور صرف جہنم کا سوالی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے پاس ایک تنویر تھی، ''کنت کنزا مخفیا'' میں چھپا ہوا خزانہ تھا، کوئی زمانہ تھا ''فاحببت'' پھر مجھے شوق ہوا کہ ''ان اعرف'' کہ مجھے بھی کوئی جانے میں اکیلا ہوں، کوئی تو ہو جو ہماری معرفت حاصل کرے، کوئی تو ہو جو ہمارے لئے اُٹھ اُٹھ کر روئے، کوئی تو ہو جو اپنے دامن کو آنسوؤں میں بگھوئے، کوئی تو ہو جو میری یاد میں کروٹیں بدل بدل کر روئے۔ کبھی عمر کی طرح، کبھی حیدر کی طرح، کبھی حسن کی طرح، کبھی ہجویری کی طرح، کبھی اجمیری کی طرح، کبھی ابوذر کی طرح، کبھی قمر الدین سیالوی کی طرح، کبھی پیر کرم شاہ کی طرح، کوئی تو ہو جو میرے لئے بھی روئے۔ ''فخلقت محمدا'' پس میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا ڈالا، فرمایا جب تمہارے بنانے کی باری آئی تو اور کوئی نمونہ تھا نہیں۔ نہ میں نقل کا محتاج تھا لیکن میں نے چاہا یہ تھا کہ انسان جو بنا رہا ہوں۔ کیوں نہ ان کو اصل انسان کی طرح بناؤں، اس بنیاد کی طرح بناؤں، فرمایا جب تیرا مکھڑا بنایا تو اپنی صورت پہ بنایا۔ میری صورت تو جانتا ہے کہ کس کی ہے۔ پیر مہر علی شاہ نے پردے اُٹھا دیئے فرماتے ہیں۔

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں

ہر صورت وچ آوے یار
کر کر ناز ادا لکھ وار

ہک اے ہک اے ہک دی ہردم سک اے
جیہڑا ہک کوں ڈوکر جانے اوہ کافر مشرک اے

''قتل الانسان'' اوئے مر جانیا، پنجابی میں ترجمہ کریں ناں اوئے برباد ہو جائے انسان۔ فرمایا ''من ای شیء خلقه'' تو ہے کیا تو کچھ نہ تھا ہم نے تمہیں یار کا روپ دے کر لکھ بنا دیا۔ کبھی نہیں سنا، کبھی کتاب پڑھی ہو تو اس میں لکھا ہوتا ہے کہ بچے کے منہ پہ تھپڑ نہ مارنا، کیوں کہ یہ کسی کی صورت ہے، اس لئے اس صورت کو نہ دیکھ، جس کی یہ مورت ہے اس کو دیکھ، یا اللہ پھر، فرمایا اب بتا میں نے تو اتنا بھی کر دیا تیرے ساتھ۔ میں نے جس کو اپنے لئے بنایا، اپنے لئے سجایا، یار بنایا، دلدار بنایا، حبیب بنایا، خلیل بنایا، اسے اپنے لئے بنایا اور جب میں نے تجھے بنایا تو تجھے اسی کے روپ پہ بنا ڈالا، لیکن تو نے تو اس کا بھی خیال نہ کیا، میں نے کون کون سی دولت تھی جو تیرے اوپر نہ لگائی۔ ''من ای شیء خلقه'' اپنی اصلیت بھی دیکھ، میرا کرم بھی دیکھ، فرمایا پھر آگے قدم اُٹھا تاکہ میرے احسانات کے اوراق تجھ پہ کھلیں۔ فرمایا ''خلقه'' یہ انسان ہے جس کو پہلے میں نے بنایا ''فقدره'' پھر اس کی تقدیر کی یعنی صحیح صحیح، ٹھیک ٹھیک اندازے سے بنایا کہ کہیں اس کی اونچ نیچ جگہ نہ رہ جائے یہ جو آنکھیں رکھیں تو اعتدال کے ساتھ، توازن کے ساتھ، یہ ہے تقدیر۔ ''خلقه فقدره'' تجھے بنایا، ٹھیک بنایا، اگر چہ تو نے آئینہ ہزار بار دیکھا۔ تو نے اپنے آپ کو دیکھا، اپنے پسِ منظر میں ربِ اکبر کو نہ دیکھا، تو نے کبھی یہ نہ سوچا کہ تصویر تو تمہاری ہے لیکن بنائی ہوئی تو ہماری ہے، تصویر تو تمہاری ہے لیکن سجائی ہوئی ہماری ہے۔ فرمایا بنایا ہم نے سجایا ہم نے۔

ہمارے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بت خانے میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں

کچھ بٹ، کچھ چوہدری، کچھ شیخ، کچھ خان بنے بیٹھے ہیں۔ آج ہر کوئی اپنی قومیت پہ ناز کرتا ہے، آپ کہتے ہیں میں راج کا پوت ہوں، میں سید ہوں، میں ہاشمی ہوں، میں قریشی ہوں، اوئے سب کچھ ہے تو لیکن وہ پوچھ رہا ہے۔ ''من ای شیءٍ خلقه'' اصلیت کیا ہے تیری۔ اصلیت اس کی بھی آدم اصلیت تیری بھی آدم، اصلیت تم سب کی ایک ہے لیکن تم سب نے اپنے اپنے بُت گھڑ رکھے ہیں۔

اسی لئے میرے سوہنے مدنی، ہاشمی، قریشی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کلکم من ادم و ادم من تراب۔ فکر کرنے کی لوڑ نہیں ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ گویا تم بھی مٹی سے بنے ہو۔ اس لئے فرمایا انسان میرے احسانات دیکھ، پہلے بنایا پھر کس کے نقشے پر، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشے پر بنایا پھر بنا کے تیری شکل کو سوہنا فرمایا۔ ثم السبیل یسرہ ٥ پھر تیری زندگی کی راہیں آسان کر ڈالیں۔

تجھے سانس دیا تو تیرے سانس لینے کے لئے آکسیجن بھی پیدا کر دی۔ تجھے زبان دی چکھنے کے لئے تو چکھنے کی چیزیں بھی پیدا کر ڈالیں، تجھے آنکھ دی، نظر دی تو نظارہ بھی دیا۔ میں نے تجھے ہاتھ دیئے، تو پکڑنے کی چیزیں بھی پیدا کر دیں میں نے تجھے منہ دیا تو کھانے کے لئے چیزیں بھی پیدا کر دیں۔ میں نے تجھے پاؤں دیا تو مٹی، زمین کو بھی کو پیدا فرمایا۔ فرمایا میں نے تیرے لئے کیا کیا نہ بنایا، سب کچھ بنایا۔

میں نے تجھے بنایا جب تو زندگی میں آیا تُو تو نابینا تھا، تجھے آنکھیں دے دیں۔ تیرا دل تجھے دھڑکنے کے لئے دے دیا، تجھے دیکھنے کے لئے صاحبِ اولاد کر ڈالا۔ چھوٹے چھوٹے بچے دے دیئے اور تو بڑا بزرگ بن بیٹھا، تو دادا ہو گیا تو نانا ہو گیا، لیکن فرمایا ثم السبیل یسرہ چلتے چلتے جب زندگی کی راہیں آسان ہوئیں دنیا تیرے اوپر آسان ہوئی۔ تجھے جوانی دی تیرے بازوؤں میں طاقت دی، تجھے دوست دیئے ایک اِدھر سے، ایک اُدھر سے۔ دنیا تیرے اوپر

قربان ہوئی ، کوئی یار ادھر سے کوئی یار اُدھر سے ۔ لیکن سوچ جب تک تیرے بازوؤں میں طاقت رہی تو تیرے دوست بھی تیرے گھر آئے، تیرے یار رہے، تیرے غمخوار رہے، تیرے ساتھ ہوٹل پہ بیٹھے کبھی خوش گپیاں کرنے لگے لیکن جونہی تجھ پہ بڑھاپا آیا۔ اب یاروں نے الگ الگ راہ بنایا، کوئی بھولے سے آیا، کوئی نہ آیا۔ اب تو بہانے بناتا ہے کاش تیرے بہانے اچھے ہوتے۔ کبھی حقے کے بہانے، کبھی اخبار کے بہانے، کبھی کسی بہانے کوئی تو آوے فرمایا او جھوٹے میں نے کیا کیا اور تو نے کیا کیا۔ لیکن دیکھ میرا کرم، میں نے رکھا تیرا بھرم، تو جوان تھا ہر کوئی تیرا یار تھا، جب بڑھاپا آیا تیرا سر رقص کرنے لگا، تیری چھاتی کھڑکنے لگی، تپ دق نے آلیا ہے، تیرے ہاتھوں کو ریشہ لگ گیا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے فالج ہو رہا ہے، اب تیری ٹانگیں تیرا ساتھ چھوڑنے لگیں ہیں اب تو نے لاٹھی کا سہارا لیا ہے۔ جب تو نے لاٹھی کا سہارا لیا۔ اب جب تو نے لاٹھی پہ ٹیک لگائی تو وہ جن کو تو سہارا سمجھتا تھا وہ ایک ایک کر کے چھوڑ گئے، سارے رشتے دوستی والے توڑ گئے، سارے منہ موڑ گئے۔

کوئی بہانے بناتا ہے کہ باپ منہ سے تھوکتا ہے۔ بچوں کی صحت خراب ہوتی ہے۔ باپ کھنگارتا ہے اور بہو کی نیند خراب ہوتی ہے۔ اللہ اکبر باپ کو الگ کمرہ دے دو، بیل لگا دو، جب روٹی مانگے، ہمارے بیڈ روم میں نہ آیا کرے ہمارے ٹی-وی لاؤنج میں نہ آیا کرے، اپنے کمرے میں رہا کرے، یہ بابا، یہ دادا، کسی نے کوئی لفظ کہا، کسی نے باپ کہا، کسی نے بابا کہا، کسی نے دادا کہا، کسی نے نانا کہا، کسی نے بڑا ابا کہا، کسی نے کوئی لفظ دیا، کسی نے کوئی لفظ دیا، جن کو چھاتی پہ سلایا، جن کو اپنے منہ کا نوالہ نکال کر کھلایا۔

آج وہ کبھی کھانسنے سے نفرت کر رہا ہے، جن کی زبانیں منہ میں ڈالیں، جن کے منہ کے پانی کو منہ کے اوپر لگایا۔ آج تیرے گھر کے وہی چھوٹے پودے پانی دینے کے لئے تیار نہیں۔ جن کو تو نے پال پوس کے بڑا کیا آج وہی

تجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اگر تو نے دو چار ملیں لگا دیں، دو چار ایکڑ زمین، دو چار لاکھ روپیہ اکٹھا کیا۔ بہو الگ کہتی ہے پتہ نہیں یہ کب مرے گا، بیٹے کہتے ہیں پتہ نہیں یہ بوڑھا باپ کب مرے گا، یہ چیز تقسیم کب ہوگی، کوئی ہوتا ہوگا جو دعا دیتا ہوگا لیکن اکثر تیری موت کی انتظار میں، آج بتا کہاں وہ تیرے یار۔

کتھے سسی کتھے پنوں، کتھ سوہنی مہینوال
کتھے رانجھن کتھ کھیڑے، کتھ ہیر سیال

اوئے بے وفا تو نے باوفا کو چھوڑا، اوئے بے وفا تو نے بے وفاؤں کے ساتھ رشتہ جوڑا، تو نے وفاداروں کو چھوڑا۔ **قتل الانسان** ۔ اوئے مر جانیا، فرمایا دیکھ میرا احسان پہلے زندگی آسان کی، لیکن اب جب بڑھاپا آیا، اب ارزل العمر ہوا تو کوئی کہتا ہے سٹھیایا گیا ہے۔

جو چالیس چالیس بار ایک سوال کرتے تھے لیکن تو پیار سے کہتا تھا یہ ہے یہ ہے۔ لیکن تو نے تیسری مرتبہ منہ سے جملہ نکالا یہ کیا ہے بیٹے نے جھٹ سے کہا۔ باپ تیرے پاس ٹائم بہت ہے، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے، تیری فضول بک بک، تیری فضول بات سننے کے لئے، جا اپنا کام کر، بیوی اس کو روٹی دے دینا۔ اب تیرے تین جملے سننے کو کوئی تیار نہیں، کسی نے کہا سٹھیایا گیا ہے، کسی نے کہا اس کی عقل اب گٹوں میں چلی گئی ہے، کسی نے کوئی طعنہ دیا کسی نے کوئی طعنہ دیا جب تیرے یار گئے تو اللہ نے ارشاد فرمایا۔ پھر مجھے ترس آیا، او ظالم لوگو میرے شاہکار کو برباد نہ کرو۔ طعنے نہ دو، غور کرو، میرے مسلمانوں کون باوفا ہے، کون ہے دوستی کے قابل، کون ہے یار کے قابل، کس سے وفا کرنی چاہیے، وفا اس سے کرو جو اس اوکھے وقت میں وفا کرے، جس اولاد کے لئے تم اور ہم بے ایمانیاں کرتے ہیں، بد دیانتیاں کرتے ہیں، یہی اولاد بچھو بن کے ڈسنے لگتی ہے، جن رشتے داروں کے لئے، جن اقارب کے لئے ہم دوسروں کے گلے گھونٹتے ہیں، یہی اقارب بچھو اور سانپ بن جاتے ہیں۔

میرے دوستو! ادھر اللہ تعالیٰ نے صدا دی اب بول، اب بتا اب تو چھاتی بھی گئی اب تو بازوؤں کی طاقت بھی گئی، اب تو گردن کی قوت بھی گئی، اب تو پاؤں کا زور بھی گیا، اب تو سارے یار، بیلی، سنگی، ہمدم، ساتھی چھوڑ گئے۔ لیکن اللہ نے فرمایا میرے احسان کا ایک اور نمونہ دیکھ، فرمایا عزرائیل کہا جی رب جلیل فرمایا میرے بندے کو اولاد طعنے دیتی ہے، کہتے ہیں بیمار پڑا ہے، مرتا ہی نہیں۔ ہسپتال لے جا کے تھک گئے، عزرائیل جلدی جا اور میرے پیارے کو میرے پاس واپس لے کے آ، کہنا۔ یاایتھا النفس المطمئنة o ارجعی الی ربک راضية مرضية o فادخلی فی عبادیo وادخلی جنتیo .

عزرائیل طعنہ کوئی نہ دینا، کوئی اس کو گناہ یاد نہ دلانا اسے کہنا۔ یاایتھا النفس المطمئنه۔ او پردیسیا چھوڑ پردیس۔ ارجعی الی ربک راضية مرضية۔ لوٹ کے آ جا دیس، لوئے بے وفاؤں کو چھوڑ اس باوفا سے رشتہ جوڑ، الٰہی اکیلا چلا جاؤں فرمایا ناں، پانچ سو فرشتوں کی بارات لے جا، یااللہ جا رہا ہوں فرمایا ہر فرشتے کے ہاتھ میں گل وریحان کی ٹہنیاں پکڑا، خوشبو مہکے۔ فرمایا جب مرے گا میرا بندہ کیا یاد کرے گا، مرے گا دیکھے گا تو سہی کہ دنیا نے چھوڑا ہے، مالک نے نہیں چھوڑا ہے۔ پہلے زندگی دی احسان فرمایا، پھر زندگی کا سامان دیا یہ بھی میرا احسان، "ثم اماته" پھر موت دی یہ بھی میرا احسان، دیکھیں احسان ہے کہ نہیں۔ فرمایا "تحفة المومن الموت" میرے نبی نے فرمایا مومن تیرے لئے اللہ کی طرف سے موت تحفہ ہے پانچ سو فرشتوں کی بارات۔ ایک فرشتہ آیا کہتا ہے "سلام علیک" دوسرا کہتا ہے سلام، تیسرا کہتا ہے سلام، خوشخبری خوش ہو جا، پانچ سو خوشخبریاں۔

جب شیطان نے دیکھا کہ میں نے ساری زندگی بہکایا، آخری وقت جلوس اس کو لینے کے لئے آیا، حدیث پاک میں آتا ہے شیطان سر پہ ہاتھ رکھ کے کہتا ہے میں برباد ہو گیا۔ چیلے کہتے ہیں کیا ہو گیا، کہتا ہے ہم نے بہکایا پر

آخری وقت کس شان سے آیا، اللہ اکبر "ثم اماته" پھر تجھے موت دی۔ کس شان سے، جب جند نکلی فرمایا اس کو کہیں اور نہ لے جاؤ۔ "راضیة مرضیة" اوئے مرنے والے مرنے سے نہ ڈرنا، خوف نہ کرنا۔ "راضیة مرضیة" مرنے سے ڈگری ہے تو ہم سے راضی، ہم تجھ سے راضی۔ اب وہاں سے نکلے، اب ہم مر گئے، اب کیا کہا، اب انہوں نے کہا جلدی جلدی کرو، اوپر سے اللہ نے فرمایا ہاں ہاں تم بھی اپنی جان چھڑاؤ۔ ہم بھی کہتے ہیں جلدی کرو مہمان کو میزبان کے پاس لاؤ۔ اب ہم اس کے میزبان بنیں گے۔ اب جب ہم مر گئے جو چیز مر جائے وہ بے فائدہ، نکمی ہے، روح نکل گئی، جب گلاب سے عرق نکل گیا اب پنکھڑی کس کام کی، اٹھا کے روڑی پہ پھینک دو۔ جب بدن سے روح نکل گئی پھر بدن کس کام کا۔ اب اس کو پھینک دو، اس نے کہا ناں، بے شک یہ بدن ہے، لیکن ہمارا تو یہ سجن ہے، پھینکنا نہیں ہے، یا اللہ پھر کیا کریں۔ انہیں گندے کپڑوں میں لپیٹ کے ڈال دیں کہیں۔ فرمایا واہ اب تو وفا کا وقت آیا ہے، اب تو دوستی نبھانے کا وقت آیا ہے۔ اب یہ مجبور پڑا ہے طاقت میرے پاس ہے، فرمایا میرے نبی قانون بنا دے جب میرا بندہ مرے اس کو گندگی پر مت ڈالو، شیر مرے گندگی پہ ڈالو، ہاتھی مرے گندگی پہ ڈالو لیکن جب یہ مرے پھر کدھر ڈالو فرمایا ڈالو کہاں بلکہ اس کے لئے نہلانے کا بندوبست کرو۔ یا اللہ اس گندے جسم کو نہلا کے کیا کرنا ہے فرمایا صرف ایسے نہیں بلکہ پانی گرم کرو، بیری کے پتے ڈالو یا خوشبودار کوئی صابن لاؤ۔ اب اس کو نہلاؤ پر ایسے نہیں نہلانا کہ ویسے ہی نہلا دیا بلکہ کروٹیں بدل بدل کر نہلاؤ۔ اس کے لئے پردے کرو۔ اب شرم کا موسم ہے بھرم کا موسم ہے، نہلایا گیا، اب یا اللہ زندوں کو حق ہے کہ چٹے کپڑے پہنیں، سوہنے کپڑے پہنیں اس کو چیتھڑوں میں لپیٹ کے نہ ڈال دیں، فرمایا ناں۔ میرا محبوب سنت بنا دے کم از کم تین کپڑے تو دے دو، کیسے کپڑے دیں۔ حدیث پاک کی تشریح میں ہے کہتے ہیں اس کو ایسے کپڑے پہناؤ، جیسے عید کے موسم میں پہنا کرتا تھا۔ یا اللہ یہ موت

ہے موت، عید نہیں ہے۔ فرمایا آج اس کو دید ہوگی، اس کی آج ہی تو عید ہوگی۔
مولا اب کیا کریں فرمایا اب اس کے تمام بدن پر کافور لگاؤ یا اللہ کوئی اور نہ لگا دیں فرمایا نہیں کافور میں یہ طاقت ہے کہ جو تعفن اور بدبو اُٹھے اسے دبا دیتا ہے، کیونکہ آج دو یاروں کی ملاقات ہے، رحمت کی برسات ہے اس لئے کپڑے بھی عید والے ہوں اور ہوں بھی سفید دولہا بنا کے۔

کیا تماشا بن گیا، مرنے والا ارے دنیا میں نہایا نہ نہایا، کپڑے جیسے پہنے، لیکن اس نے کہا اب تو میرا ہے اب تو کھرا ہے، دیکھ ہماری وفا، کپڑے سفید آرڈر پہ تیار کرائے اور پہنوائے اور خوشبو لگوائی، یا اللہ صرف سینے پر نہ چھڑک دیں فرمایا ناں ناں پورے انتظام کے ساتھ لگے گی، ماتھے پہ لگاؤ، اس کے پاؤں پہ لگاؤ، اس کے ہاتھوں پہ لگاؤ۔ آج اس کو خوشبو میں نہلا دو۔ یا اللہ اب پھینک دیں فرمایا پھینکنا کیا اب اٹھاؤ اسے، چاہے یہ جیتا ہے یا ہارا ہے ہم تو جیتنے والوں کو اُٹھاتے ہیں۔ فرمایا بے شک تمہاری دنیا سے ہار کر آ رہا ہے مگر ہمارے کرم سے آج جیتا ہوا ہے۔ اب اس کو کاندھوں پہ اٹھاؤ یا اللہ دوڑے ہوئے لے چلیں فرمایا دوڑنا بھی نہیں ہے۔ کہیں میرے شاہکار کو دھکے بھی نہ لگیں اب عجب کمال ہے دھکے نہ لگیں، زندگی میں دھکے کھاتا رہا فرمایا زندگی کے دھکے تم نے دیئے تھے اب ہمارا بنا ہے اللہ اکبر کرم ہوگیا۔

اوئے زندیاں نال نبھیدا اے ہر کوئی
مویاں نال نبھیدے تاں لجپال سدیندے

آج شرمسار ہو کر منہ پر کپڑے ڈال کے جا رہا ہے منہ چھپا کے آ رہا ہے اس نے کہا اب تو منہ نہ چھپا اب کوئی فائدہ نہیں اوئے ظالما جب منہ چھپانا تھا تب تو نے چھپایا نہیں۔ آج منہ چھپا کے آ رہا ہے آجا آجا ہم سے پردہ نہ کر امید رحمت کی رکھ۔ لذت رحمت کی چکھ، جب جنازے کا وقت آیا، اب چاہیے تھا چاہے راجہ ہے، چاہے چوہدری، چاہے خان ہے رکھو اس کو گیٹ کے باہر، زندوں

کو آگے کھڑا ہونے دو اور اس مردے کو پیچھے رکھ دو، فرمایا ناں آج اس کی نماز پڑھو، کہا اس کو پیچھے نہ رکھ دیں، دعا ہی تو تھی کوئی سجدہ کوئی رکوع نہ تھا، پڑا رہے جہاں پڑا ہے فرمایا ناں آج وفا کا دن ہے آج اسے آگے لاؤ اور جب تک اس کی چارپائی زمین پہ نہ رکھو مت کوئی بیٹھے فرمایا اس کو پیچھے نہ رکھو، اس کو آج تمام زندوں کے آگے رکھو، مولا کیا امام کے پیچھے رکھیں فرمایا ناں اس کو آج امام کے بھی آگے رکھو۔ اب مانگو اس کے لئے دعا پڑھو دعا اور پڑھو درود نبی پہ۔ عرض کی یہ کیا ہے مولا، فرمایا آج یہ بے بس ہے آج یہ بے کس ہے آج ہم اس سے وفا کریں گے۔ آج ہم دوستی نبھائیں گے جنازہ ہو گیا اللہ اکبر اب لے چلو قبر کی طرف یا اللہ اجازت دے اس کو گڑھے میں ڈال دیں فرمایا نہیں اس کے لئے چھوٹا سا گھر بناؤ۔ میرا محبوب اپنے امتیوں سے فرماؤ میرے اس بندے کے پاس کلمہ پڑھیں، اس کے اوپر سورۃ یٰسین پڑھیں اس کے ساتھ کلمے سناتے چلو اللہ اکبر قبر تک پہنچے جب قبر کی کالی رات آئی، یاروں کا امتحان آیا، ماں کا امتحان ختم ہو گیا، وہ گھر میں رہ گئی، ماں رو رو کے پیچھے گئی، بہنیں رو رو کے چوکھٹ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔

کوئی صرف منہ دیکھنے آیا، کوئی صرف جنازہ پڑھنے آیا، اب جنازے کے بعد دعا مانگنے کا وقت آیا، کوئی ادھر کھسکا گیا، کوئی اُدھر نکل گیا، کوئی ظالم اپنے مذہب کے بہانے بنا گیا، اپنے مسلک کے بہانے بنا کر ہٹ گیا، جنازے کے بعد یار مکاریاں کر گئے، چالاکیاں کر گئے، اپنے اپنے مسلک کا بھروسہ کر کے دعا بھی نہیں مانگی، سو گئے، اب چند تھے جو قبرستان میں آئے، اب چلتے چلتے قبرستان آئے، قبر میں ڈالا، اب دوست عجیب ہیں، رشتہ دار عجیب ہیں، اپنے یار کے چہرے پہ مٹی ڈالی جا رہی ہے، اپنے کاروبار کی باتیں کر رہے ہیں، اب دنیا کی باتوں میں لگے ہیں۔ اوئے یہ وہ یار ہیں جو کل کہتے تھے کہ تیرے منہ پر ہمیں تنکا اچھا نہیں لگتا، تیرے چہرے پر مٹی کا ذرہ اچھا نہیں لگتا لیکن آج تو ان ظالموں کو

بھول گیا ابھی تو قبر میں گیا نہیں۔

میرا مدنی ان کو کہنا میرے نام پہ سلاؤ، میرے خلیل کے نام پہ سلاؤ، میرے اس بندے کا منہ قبلہ کی طرف کرو اس کو لوریاں سناؤ۔ ''بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' اور اس کا منہ مشرق کو نہ کرنا منہ قبلے کی طرف کرنا، مٹی ڈال دی گئی۔ میرے نبی نے فرمایا اب اس کو سلا دیا گیا۔ اب اس کے سرہانے سورۃ بقرہ کی پہلی آیتیں پڑھ دو۔ اب سارے ایک ایک کر کے قبر میں اکیلا چھوڑ گئے۔ اب بتا تیرے یار کہاں گئے، وہ باپ گیا اب سارے گئے ان کے پاؤں کے کھڑکار بھی سنتا ہے، وہ میرا یار گیا، وہ میرا بھائی گیا، وہ میرا بیٹا گیا۔

حضرت عمر بن العاص نے فرمایا کہ بیٹا جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر اونٹ کو ذبح کرنے کی دیر ٹھہرنا کیونکہ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ منکر نکیر آئیں گے سوال کریں گے۔ اس لئے میں اکیلا ہوں گا تو قبر پہ کھڑے رہنا تا کہ مجھے انس رہے آرام رہے جب فرشتے مجھ سے سوال کریں۔

اب اچانک مغرب کا وقت جو آیا، دیکھو میرے رب کا عجب احسان، فرشتے آئے سوال کرنے کے لئے اب انہوں نے ڈرایا، انہوں نے اپنی ہیبت ناک شکل دکھائی کہا ''من ربک'' بول تیرا رب کون ہے، بہکنے لگا۔ ''مادینک'' تیرا دین کیا ہے اور اب تیسرا سوال ہیبت ناک فرشتوں کے ہونٹوں پہ آیا اچانک اس کالی قبر کے اندر دور سویرا نظر آیا۔ دیکھا تو کوئی سوہنے مکھڑے والا مسکرا کر تک رہا تھا۔ فرشتے پوچھ رہے تھے ''ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل'' اب بول اس سوہنے کے بارے میں کیا بولتا تھا اگر مومن ہے آنکھ کھلی فوراً چہرے پہ لگی، مومن ہے تو زبان پر فٹ آیا ''محمد رسول اللہ'' یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ قبر میں مدنی مہمان ہے یہ رحمت رب رحمان ہے۔

قبر میں کسی نے میری بات نہ پوچھی
ایک حامی نظر آیا تو نظر آیا

جیہڑے آ کھدے سی مراں گے نال تیرے اج اوہناں وی بازیاں ہاریاں نیں
جیہڑے ترسدے سن دید نوں تیری اج اوہناں وی باریاں ماریاں نیں
جدوں چمن وچ خزاں نے وال کھولے پنچھی اُڈ گئے مار اُڈاریاں نیں
اوئے محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا تے محمد سوہنے کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نیں

اس کریم رب نے بنایا احسان کیا، زندگی دی احسان کیا، رب نے موت دی احسان کیا، رب نے جنازے پڑھوائے احسان کیا، کفن پہنایا احسان کیا، رب نے قبر دی احسان کیا اور مدنی کملی والا نہیں دیکھا ہوا تھا لیکن جب قبر کی رات ہوئی تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی یہ بھی اللہ کا احسان ہے اور سب سے بڑا احسان فرمایا کہ:

"لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا"

کہ اپنا پیارا محبوب ہمیں عطا کیا، یہ سب سے بڑا احسان فرمایا کہ ہم کو اپنا حبیب عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے دنیا کے رنگ بدل گئے یہ تھے اللہ تعالیٰ کے احسانات جو کچھ مختصراً عرض کئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علينا الا البلغ المبين

علم کی فضیلت

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین o علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین واولیاءہ الکاملین وعلماء ملتہ واہلسنتہ اجمعین o اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیمo

نٓ o والقلمo ومایسطرونo (صدق اللہ العظیم)

الصلوٰة والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب اللہ

برادران اسلام!

اس سورۃ پاک سورۃ نٓ کے ابتدائی الفاظ جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔''نٓ والقلم وما یسطرون ''اس میں علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ''نٓ والقلم ''فرمایا مجھے قسم ہے قلم کی اور نٓ کے بارے میں حضور غریب نواز حضور ضیاالامت ضیا القرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں نون کی بھی گویا قسم ہے۔تو معنی یہ ہوا کہ مجھے قسم ہے نٓ کی اور مجھے قسم ہے قلم کی۔ مجھے قسم ہے نٓ اور قلم سے برآمد ہونے والے جواہر پاروں کی،قلم کی قسم اس لئے کہ یہ قلم واسطہ ہے آلہ ہے علم کو پھیلانے کا اور نٓ سے مراد یہ دوات ہے دوات ظرف ہے سیاہی کا،تو جس سیاہی سے علم پھیلایا جاتا ہے علم کا مرتبہ تو بہت بڑا ہے،علم کی شان بہت بلند ہے فرمایا جوظرف ہے سیاہی کا جس سیاہی سے حروف لکھے جاتے ہیں،

مجھ خالق و مالک کو اس سیاہی کے ظرف کی قسم۔

جس قلم سے علم کی اشاعت ہوتی ہے اور اس قلم سے جو جواہر پارے بکھرتے ہیں، قرآن کی شکل میں، تفسیر کی شکل میں، حدیث کی شکل میں۔ رب فرماتا ہے مجھے ان جواہر پاروں کی قسم، مجھے ان تحریروں کی قسم ہے جو اللہ کے پیارے لکھتے ہیں اور انسان پڑھ پڑھ کر اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے ہیں۔

علم بہت بلند ہے بڑی اس کی شان ہے، ضیا القرآن شریف کا آپ مطالعہ فرمائیں، فرمایا کہ اللہ پاک نے یہ قسمیں اس لئے کھائی ہیں تا کہ اس امت کو یہ بتایا جائے کہ تم کوئی فضول لوگ نہیں ہو، نکمے لوگ نہیں ہو، تم ناکارہ لوگ نہیں ہو کہ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے پاؤں توڑ کے بیٹھ جاؤ، بلکہ تمہارے سامنے رب تعالیٰ قلم کی، دوات کی، علم کی قسمیں اس لئے کھا رہا ہے کہ راتوں کو دن بناؤ اور دن پہلے ہی دن ہوں، شب و روز تم اسی دھن میں لگ جاؤ کہ ہم نے اپنے نبی کی وراثت کو پانا ہے، گلی گلی پھیلانا ہے دوسری بات کہ امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے قرآن نازل ہوا تو پہلی وحی، وہ لفظ یہی تھے کہ ''اقرأ'' مدتوں انتظار کیا، تنہائی میں چلا کشی کی بھوکے پیاسے رہے سرکار، جب پہلا پیغام آیا تو جبریل علیہ السلام یہی پیغام لایا کہ ''اقـرأ'' نہ نماز کی بات، نہ روزے کی بات، نہ حج کی بات، نہ زکوٰۃ کی بات، نہ تسبیحات کی بات بلکہ بات یہی تھی کہ میرے حضور پڑھیئے۔

جس امت کے اوپر نازل ہونے والی، ہدایت کے لئے آنے والی کتاب کا پہلا لفظ ہی تعلیم ہو، پڑھائی ہو تو کتنی بدنصیبی ہے کہ وہی امت جاہل رہ جائے وہی امت علم سے دور رہے، بدنصیبی نہیں بدقسمتی نہیں تو کیا ہے۔

اس لئے فرمایا کہ ''اقرأ باسم ربک الذی خلق'' آگے پھر اس قلم کا تذکرہ ہے کہ ''علـم بالقلم'' کہ اللہ نے علم سکھایا قلم کے ذریعے، گویا بار بار یہی اظہار ہو رہا ہے، سونے والے کو جگایا جا رہا ہے کہ قلم کا ساتھ نہ چھوڑنا، کبھی علم کا ساتھ نہ چھوڑنا کیونکہ ''من اراد الدنیا فعلیه بالعلم'' اگر دنیا چاہتے ہو تو پھر بھی

علم حاصل کرو، دنیا کی چاہت ہے تو علم کے بغیر دنیا نہیں ملے گی اگر آخرت کی خواہش ہے تو پھر بھی علم حاصل کرو۔ اگر دونوں کی خواہش ہے تو پھر بھی علم حاصل کرو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے رب نے پوچھا۔ دولت چاہتے ہو، علم، چاہتے ہو، مال چاہتے ہو، حکومت چاہتے ہو، بادشاہی چاہتے ہو، بولو کیا چاہتے ہو، مال، علم یا حکومت۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی الٰہی مجھے صرف علم چاہیے، اللہ نے علم دیا، علم کی برکت سے حکومت بھی مل گئی مال بھی مل گیا، دنیا غلط سمجھی ہے شاید محض گھروں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کا نام منزل اور مرتبہ اور منصب ہے، فرمایا نہیں یہ طریقہ کسی اور کا ہے، میں نے جو اپنے حبیب کو طریقے، سلیقے سکھلائے تھے جس کے لئے بھیجا تھا وہ کچھ اور بات ہے فرمایا:

علمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماo

اور اس مفہوم کی بے شمار آیات کو ہم نے تجھے پڑھایا ہے ہم نے آپ کو حکم دیا ہے ہم نے آپ کو علم سکھایا ہے، علم اس لئے نہیں سکھایا کہ آپ پڑھ کر گھر بیٹھ جائیں، روشنی کے لئے اپنے ہی اہتمام کے لئے بیٹھے رہنا بلکہ آپ کے دنیا میں آنے کا مقصدِ وحید یہی ہے کہ "**یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم**" کہ میرا نبی تو جا ان ان پڑھوں کو پڑھا ان کو قرآن سکھا، جب قرآن سیکھ لیں تو ان کے دماغ کو بھی روشن فرما۔ محض تسبیح پڑھنا پڑھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام نہیں تھا، صرف تقدس مآب شخصیت بن کر پیری چمکانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام نہیں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیری بھی یہی تھی، آپ کی مسندِ ارشاد بھی یہی تھی، کبھی میدان جنگ میں ہیں، کبھی مسجد میں ہیں اور مسجد نبوی یونیورسٹی کی شکل پیش کر رہی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسا شاگرد لوگ کہتے ہیں اور یہ سچ ہے کہ تیس تیس دن تک یہ کہیں روٹی مانگنے نہیں جاتا، بھوکا، پیاسا پڑا ہے مسجد نبوی کے اندر، کسی نے کہا ابو ہریرہ یہاں سے اُٹھ پیٹ کے لئے روٹی بھی تلاش کر، اگر کھانا نہیں ملتا

تو درختوں کے پتے لے کر کھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رو پڑے، کہنے لگے مجھے بھوک نہیں لگی ہے۔ کہتا ہے کہ ڈر ہے کہ میں یہاں سے جاؤں اور سبق میں ناغہ ہو جائے، جو اس جنون سے پڑھتے ہیں اس دیوانگی سے پڑھتے ہیں۔ میرے نبی کو رب نے پڑھایا آگے میرے نبی نے پڑھایا تعلیم دی حق ادا کر دیا ہے۔ سینوں کے اندر بھٹیاں سُلگا دی تھیں میرے نبی نے سینوں کے اندر طوفان اُٹھا دیئے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ! آپ کو ایک حدیث کی خبر ہوئی کہ فلاں بھائی کے پاس یہ حدیث ہے میرے نبی کی۔ وہ شام میں رہتا ہے، آپ نے سپیشل اونٹ خریدا ایک حدیث کی طلب کے لئے، ایک ملک سے دوسرے ملک گئے، کئی مہینے لگے کسی نے کہا یہ سفر اتنا طویل کیوں طے کر رہے ہو۔ کہا نبی کی ایک حدیث کے لئے سفر کر رہا ہوں۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کی جا رہی ہیں ایک حدیث کے لئے جن کو میرے نبی نے لگن علم کی لگائی تھی ان کا راتوں کو جاگنا بھی علم کے لئے ہوتا تھا۔

امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ تہجد افضل ہے، نوافل افضل ہیں یا علم کی طلب افضل ہے۔ فرمایا جب سے پڑھانے لگا ہوں ہر وقت شاگردوں کو یہی کہتا ہوں تہجد کا وقت ملتا ہے ملے، نہیں ملتا تو نہ ملے لیکن نبی کے دین کا علم حاصل کرو، گلی گلی میں پھیل جاؤ، تہجد صرف تمہیں فائدہ دے گی لیکن علم سے کوچہ کوچہ روشن ہو جائے گا۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا منصب یہی تھا ''**یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم**'' قرآن پہلے پڑھنا، گلی گلی میں پہنچانا اور اس کا شوق پیدا فرمانا۔ صحابہ کو کتنا ذوق تھا علم کا، یہ عبداللہ بن عباس سے پوچھو۔

حضرت عبداللہ بن عباس بصرہ کے گورنر تھے، ایک غلام تھا مگر علم پڑھا عالم بنا جب وہ آپ کی خدمت میں آتا ہے نام ہے ابو العالیہ، مشہور محدث ہیں غلام ہیں کسی عورت نے خریدا تھا، اس نے جا کے بھرے بازار میں آزاد کیا تھا کہ

اے جوان ہم نے تجھے آزاد کیا ہے جدھر چاہے جا، اس نے کہا غلام ہوں، کون مجھے پناہ دے گا۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جُرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

کہیں پناہ نہ ملی آخرکار ایک استاد کے دوارے جا بیٹھا استاد نے کہا روٹی نہیں ملے گی میں نے کہا بھوکا رہوں گا۔ استاد نے کہا کپڑا نہیں ملے گا اس نے کہا میں برہنہ رہ لوں گا لیکن علم تو پڑھاؤ گے۔ فرمایا میں علم پڑھتا رہا محنت کی، راتوں کو دن بنا ڈالا، دیوانوں کی طرح میں نے علم کے موتی چُنے۔

ایک وقت وہ تھا کہ ایک عورت بازار میں کھڑے ہو کر کہہ رہی تھی، رفیع بن مہران میں نے تجھے آزاد کیا، ایک وقت وہ تھا وہی بصرہ تھا، حضرت عبداللہ تخت پہ بیٹھے تھے، نیچے تخت کے قریشی بیٹھے تھے، جب میں تخت کے قریب ہوا بصرے کا گورنر کھڑا ہوتا ہے مجھے اُٹھ کے چھاتی سے لگاتا ہے پکڑ کے ساتھ بٹھاتا ہے اور کہتا ہے ''اجلا لا للعلم'' ہے تو تو غلام کا بیٹا لیکن تیرے علم نے مجبور کر رکھا ہے کہ ہم تخت پہ تجھے ساتھ بٹھائیں اور یہ کون ہے جو تخت پہ ساتھ بٹھا رہا ہے، یہ کوئی معمولی شخص نہیں یہ میرے نبی کا چچا زاد بھائی بھی ہے، صحابی بھی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس اسی کا نام ہے۔ ایک غلام ہے جس کو ایک عورت نے بھرے بازار میں آزاد کیا تھا آج اس کی یہ شان ہے اور قریشیوں نے جب نظریں اُٹھائیں تو حضرت عبداللہ بن عباس نے خود فرمایا، فرمایا تم لوگ بچھڑ گئے پیچھے رہ گئے، علم اسی طرح عزت عطا کرتا ہے چھوٹوں کو اُٹھاتا ہے بڑا بناتا ہے، فرمایا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر کھڑے ہو کر میرا استقبال کرتے ہیں۔ عمر میں میں چھوٹا رہا لیکن علم کے موتی میں چنتا رہا، ساری دنیا آدھی رات کو سوتی تھی میں لوٹا اُٹھا کر آقا کے انتظار میں کھڑا ہوتا تھا کہ آدھی رات کو علم کا کوئی موتی مل جائے۔

نہ سونے سے سونا ہی بن گئے اہل دل
اس لئے سوتا ہوں میں ایک نوحہ گر کے پاس

یاد رکھو میرے بھائیو اب وقت آچکا ہے یہ زمین آسمان صدا دے رہے ہیں۔ یہ وقت کے لمحے صدا دے رہے ہیں، اُٹھو وہ پرانیاں سستیاں چھوڑ دو۔ اب وقت صدا دے رہا ہے کہ ابو حاتم رازی کی طرح میدان میں نکلو، بخاری کی طرح گلی گلی کی خاک چھانو مگر تمہیں خاک چھاننے کی ضرورت کیا ہے۔ جب سودا گھر میں ملے، سب کچھ گھر میں مل رہا ہے ورنہ پرانا وقت یاد کرو علم کے موتی آسانی سے ہاتھ نہیں آتے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر پوچھو ایک استاد نہیں کتنے استادوں کو ڈھونڈ کر پڑھا، یہ تو ہاتھ اُٹھا کے ان کو دعائیں دو جنہوں نے یہ مدرسے بنائے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خواجہ حمید الدین ناگوری فرماتے ہیں جو بھی پیر بنے، پیر بننے سے پہلے علم حاصل کرے جو علم حاصل نہیں کرے گا شیطان کا کھلونا بن کر مر جائے گا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ تھے، شیخ سراج، قریب آئے سرکار مدت ہو گئی آتے جاتے سرکار کرم فرماؤ۔ مولانا فخر الدین رازی بھی سفارشی بن کر آئے سرکار خلافت دو۔ آپ نے فرمایا فخر الدین جب تک علم کی تکمیل نہیں ہو گی تیرے حکم کی تعمیل نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ میں جاہل کو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ میں علم میں ادھورے کو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ خلافت کا حقدار وہی ہو گا جو میرے نبی کے علم کو پڑھ کر آئے گا۔ میرے نظام الدین نے فرمایا کہ اگر جاہل خلیفے بنیں تو دنیا کی تباہی یقینی ہو جائے گی فرمایا تجھے خبر نہیں علم کی قدر کیا ہے، فرمایا یہ تو فرید الدین گنج شکر سے پوچھے جن کے پیدل چلتے چلتے پاؤں میں آبلے پڑ جاتے تھے، پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تھے پھر پاکپتن کو

جاتے تھے، تھکتے نہیں ہیں، اس فرید کے بارے میں حضرت جلال الدین تبریزی نے فرمایا ایک دن کپڑے پھٹے ہوئے تھے بابا فرید کے، کہا فرید یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ آپ مسکرانے لگے کہا تبریزی میں بخارے میں پڑھتا تھا تو کیا جانے میرا کیا حال تھا سات سال میں علم پڑھتا رہا مدرسے میں رہا لیکن میری غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ہاتھ پھیلاؤں، کوئی دینے آیا میں نے جھڑک دیا، میرے پاس ایک چادر تھی اسی چادر کو لپیٹ کر مدرسے میں جاتا، سات سال تک میں نے ایک پھٹی چادر میں گزارا کیا میں نے اس طرح نبی کا علم حاصل کیا۔

شب غم کی سختیاں کوئی اس سے جا کے پوچھے
تیری راہ تکتے تکتے جسے صبح ہو گئی

ہم کیا جانیں کہ یہ علم کا موتی اس طرح سستا ہاتھ نہیں آتا سستیوں سے ہاتھ نہیں آتا، اس طریقے سے ہاتھ نہیں آتا کہ جب چاہا جاگ لیا، جب چاہا سو لیا، ہرگز نہیں۔

امام بخاری سے جا کر پوچھو فرماتے ہیں کہ گیارہ سال کی عمر تھی علم کی طلب میں نکلے ایسا بھی وقت تھا خود جا نہیں سکتے ماں ہاتھ پکڑ کر لیے پھرتی ہے کبھی اس استاد کے پاس، کبھی اس استاد کے پاس، کبھی اس مدرسے میں کبھی اس مدرسے میں، گیارہ سال کے تھے کہ بخارے سے چلے مصر تک گئے گلی گلی کی خاک چھانی ہے۔ در در کی خاک چھانی ہے اور حیرت یہ ہے کہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ایسا بھی وقت آیا کہ کپڑے پھٹ گئے ایک کپڑا تھا چوروں نے چرا لیا، دو دن تک بخاری استاد کے پاس نہیں آیا۔ استاد نے طالب علموں کو بھیجا کہ پتہ کرو اس دیوانے کا، آئے طالب علم تو آپ بیٹھے ہیں جھونپڑی کے اندر جو ایک عورت کی جھونپڑی تھی رو رہے ہیں، یاروں نے پکڑا ارے یہ چیتھڑے لپیٹے کیا کر رہا ہے۔ بخاری کی آہ نکل گئی کہا یار دو دن ہو گئے وہ چادر کوئی چور لے گیا جو لپیٹ کے آتا تھا، اب اتنا کپڑا بھی نہیں ہے کہ جسم پہ لپیٹ کے مدرسے آتا۔ لیکن صدقے

جائیے طالب علموں نے چندہ جمع فرمایا کپڑا فراہم ہوا، بخاری مدرسے میں آیا، ایک وقت وہ ہے کہ ایک چادر نصیب نہیں ہے لیکن اے میرے نبی کے دین تو سرفراز رہے شالا آباد رہے اس بخاری نے دیوانوں کی طرح علم حاصل فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ چھ لاکھ حدیث نوک درزبان کر ڈالی ہیں اور ایک وہ وقت آیا کہ نبی کے علم سے نبی کی حدیث سے پیار کی حد ہے، جب بخاری شریف کی تالیف کا وقت آیا، تو جناب امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ نے نو ہزار مرتبہ غسل فرمایا، اٹھارہ ہزار نوافل ادا فرمائے، سولہ سال لگے ایک بخاری مرتب ہوئی، یہ آسانی سے سلسلے ہاتھ نہیں آتے یہاں تو گلی گلی، کوچہ کوچہ، نگری نگری، تن بدن کا ہوش نہیں بلکہ میرے فرید کی زبان میں کہ:

تتی تھئی جوگن چودھار پھراں ہند، سندھ، پنجاب تے مار پھراں
سُنج بر شہر بازار پھراں متاں یار علم کہیں سانگ سبب

گلی گلی میں جانا پڑتا ہے کنڈا کنڈا کھٹکھٹانا پڑتا ہے بیگانوں کو اپنا بنانا پڑتا ہے۔

امام شافعی سے پوچھو علم کی قدر کیا ہے، فرماتے ہیں غریب تھا میں مسکین تھا میں، اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ استاد پڑھائیں اور کاغذ لے کر لکھ لوں۔ فرماتے ہیں ہڈیاں تلاش کر کے لے جاتا۔ لوگ کاغذوں پہ لکھتے میں ہڈیوں پہ لکھتا۔ استاد کے پاس جاتا کہ مجھے پڑھا دو، استاد کہتا پیچھے ہو کے بیٹھ، میں پیچھے ہو بیٹھتا۔ وہ اوروں کو پڑھاتے رہتے میں پیچھے ہو کر یاد کرتا رہتا، میں طفیلی بن کے بیٹھا رہتا، ایک وقت وہ آیا کہ امام مالک کا نام سنا۔

امام شافعی فرماتے ہیں نام سنا مؤطا کا، مؤطا کے اوراق ڈھونڈے کچھ اِدھر سے کچھ اُدھر سے۔ میں نے پہلے حفظ کر ڈالی، مکے کے گورنر سے رقعے لئے ایک مدینے کے گورنر کے نام اور ایک امام مالک کے نام۔ گورنر مدینہ کے پاس پہنچا تو اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اس نے کہا کہ جس طرح علم بے نیاز ہے اس طرح

مام مالک بھی بے نیاز بنا بیٹھا ہے۔ کیونکہ محبت انتہا میں مشکلیں آسان کرتی ہے یکن اس ظالم کی ابتدا بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ انتہا میں تو پھر رنگ لگتے ہیں یکن ابتداء میں یونہی کانٹے نکالنے پڑتے ہیں، پلکوں سے چلنا پڑتا ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا گورنر کو رقعہ دیا، گورنر میرے ساتھ آیا امام مالک کا کُنڈا کھٹکھٹایا، آگے سے امام مالک نے لونڈی کو باہر بھجوایا، ہم نے کہا گورنر دروازے پہ آیا ہے، آگے بے نیازی کا عالم ہے، نبی کا علم پھر نبی کا علم ہے جب یہ رنگ لگاتا ہے تو امام مالک یوں ہو جاتا ہے کہ گورنر دروازے پر کھڑا ہے جواب آتا ہے کہ گورنر سے کہو کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو لکھ کے بھیجو حل ہو جائے گا۔

کیا تھی پیا حال ظہیر اساں
یوں عشق دے ملک دے میر اساں

اوئے تو نے مصلی نشینی کو کیا سمجھا ہوا ہے تیری کرسی بڑی اونچی ہے گورنر کا عہدہ بڑا اونچا ہے لیکن فقیروں کے دروازے پہ جب آؤ گے تو مُل پاؤ گے۔ خواجہ فرید کہتا ہے۔

تُرے جو دریا نوش ہن آہن قلندر روز و شب
بانجھی خودی تے خودغرض نہ طلب ملک تے مال دی
نہ غرض جاہ و جلال دی مستی خدائی خیال دی

امام مالک نے گورنر کو کہا کہ جا اگر کوئی اہم مسئلہ پہ بات کرنی ہے تو پنج شنبہ کو آنا آج میرے پاس وقت نہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں خود آگے بڑھا ہاتھ جوڑے سرکار معاف فرمایئے گا میں محمد بن ادریس ہوں، عبدالمطلب کی اولاد ہوں، کس ڈھنگ، کس گُر کے ساتھ بولے یہ بھی کہہ سکتے تھے میں قریشی ہوں میں ہاشمی ہوں بلکہ کہا میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں، پتہ تھا کہ یہ نسخہ کام کر جائے گا۔ عبدالمطلب کا نام

کانوں میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نظروں میں گھومی، امام مالک کا دل پسید گیا پتھر پانی بن گیا۔

سر پہ ہاتھ ٹکایا، ماتھے پہ نظر رکھی فرمایا ''اتق الله'' میرے بچے اللہ سے ڈر تو وقت کا امام بننے والا ہے کہا میں تجھے پڑھاؤں گا۔ لیکن کوئی ساتھ پڑھنے والی چیز لے کے آنا۔ تجھے کیا سمجھ آئے گی، محمد بن ادریس بچے نے ہاتھ جوڑ کر کہا سرکار کاپی کی ضرورت نہیں ہے پوری مؤطا حفظ سناؤں گا۔

آج تو سمجھا جاتا ہے کہ پیر وہی ہوتا ہے کہ جو تعویذ پہ تعویذ دے۔ کہیں جا کر اپنی مسند بچھائے، بس کوئی آئے دم چھو فرمائے۔ آج کل تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ پیر وہی ہوتا ہے جو جاہل ہوتا ہے حالانکہ جھوٹ ہے یہ ہمارے جتنے پیر تھے اور الحمد للہ سب منصب نبوت کے وارث ہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی آپ کے بارے میں یاد رکھیں دو حدیثیں نہیں، تین نہیں پوری مشارک الانوار دو ہزار دو سو چالیس حدیث کا پورا مجموعہ آپ کو یاد ہے۔

ایک خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نہیں حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے شیخ محمد فرخ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ستر ہزار حدیث سنداً متناً یاد ہے یہ ہمارے بزرگ تھے۔ محمد عالم طیب علیہ الرحمۃ آپ فرماتے ہیں کہ جب جنون ہوا علم حاصل کرنے کا۔ فرماتے ہیں شرح جامی ملتی نہیں تھی، میں نے شرح جامی ادھاری لی، چار دن کے اندر پوری شرح جامی لکھ ڈالی۔

یہ وہ لوگ تھے جو علم کے پیاسے ہوتے تھے اللہ اکبر قرآن مجید کا حفظ کرنا کتنی مشکل ہے، تین سال، دو سال، چار سال لگ جاتے ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں ایک بوڑھی عورت تھی جب جنون ہوا کہ قرآن پڑھوں گی، ستر دن کے اندر قرآن حفظ کر لیا۔ جب لگن لگتی ہے تو پھر تو میں ایسے کام کر دکھاتی ہیں۔ ایک پرانے بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید لکھنے کو دل کیا تو پورا قرآن

مجید اعراب سمیت، زبر، زیر، شد، مد سمیت تین دن میں لکھ کر میں فارغ ہو بیٹھا۔
یہ ہمارے بزرگانِ دین ہیں کہ علم کی تحصیل کے اندر دیوانہ ہو جاتے ہیں۔

محنت مشقت کی بات دیکھو۔ حضرت امام ابوحاتم رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں پڑھتا تھا تو میں نے نو ہزار میل سفر کیا۔ کیونکہ اس طرح نہیں ہوتا تھا کہ ترمذی بھی ایک ہی جگہ مل جائے، بخاری بھی ایک ہی جگہ پڑھائی جائے، مسلم شریف بھی ایک ہی مدرسے میں پڑھائی جائے، منطق، ادب، فلسفہ سب کچھ ایک ہی مدرسے میں پڑھائی جائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ آباد کرے ان بزرگوں کو جنہوں نے یہ مدرسے بنا ڈالے، یہ تو دعائیں دو غوث اعظم جیلانی کو قطب ربانی کو کہ آپ صبح اُٹھتے، دوپہر تک مدرسے میں بیٹھ کے تفسیر، حدیث پڑھاتے، نبی کے دین کا علم پڑھاتے، دوپہر کو آرام فرماتے، ظہر سے عصر تک خود بیٹھ کے قرآن پڑھاتے۔

فرماتے ہیں سارا دن نبی کے دین کا علم قرآن، حدیث، تفسیر پڑھانا، رات کا وقت آنا سب لوگ سو جاتے، میرے غوث پاک غریب بچوں کے کپڑے اُٹھاتے تالاب پہ جاتے، ارے زمین آسمان والو دیکھو یہ غوث الاعظم جیلانی ہے یہ قطب ربانی ہے، یہ شہباز لامکانی ہے، مدرسے کے طالبعلموں کا دھوبی بنا بیٹھا ہے۔ ہے کوئی پیر ایسا، کوئی استاد ایسا تو بتاؤ؟

حضرت عبداللہ بن مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک آزاد کردہ غلام تھے ان کے پاس فزیل ابن ایاز آیا۔ اس نے کہا حضرت یہ تجارت اب چھوڑ دو، کبھی ادھر بازاروں میں جاتے ہو، کبھی ادھر بازاروں میں جاتے ہو۔ آپ رو پڑے اور کہنے لگے کہ فزیل دل تو کرتا ہے کہ تجارت کو چھوڑ دوں لیکن جب یہ مدرسے کے طالب علم دیکھتا ہوں اور تیرے جیسے درویش دیکھتا ہوں تو پھر کہتا ہوں کہ یہ تجارت کرنی ہی پڑے گی کیونکہ اگر میں نے تجارت چھوڑ دی تو یہ مدرسہ کیسے چلے گا۔ میری تو تجارت اس لئے ہے کہ میرے نبی کے

دین کے سلسلے چلتے رہیں، یہ شعبے پھوٹتے رہیں، یہ چشمے اُبلتے رہیں، یہ رنگ لگتے رہیں، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم ابن ادھم نے فرمایا کہ زمین والو تم خوش ہوتے ہو کہ ہماری دکانیں سلامت رہتی ہیں ہمارے عقل کی وجہ سے، ہماری تجارت سلامت ہے ہماری دانش مندی سے۔ فرمایا اگر میرے نبی کے دین کے طالب علم زمین پر نہ ہوتے تو زمین والے تباہ ہو جاتے۔ یہی درویش ہیں جن کے ذریعے تم کھاتے ہو، یہ علم بھی آسانی سے نہیں ملتا، راتوں کو دن بنانا پڑتا ہے پھر شرف بھی بڑا ملتا ہے۔

اور ذہن میں رکھو بے نیازی کی بات سنو کئی وزیر اعظم حضور ضیا الامت پیر محمد کرم شاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ وزیر اعظم نواز شریف آیا گھنٹوں ملاقات ہوتی رہی کہ سرکار کچھ لے لو، کچھ لے لو، اور یہاں سے جواب آتا ہے کہ کچھ نہیں چاہیے، سرکار کا دیا سب کچھ ہے انہوں نے بار بار کہا سرکار کچھ ادارے کے لئے کچھ دارالعلوم کے لئے لے لیں لیکن آپ نے فرمایا، بعینہ یہی الفاظ تھے کہ اے میاں صاحب جب میرا اللہ اور رسول مجھے دے رہے ہیں تو تجھ سے لینے کی کیا ضرورت ہے جب ان سے ختم ہو جائے گا تو پھر تجھ سے مانگوں گا لیکن وہ بے نیاز ابھی مجھے دے رہا ہے۔

امام مالک کی مسند یاد آجاتی ہے کہ ہارون الرشید آپ کے پاس آیا اور گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے، کہ:

اے نوا پر دازِ گلزارِ حبیب از تو خاہم درس اسرارِ حبیب

کہتا ہے اُٹھو میرے دارالخلافہ میں چلو وہاں ڈیرے لگاؤ، وہاں حدیث پڑھاؤ لیکن جواب ملتا ہے کہ:

مصطفےٰ راچا کرم نیست جز سودائے او اندر سرم
تو می خاہی کہ مرا آقا شوی بندۂ آزاد را مولا شوی

فرمایا میں تیرے دارالخلافہ میں نہیں آؤں گا۔ اگر پڑھنا ہے تو میرے

کوچے میں تجھے آنا پڑے گا۔

امام بخاری بخارے میں بیٹھے ہیں خالد بن احمد حاکم بخارہ آتا ہے امام صاحب میرے گھر تشریف لاؤ۔ پریذیڈینٹ ہاؤس میں آؤ اور مجھے بخاری پڑھاؤ۔ امام بخاری نے فرمایا کہ علم اتنا ذلیل نہیں ہوا کہ بادشاہوں کی چوکھٹ پہ جا کے پڑھاؤں۔ اگر پڑھنا ہے تو میرے گھر آ، یا میری مسجد، مدرسے میں آ۔ بادشاہ رنجیدہ ہوا، کچھ دن گزرے پھر اس نے پیغام بھیجا کہ آپ میرے بچوں کو پڑھانے کو آ تو نہیں سکتے لیکن میرے بچوں کو اپنی مسجد میں پڑھائیں مگر کلاس ذرہ علیحدہ لگائیں۔ بخاری نے جواب دیا فرمایا کہ نبی کا فیض عام ہے یہ خاص نہیں ہو سکتا اگر بچوں کو پڑھانا ہے تو ان غریبوں کی صفوں میں بیٹھنا پڑے گا۔ اس نے کہا آپ بخارے میں نہیں رہ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ:

ارضِ خدا تنگ نیست پائے مانگ نیست

کہ گلاب گلاب ہوتا ہے، جہاں کھلے گا خوشبو پھیلے گی۔ مور کو کسی باغ کی ضرورت نہیں ہے مور کے ساتھ چمن موجود ہے جہاں جائے گا چمن اپنا لگا دے گا، مجھے بھی تیرے بخارے کی ضرورت نہیں ہے جہاں جاؤں گا بخارہ بنا دوں گا۔

یہ لوگ، یہ اللہ والے، یہ پیر، یہ فقیر یہ کتنے بے نیاز ہوتے ہیں ان کو علم کی کتنی لگن ہوتی ہے اور یہ نبی کے دین کو کبھی لالچ میں آ کر نہیں بیچتے، کسی دنیادار کے طالب نہیں ہوتے۔ ان کو علم سے بھی محبت ہوتی ہے اور علم حاصل کرنے والے بچوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ سب سے برابر محبت بھی کرتے ہیں کسی کا دل نہیں دکھاتے۔

دارالعلوم بھیرہ شریف میں ایک دفعہ ایک لڑکا بیمار تھا، وہ اتنا بیمار ہو گیا کہ اس کی حالت یہ ہو گئی کہ اس کے کپڑوں سے بدبو آنے لگی، وہ بچہ فاضل عربی میں پڑھتا تھا اس کی بیماری کی وجہ سے حالت یہ کہ لڑکوں نے اس سے اپنی چار پائیوں کو ہٹا لیا۔ اب وہ بھی بڑا پریشان ہوا۔ حضور ضیاالامت باہر کسی ملک کے

دورے پر گئے ہوئے تھے واپس تشریف لائے تو عرض کی گئی کہ حضور کرم فرماؤ اور اس بچے کا حال دیکھو۔ اس کو یہ بیماری ہے آپ جلدی جلدی اس کے کمرے میں تشریف لائے، آتے ہی اس کو بوسے دینے شروع کر دیئے، کبھی اس کی پیشانی پہ بوسے، کبھی اس کے سر پہ بوسے، آپ کو چین نہیں آ رہا، عرض کی گئی کہ جناب تشریف رکھیں آپ ابھی سفر سے آ رہے ہیں آپ بھی بیٹھ تو جائیں لیکن آپ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور جو کچھ جیب میں تھا نکال کے اس کے سینے پہ رکھ دیا اور حکم دیا کہ جاؤ ڈاکٹروں کو ادھر ہی بلا کر لاؤ۔ چیک اپ کرواؤ، اس کو دوائی کھلاؤ۔ پھر آپ روزانہ اس کا پتہ کرنے آتے، اس کی غذا گھر سے بھیجتے اور کہا کہ اس کا دل نہ دکھانا اس سے پیار کرو۔ اس کا خیال رکھو، یہ تھی ان کی محبت کہ کسی گھڑی بھی چین نہیں آ رہا کیونکہ روحانی باپ جو تھے، بیٹا چارپائی پہ پڑا ہو اور باپ کو کب چین آوے۔ ان لوگوں کو نبی کے علم سے محبت ہوتی تھی۔ نبی کے علم کو حاصل کرنے والوں سے بھی محبت ہوتی تھی اور ان کو خود علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ کسی نے کتابیں مانگ کر پڑھا، کسی نے استادوں کی تلاش میں کتنا کتنا عرصہ گزارا پھر استاد ملا، کسی نے سات سال ایک چادر لپیٹ کر علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم سے محبت عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلغ المبین

دل کی فضیلت

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین o علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی اله الطیبین الطاهرین واصحابه الهادین المهدیین واولیاء الکاملین وعلماء ملته واهلسنته اجمعین o اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیمo بسم الله الرحمن الرحیمo

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی الله بقلب سلیم o (صدق الله العظیم)۔

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله
الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب الله

دل سوز سے خالی ہے نگاہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے
دلِ بیدار فاروقی دل بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جبتک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دل بری ہے

وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے
میری بجلی میرا حاصل کہاں ہے
مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے
دل اگر بے غبار ہو جائے
حق کا آئینہ دار ہو جائے
تیرے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے
تیرا دم گرمی محفل نہیں ہے
گزر . جا عقل سے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے کہ منزل نہیں ہے

برادرانِ اسلام!

آج کا موضوع ہے دل کی فضیلت، دل کیا ہے، دل کہاں ہے، دل کسے کہتے ہیں اور اس کی اہمیت کیا ہے اور اس کی فضیلت کیا ہے۔

حضرات محترم! اس پوری کائنات میں اللہ نے سب سے اعظم اور اشرف عزت والا انسان کا وجود بنایا۔ انسان کو عزت والا بنایا۔ گویا یوں کہیں کہ اس کائنات اس بزم ہستی کی رونق انسان کے دم سے ہے اور انسان کی عظمت و رونق دل کے دم سے ہے اور دل کی رونق کس سے ہے؟ کائنات کی رونق انسان کے دم سے اور اس کے وجود سے ہے، انسان کی فضیلت دل کے دم سے اور دل کی فضیلت محبت کے دم سے، دل کسے کہتے ہیں؟ طبیب، حکیم، ڈاکٹروں کے نزدیک دل انسان کے جسم میں، انسان کے پہلو میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو اوپر سے گوشت ہے اور اندر سے خالی ہے۔ اس کے اندر کالے رنگ کا خون دوڑتا ہے۔ اس دل کا کام پورے جسم کو خون سپلائی کرنا ہے، اس وجودِ انسانی کو زندہ

رکھنا ہے، پورے وجود کا دل گورنر ہے، سلطان اعظم ہے، صدر گرامی قدر ہے اس لئے کہ اس کا مقام مقامِ صدر ہے۔ "الم نشرح لک صدرک"۔

مقام صدر مقام دل ہے، طبیبوں، حکیموں نے کہا کہ گوشت کا لوتھڑا ہے باہر سے بند ہے اندر سے خالی ہے اس میں کالے رنگ کا خون ہے اور اس میں قدرت کی ریفائنری لگی ہے دل اتنا طاقتور ہے کہ پورے وجود کے اندر خون کو دوڑاتا ہے خون کو جاری وساری رکھتا ہے۔ اس دل کے دم سے ہمارے دم میں دم ہے اگر یہ دل خاموش ہو جائے تو آدمی منٹ میں بے تاب ہو جاتا ہے بلکہ کچھ اور ہی ہو جاتا ہے۔ یہ نازک بھی بہت ہے، نرالا بھی بہت ہے، یہ انتہائی نازک مزاج ہے پھول کی پنکھڑی سے بھی نازک ہے اور ہر لحاظ سے نازک ہے۔

اتنا نازک ہے کہ ذرا سی ٹھیس بھی برداشت نہیں کرسکتا اور اتنا ہی اس کا نظارہ بھی نازک ہے۔ ایک رگ بھی ہلکی سی بند ہو جائے تو انسان کو وخت ڈال دیتا ہے، جن کو دل کا درد پڑا ہے ان سے پوچھیں۔

اللہ دردِ دل سے بچائے اور دردِ دل عطا فرمائے یعنی جسمانی درد سے بچائے اور روحانی درد عطا فرمائے۔ تو اس کا ظاہری نظام یہ ہے کہ معمولی سی چربی اس کی کسی ایک رگ میں آجائے اس کو چین نہیں ہوتا پھر جھٹکے لیتا ہے اور اس غضب کے جھٹکے لیتا ہے کہ آدمی پہ قیامت برپا کر دیتا ہے اور اس قدر نزاکت ہے کہ پھر اس کا علاج بھی بڑا مہنگا ہوتا ہے۔ یہ دل کا ظاہری نظام ہے لیکن اصحاب دل کہتے ہیں کہ جو دل تم کہہ رہے ہو یہ دل نہیں ہے یہ مقام دل ہے۔

سائنسدانوں، ڈاکٹروں، حکیموں نے کہا کہ یہ دل ہے، جو اہل دل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس کو تم کہتے ہو وہ دل نہیں ہے بلکہ یہ مکانِ دل ہے۔ یہ دل نہیں یہ دل کا مکان ہے دل کوئی اور ہی جان ہے۔

دل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ دل جو دھڑکتا ہے یہ اس دل کا کمرہ ہے جس دل کی ہم بات کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ وہ دل نہیں ہے یہ اس دل کا گھر

ہے، جان ہے، جہان ہے، مکان ہے، وہ کوئی اور چیز ہے فرمایا وہ لطیفۂ ربانی ہے وہ چیز روحانی ہے جو خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔ وہ سراسر نور ہے تیری نگاہ سے وہ دور ہے تو اس کو دیکھنے پر مجبور ہے۔ اور اس دل کی وجہ سے سارا نظام چل رہا ہے۔

آپ کو پتا چل گیا کہ جو دل ہے وہ ہے مسلمان، وہ ہے بادشاہ اور باقی پورا جسم اس کے چھوٹے چھوٹے اعضا بھی اس کے چھوٹے چھوٹے نوکر ہیں، اس کے خدمتگار ہیں، خدمت گزار ہیں وہ ان سب کا سلطان ہے یہ سب نوکر اس دل کے ہیں، دماغ نوکر دل کا ہے، ہاتھ خدمت گار اسی دل کے ہیں۔ یہ سب اسی کے ماتحت ہیں، وہ دل چاہتا ہے تو آنکھ دیکھتی ہے، وہ دل چاہتا ہے تو کان سنتا ہے، وہ دل چاہتا ہے تو پاؤں حرکت میں آتا ہے، وہ دل چاہتا ہے تو دماغ سوچتا ہے، اگر وہ نہ چاہے تو دماغ سوچنے کے قابل نہیں، آنکھ دیکھنے کے قابل نہیں، ہاتھ اُٹھنے کے قابل نہیں، پاؤں چلنے کے قابل نہیں، یہ زندگی کا پورے کا پورا کھیل اسی دل کا ہے اسی لئے کسی نے کہا۔

مجھے ڈر ہے دلِ زندہ تو مر نہ جائے
کہ زندگی عبادت ہے تیرے جینے سے

اے میرے دل اللہ کرے تو زندہ رہے تو مر گیا تو آنکھ دیکھتی نہیں اور کمال یہ ہے کہ اسی دل کا دوسرا آسان نام روح ہے۔ روح اور دل کا رشتہ ایسا ہے جیسے گلاب اور اس کے عرق کا ہے یا جیسے گلاب کے عرق اور اس کی خوشبو کا رشتہ ہے۔ ایسے ہی دل بھی سمجھ نہیں آتا، بلکہ روح تو کچھ کچھ سمجھ آجاتی ہے، بس اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ یہ دل ہے، یہ نور ہے، حقیقت میں جانتا رب غفور ہے۔

برادران اسلام! پھر کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دل کو فضیلت یہ بخشی کہ اللہ نے عرش کو بہت بلند فرمایا جس کو عرشِ عظیم کہتے ہیں اور رب کی تعریف کرتے ہیں۔ "**وھو رب العرش العظیم**" اور رب کریم نے عرش کو عظیم

بنایا اور اس کو مقرب فرشتوں کے حوالے فرمایا پھر رب نے جنت کو بہت حسین بنایا مگر رضوان کو اس کا پاسبان بنایا، رب نے پھر جہنم کو بڑا ڈراؤنا بنایا اور مالکِ جہنم فرشتے کو اس کا دربان بنایا لیکن جب ہمارا دل بنایا تو اس میں خود ڈیرہ لگایا، رب نے نہ عرش پہ ڈیرہ لگایا نہ جنت میں ڈیرہ لگایا، نہ کہیں اور ڈیرہ لگایا۔ کسی کو کسی کے حوالے فرمایا لیکن جب دل بنایا تو فرمایا ''نحن اقرب الیه من حبل الورید''۔ دل کی یہ فضیلت ہے کہ محبت کا جب قطرہ اُٹھا، عرش کو دیکھا ادھر سے گزر گیا، شہباز محبت اُڑا لوح کو دیکھا، لوح کو دیکھ کر گزر گیا، قلم کو دیکھا گزر گیا، جنت میں آیا گزر گیا، شہباز محبت اللہ کی محبت کا شہباز جب فردوس کو دیکھا گزر گیا، جنت کو دیکھا گزر گیا، حوران، غلمان کو دیکھا گزر گیا، آسمان کو دیکھا گزر گیا، سدرۃ المنتہٰی پہ آیا گزر گیا لیکن جس وقت انسان کے قریب شہباز محبت آیا تو اُتر گیا ہر مقام کو دیکھا تو گزر گیا جب انسان کو دیکھا تو اُتر گیا، ڈیرہ لگا دیا۔ ظاہر ہے کسی قابل ہے تو ڈیرہ لگایا ہے اس لئے یہ دل بڑی فضیلت والی شے ہے۔ اس کو سب سے پہلے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ قرآن دل کے بارے مین کیا کہتا ہے اس کی اہمیت اور فضیلت اللہ کے نزدیک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''ما جعل الله لرجل من قلبین فی جوفة''۔ کہ اللہ نے کسی آدمی کے جسم میں دو دل نہیں بنائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو دل کیوں نہیں بنائے کیا اللہ تعالیٰ کے کارخانوں میں، اللہ تعالیٰ کی صنعت میں کوئی دلوں کی کمی تھی۔ جس کی شان یہ ہے کہ ''اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون''۔ کہ جب وہ چاہے تو جو مرضی بنا سکتا ہے، پوری کائنات کو پیدا کر سکتا ہے تو کیا اس کے خزانے میں کوئی کمی تھی کہ دو دل نہیں بنائے۔

سوال یہ ہے کہ آنکھیں بنائیں تو دو، ہاتھ بنائے تو دو، پاؤں بنائے تو دو، کان بنائے تو دو، انسان کا جوڑا بنایا تو دو یعنی خاوند بیوی لیکن جب دل بنایا تو کیوں ایک بنایا حالانکہ بہت قیمتی شے ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایک دائیں ہوتا اور

ایک بائیں کہ اگر ایک فیل ہو جاتا تو دوسرا جاری ہو جاتا، ایک ختم ہو جاتا تو دوسرے سے کام لیا جاتا کیونکہ گردے بھی دو بنائے ہیں۔

اللہ نے فرمایا کہ ہر چیز کو دو دو بنایا لیکن دل میں نے جان بوجھ کر دو نہیں بنائے۔''ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ'' اس کا جواب یہ ہے کہ۔''قلب المومن عرش اللہ'' فرمایا کہ تو نہیں جانتا یہ جو دل کا جہاں ہے یہ کسی ایک ہستی کا مقام ہے خود بھی ایک ہے اس کا مقام بھی ایک ہے اس کا ٹھکانہ بھی ایک ہے۔ یہ تقاضا تھا کہ میں بھی ایک ہوں، میرا گھر بھی ایک ہونا چاہیے۔

صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''این اللہ'' اللہ کہاں ہے۔ اس کا پتہ کیا ہے اس کا اڈریس کیا ہے، وہ کہاں ملتا ہے، اس کی بستی کدھر ہے ''این اللہ'' ہمارا اللہ کہاں ہے۔ عرض کی کہ ''وفی الارض اوفی السماء'' کہ زمین میں ہے یا آسمان میں ہے۔ صحابہ کرام نے جب یہ سوال کیا تو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں ہے۔ عرض کی سرکار پھر اللہ کہاں ہے، فرمایا میرے پیارے صحابہ اللہ اپنے پیارے نرم دل والے بندے کے دل میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے یہ سوال کیا کہ ''این اللہ'' اللہ کہاں ہے۔ عرض کی کہ اللہ زمین میں ہے یا آسمان میں ہے اللہ کہاں ہے، فرمایا ''فی قلوب عبادہ المومنین'' فرمایا کہ اپنے ماننے والوں کے دل میں ہے اسی لئے کسی نے ٹھیک کہا۔

عرض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے
ایک میرا ہی دل ہے جہاں تو سما سکے

زمین میں یہ طاقت کہاں، آسمان میں یہ وسعت کہاں، آسمان کی وسعتیں کم ہیں سمندروں کی پہنایاں تنگ ہیں۔ اے اللہ تیرے عجیب رنگ ہیں، نہ

زمین پہ سمایا، نہ آسمان پہ سمایا، نہ زمین کے سینے پہ ڈیرہ لگایا۔ اللہ کریم نے انسان کے دل میں ڈیرہ لگایا اور خود فرمایا۔ ''فی انفسکم افلاتبصرون''۔ اوئے تو اندھا کیوں ہو گیا ہے کبھی اِدھر ڈھونڈ رہا ہے، کبھی اُدھر ڈھونڈ رہا ہے۔ فرمایا کیوں اِدھر اُدھر بیگانوں کے گھر ڈھونڈ رہا ہے۔ یہ قرآن کی آیت ہے ''وفی انفسکم'' کہ وہ تمہارے اندر ہے۔ تمہاری ذاتوں میں ہے یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ وہ مقامات جہاں بڑے بڑے محدث، بڑے بڑے محقق نہیں پہنچ سکے جہاں اللہ اور اس کے رسول کے عاشق پہنچے ہیں قرآن کریم کا یہ اشارہ کتنا پیارا کہ شاہ حسین مادھولال حسین نے کہا۔

آپ نوں پچھان بندے
جے تیں اپنا آپ پچھا تا رب دا ملن آسان بندے

اور یہی علامہ اقبال نے کہا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

اپنا گھر نہ ڈھوکڈائیں ودی جگ دے گھر ڈیندھی ایہہ ایہہ گھر کدھا
آپ کوں ڈیکھ تے آپ چا ڈیکھ اول ہی من وچ کون بلیندا

اپنے اندر کبھی نہ دیکھا، اپنے گھر کبھی نہ دیکھا، دوسروں کے گھر پھیرے لگاتا ہے۔ اسی لئے اس نے کہا کہ ''وفی انفسکم'' کہ اوئے وہ تمہارے اندر ہے۔ ''افلا تبصرون'' آنکھیں کیوں نہیں کھولتے، دیکھتے کیوں نہیں ہو۔ حضرت خواجہ غلام فرید وہ صوفیوں کا امام فرماتے ہیں ہر بازار میں یہ سودا بکتا نہیں۔

وفی انفسکم راز انوکھا لو دلیتم ملیا ہوکا
سمجھ سنجانو عالم لوکا

دوسری منزل یہ قرآن نے خود بولا ''نحن معکم'' تم جہاں ہوتے ہو ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمارا ایک طبقہ نیا پیدا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ رب

صرف عرش پہ ہے بلکہ انہوں نے تو ایسے فلسفے گھڑے ہیں کہ اللہ عرش پہ بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا گیا کہ کیسے بیٹھے ہوا ہے۔ ان کو کہتے ہیں توحید والے جن کی زبان پر بدعت، شرک کی مصیبت رہتی ہے۔ ان کو کوئی عقل نہیں ہے کہتے ہیں کہ اللہ عرش پہ بیٹھا ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ''لیس کمثله شئ '' وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا جسم ہے سب اعضاء ہیں۔ علامہ اقبال نے یہی کہا:

عرش پہ خدا کو بٹھا رکھا ہے واحد نے
وہ خدا ہی کیا جو بندوں سے احتراز کرے

وہ خدا ہی کیا ہے جو بندوں سے دور ہے ہمارا خدا کون ہے جس نے کہا ''نحن معکم'' نبی پاک کو دوسرے سپارے میں بولا ''اذاسئلک عبادی'' مدنی جب میرا پتہ تجھ سے لوگ پوچھنے آئیں یہ نہ بولنا کہ میں چھٹے ساتویں آسمان میں ہوں بلکہ ''اذا سئلک عبادی'' جب میرے بندے میرا پتہ تجھ سے پوچھیں تو بولنا ''فانی قریب'' کہ میں نہیں ہوں تم سے دور، میں ہوں تمہارے نزدیک مگر تم نہیں دیکھتے کہ یہ تمہارا اپنا ہے قصور۔ یہ سمجھو کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

اسی لئے حضرت خواجہ فرید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

نحن اقرب راز انوکھا وھو معکم ملیا ہوکا
سمجھ سنجانو عالم لوکا ہر روپ وچ عین نظارہ

فرمایا ''نحن اقرب الیه من حبل الورید'' اللہ کہاں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ ہم اس بندے کی شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہ نہیں فرمایا قریب فرمایا بہت زیادہ قریب، شہہ رگ سے بھی قریب ہیں فرمایا میں نہیں ہوں دور، میں ہوں حضور۔ اب میں کیا کروں تمہاری آنکھوں کا ہے قصور۔ کیونکہ اگر تیرا دل زندہ ہوتا تو تجھے میرا بھی پتہ ہوتا۔ تیرا دل مر گیا ہے تو جیتی بازی ہار گیا ہے، اقبال نے کہا:

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

تیرے پہلو میں دم ہے دل نہیں ہے، تو سانس لے رہا ہے تو چل پھر رہا ہے تو کھا پی رہا ہے، تو کام کر رہا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں زندہ ہوں تو لوگوں کے نزدیک زندہ ہے ہمارے نزدیک تو مردہ ہے کیونکہ تیرا دل جو مردہ ہے، تیرے پہلو میں دم ہے دل نہیں ہے۔

پہلے فرمایا "نحن اقرب" دوسری منزل ہے، دوسری آیت ہے آگے فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں اب بھی کوئی شک رہ گیا ہے تم ہمارے ساتھ نہیں ہوتے لیکن ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔

اس کا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ تم نے کبھی سمجھا ہی نہیں، تم نے کبھی محسوس کیا ہی نہیں اگر تمہیں کچھ بھی ہمارا ساتھ ہوتا، کچھ بھی ہمارا پاس ہوتا۔ اگر ہمیں تم اپنے پاس سمجھتے تو معاملہ کچھ خراب نہ تھا۔ اسلئے کہ وہ تمہارے ہر جگہ ساتھ ہوتا ہے خواجہ فرید نے فرمایا کیسے سمجھو گے۔

نحن اقرب راز انوکھا وھو معکم ملیا ہوکا
سمجھ سنجانو۔ عالم لوکا ہر روپ اچ عین نظارہ

آگے فرمایا۔

وفی انفسکم سرالٰہی لو دلیتم فاش گواہی
ہر صورت وچ رانجھن ماہی کیتا ناز دار ڈھنگ نیارا

یہ وہ آیاتِ بینات ہیں جو دکھاتی رب کی ذات ہیں مگر ہر کسی کے حصے میں نہیں آتیں اسی لئے کہتے ہیں کہ:

کیا افلاک، اقول، عناصر کیا متکلم، غائب، حاضر
سب جا نُور حقیقی ظاہر کون فرید غریب وچارہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب

بیٹھے آپ سے فیض پایا اور کئی قسم کا فیض پایا اور آگے لوگوں کو فرمایا کچھ تو مدنی نے وہ عطا فرمایا جو ہم نے تم کو بتایا کچھ وہ علم عطا فرمایا کہ جس کے بتانے نہ بتانے کا اختیار عطا فرمایا، کچھ وہ علم عطا فرمایا کہ اگر ہم دنیا کے سامنے دو باتیں بول دیں سارے مسئلے کھول دیں تو دنیا والے ہمیں ذبح کر کے رول دیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لو دلیتم" جو کچھ ہمیں سمجھایا گیا ہے وہ ہم نے تمہیں بتا دیا ہے کچھ وہ ہے کہ اس میں اختیار ملا ہے کچھ وہ ہے کہ اگر ہم بتا دیں تو دنیا والے چھریاں رکھ کے گلے کاٹ ڈالیں۔ یہاں آ کے چپ ہو جاتی ہے کیونکہ معاملہ آگے چل کے اوکھا ہے۔

یہ دل کی فضیلت ہے کہ "فی قلوب عبادہ المومنین" اللہ اپنے مومن بندوں کے دل میں ہے اسی لئے فرمایا کہ دل اگر ہے تو قیامت میں بھی خیر ہے، مشکل میں بھی خیر ہے، بشرطیکہ دل آباد ہے، فرمایا:

"یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کا دن جب آئے گا بیٹے چاہے بارہ ہوں گے کوئی فائدہ نہیں۔ اگر مال پہاڑوں جتنے ڈھیر ہوں گے تو ذرہ فائدہ نہیں۔ یا اللہ پھر فائدہ کس کا، فرمایا کہ فائدہ اسے ہوگا۔ "**الا من اتی اللہ بقلب سلیم**" کہ جو دل بچا کے لائے گا قیامت کے دن بھی تر جائے گا اور اگلی آیت میں فرمایا کہ کفار کو رب نے سزا دی، کیا ان کے سر پھوڑے، ان کی روٹی بند کی، فرمایا ناں۔

"ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ"

فرمایا سب سے پہلے سزا یہ دی کہ ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں، انہیں اندھا کر دیا، کفر کو بھی سزا دی تو کیا کیا، معاملہ پھر بھی دل کا، دل پہ مہر لگی، ماتھے پہ مہر نہیں لگی، ناک پہ نہیں لگی، دل پہ مہر لگائی۔

یہ جو منافق ہیں ان کا مرض دماغ کا مرض نہیں، پیٹ کا مرض نہیں یہ

مرض منافقت کا ہے، کس کا ہے فرمایا ''فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا '' ان کے دلوں میں مرض ہے، کفر ہے تو مرض دل کا، نفاق ہے تو مرض دل کا یہ سارا معاملہ ہے دل کا اللہ اکبر اسی لئے فرمایا کہ اگر مرض ہے تو دل میں، کفر ہے تو دل میں، بے چینی ہے تو دل میں۔ ''الا بذكر الله تطمئن القلوب'' چین بھی دل کو بے چینی بھی دل کو، اضطراب بھی دل میں، خراب بھی دل میں، عذاب بھی دل میں، ثواب بھی دل میں، کامیاب ہوتا ہے تو دل، ناکام ہوتا ہے تو دل۔

''قد افلح من زكها وقد خاب من دسها''

فرمایا جس نے دل کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہے جس کا دل خراب ہو گیا وہ ناکام ہے، وہ برباد ہے۔ تو کامیابی بھی دل کی، ناکامی بھی دل کی، بات ہے ساری دل کی۔ بلکہ آگے فرمایا ''ما كذب الفواد مارعٰی '' معراج کی رات تھی رب اور رسول کی ملاقات تھی۔ آنکھ نے دیکھا تو شک میں پڑ سکتی تھی کہ پتہ نہیں کس کو دیکھ رہی ہوں۔ پیچھے سے حضرت دل نے کہا گھبرا نہیں یہ وہی ہے، آنکھ دیکھتی ہے تو شک بھی کرتی ہے، پیچھے اُحد کمشنر دل کھڑا ہوتا ہے جس پہ مہر لگا دیتا ہے وہ درست، جس سے مہر ہٹا دیتا ہے وہ غلط۔ معراج کی رات میرے نبی نے رب کو دیکھا، پیچھے گورنر دل بولا فرمایا تو ٹھیک دیکھ رہی ہے اسے مولا کہتے ہیں۔

جب معراج کی رات آئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلایا، فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل نکالا، فرشتوں نے دیکھا دیکھ کے کہنے لگے واہ یہ دل بھی عجیب دل ہے۔ ''قلب سديد '' یہ دل بڑا مضبوط دل ہے۔ یہ نبی کی ذات کا دل ہے یا کل کائنات کا دل ہے۔ ''فيه عينان '' او جبریل دیکھ تو سہی اس دل میں تو دو آنکھیں ہیں اس نے کہا او یار ادھر بھی دیکھ اس میں دو کان بھی ہیں اور آنکھیں دیکھ رہی ہیں، کان سن رہے ہیں یہ نبی کا دل ہے۔

یہ آج پہلو میں میرے دل ناشاد نہیں
کس کو دے آئے کہاں بھول گئے یاد نہیں

دل ہے لیکن دل ہر کسی کا برابر نہیں وہ نبی کا دل اور دل کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فانھا لاتعمیٰ الابصار لکن تعمیٰ القلوب التی فی الصدور ٥

کہ دیکھتا بھی دل ہے، اندھا بھی دل ہے۔ اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے تو بندوں کے دل کو نہیں پھاڑتا اللہ تعالیٰ کیا سزا دیتا ہے۔ فرمایا جب بندے اللہ سے غافل ہو جاتے ہیں، جب اللہ کو چھوڑ جاتے ہیں، رشتے پیار والے توڑ جاتے ہیں۔ "**فانھا لاتعمیٰ الابصار**" اللہ بندوں کی آنکھیں اندھی نہیں کرتا۔ "**ولکن تعمیٰ القلوب التی فی الصدور**" سینے میں بسنے والے دل کو اندھا کر دیتا ہے۔ سزا پاتا ہے تو دل، جزا پاتا ہے تو دل، روتا ہے تو دل، مسکراتا ہے تو دل، یہ ہے دل، یہ ہے عجیب دل، ہر چیز اسی پہ، سارا دارومدار اسی پہ، اسی لئے میرے نبی نے فرمایا قرآن کی آیت ہے۔ "**انا فی ذلک لذکر لمن کان له قلب**" فرمایا کہ نصیحت وہی پائے گا جو صاحب دل ہے جس کا دل نہیں اس کو نصیحت کیسے۔ وہ مردہ ہے مردے کو نصیحت نہیں ہے۔

؎ یہ دل وہ دل نہیں یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں

جو نہ تڑپے زیر خنجر وقتِ قتل
کشتۂ تسلیم ہے بسمل نہیں

سمجھتا بھی دل ہے سمجھاتا بھی دل ہے، سکھ پاتا دل ہے، دُکھ اٹھاتا دل ہے، راہ دکھاتا دل ہے، بھٹکاتا دل ہے، یہ بھٹکائے نہ، آنکھ بھٹکے نہ، یہ بھٹکائے نہ ہاتھ اُٹھیں نہ۔ میرے سچے رسول نے بولا فرمایا "**اذا صلحت**" جب یہ سنور جائے تو انسان کی کائنات سنور جائے اگر یہ اُجڑ جائے تو انسان کی کائنات اُجڑ جائے۔

پیار کرتا دل ہے انکار کرتا دل ہے، لوگوں کو بلاتا دل ہے، دھکے لگاتا دل ہے، کیوں کہ رب نے اپنے نبی کو بولا۔

"فبما رحمة من الله لنت لهم ولو کنت فزاً غلیظ القلب لن فضوا من حولک"

میرا نبی اگر تو نرم دل والا نہ ہوتا تو پروانوں کا ہجوم نہ ہوتا اگر تو نرم دل نہ ہوتا تو میرا محبوب یہ مجمع عاشقان نہ ہوتا۔ یہ بزم ہجوم نہ ہوتا، یہ جو ہجوم ہے خلق کا یہ بتاتا ہے کہ تیرے پاس نرم دل ہے اس کا مطلب ہے کہ نرم دلی بھی بڑی چیز ہے۔

اللہ کو چند قسم کے دل پسند ہیں فرمایا ایک تو ہو نرم دل۔ عرض کی وہ کیسے فرمایا "رحمآء بینهم" وہ نرم دل جو اپنوں سے پیار کرے ہر مومن سے پیار کرے۔ دوسرا سخت دل فرمایا حق اور اپنے مومنوں میں نرم ہو لیکن جب ابوجہل کے سامنے آئے تو سخت دل ہو۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

فرمایا نرم دل پسند ہے اور سخت دل پسند ہے آگے فرمایا صفا دل پسند ہے۔ عرض کی صفا دل کیا فرمایا جس میں یقین ہو، جس میں شک کے کانٹے نہ ہوں۔

"واعبد ربک حتی یاتیک الیقین" سجدہ کر تو یقین سے، نماز پڑھ تو یقین سے، سنی بن تو یقین سے، اللہ کو مان تو یقین سے، نبی کو مان یقین سے، آخرت کو مان یقین سے، قرآن کو پڑھ یقین سے، اللہ والوں کو مان یقین سے، کیونکہ اقبال کہتا ہے کہ بے یقینی سے موت بہتر ہے، بے یقینی سے اچھا ہے کہ بندہ مر جائے، اور جس دل میں یقین ہے وہ دل محبوب رب العالمین ہے۔

فرمایا جانتے ہو ابراہیم کے ساتھ ہماری یاری کیوں تھی، یا اللہ سوہنی شکل ہو گی، یا اللہ اس کے گال چمکتے ہوں گے، گلاب جیسا اس کا رنگ ہو گا، تجھے بڑا

پیارا ہو گا، اس نے فرمایا ناں، وہ میرے گروہ میں سے تھا میرے مجمع میں سے تھا، وہ حلقۂ یاراں سے تھا، یا اللہ اس میں کیا خاصیت تھی فرمایا سن۔

"ان من شیأته لا براھیم اذ جاء ربه بقلب سلیم"

فرمایا ہمیں ابراہیم خلیل اللہ کی صورت بھی پیاری ہے اس سے یاری ہے، لیکن ہماری دوستی کی وجہ کیا تھی فرمایا: "**اذجاء ربه بقلب سلیم**" اس کا دل یقین سے بھرا ہوا ہے وہ صاحب دل ہے وہ حقیقت میں یقین والا دل ہے۔

آپ کو پتہ نہیں کہ ہم پیر کے پاس گئے اس نے ہاتھ پہ ہاتھ ٹکایا اس نے سر کو جھکایا پتہ نہیں اس نے نظر کو کہاں لگایا، بعد میں پتہ چلا کہ یہ جو الا اللہ، الا اللہ کی ضرب لگا رہا تھا۔ یہ سوئے ہوئے دل کو جگا رہا تھا، یہ ضربیں، یہ رات کی تلاوتیں، یہ رات کو آنسو، یہ تہجد، یہ نماز، یہ رکعات، یہ سب دل کے لئے ہے، ذکر کرتے ہیں تو دل کے لئے، نماز پڑھتے ہیں تو دل کے لئے، نماز پڑھتے ہیں تو دل کو کیوں کہتے ہیں کہ سائیں توں مدینے میں ہے لوگ کہتے ہیں تو میرے سینے میں ہے۔ فرمایا تجھے پتہ نہیں یار کی صورت ایک نگینے میں ہے۔ وہ نگینہ تیرے سینے میں ہے یوں سمجھ کہ تو مدینے میں ہے۔ یہاں تک کہ قرآن جو اللہ نے نازل فرمایا تو اللہ نے اپنے نبی کے سر پر نازل نہیں فرمایا، دماغ پہ نازل نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ "**نزله علی قلبک**" قرآن بھی نازل فرمایا تو دل پر، پھر فرمایا کہ اگر کوئی گناہ کرے گا نقصان ہاتھوں کا نہیں بلکہ اس کا داغ دل پہ لگے گا۔ جھوٹی گواہی، حرام کھایا، کسی کو ستایا، تو اثر نہ ہاتھ پہ آیا نہ پاؤں پہ آیا، یا اللہ یہ اثر کس پہ پڑے گا فرمایا۔

"ولا تکتم الشھادة ومن یکتمھا فانه اثم قلبه"

ہر بُرائی کا اثر دل پہ پڑے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے سامنے بات چیت کر رہے تھے، یا اللہ تو کیسے زندہ کرتا ہے، تو کیسے مارتا ہے، فرمایا تجھے میرے مارنے زندہ کرنے پہ یقین نہیں ہے۔ کہا ایمان تو ہے فرمایا پھر، عرض کی

یا اللہ ایمان تو ہے لیکن میں ذرہ دل کو مطمئن کر رہا ہوں۔ معاملے ہر جگہ اسی دل کے اور اگر رعب ڈالو تو رعب دماغ پہ نہیں پڑتا۔ فرمایا" **سنلقی فی قلوب الذین کفر الرعب**"۔

تین سو تیرہ سپاہیوں کے سامنے جو آئے تو رب نے رگڑا جو چڑھایا تو ان کے دل کو گھبرایا۔ اوئے کمزور عبداللہ بن مسعود جو آیا تو انہوں نے ابو جہل کو پھڑکایا اور دو بچوں کو رب نے بھجوایا تو انہوں نے ابو جہل کو رگڑا لگایا۔ اصل میں رب نے اابوجہل کے دل کو چھوٹا کر دیا، بچوں کو بڑا کر دیا یعنی ان کو دلیر کر دیا، ان کو شیر بنا دیا۔ ابو جہل کے دل کو لومڑی کا سا دل بنا دیا وہ گھبرا گئے مسلمان چھا گئے۔

ہم جاتے ہیں کعبے کا طواف کرتے ہیں ارد گرد گھومتے ہیں، حجر اسود کو چومتے ہیں، مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعت پڑھتے ہیں، غار ثور پہ جاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیوں کو تک تک کے آتے ہیں ہم مدینے جاتے ہیں تو مدینے والوں کے آثار، کبھی جبل اُحد گئے، کبھی جبل قبا گئے، کبھی جبل ثور گئے، کبھی سرکار کے روضے پہ آئے کبھی جنت البقیع میں گئے، نشانیاں دیکھیں شعائر دیکھے اس کا اثر کیا ہوا، اس کا اثر کس پہ ہوا فرمایا:

"من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب"

جنہوں نے ان پتھروں کی، ان پہاڑوں کی عزت کی، تعظیم کی تو رب کا قرآن کہتا ہے کہ وہ دل کے پرہیزگار ہیں، جس نے تعظیم نہیں کی وہ دل کے غدار ہیں۔ انکار غار حرا کا مولوی نے کیا، غدار مولوی نہیں غدار اس کا دل ہے۔ اوئے تعظیم اس نے غار ثور کی نہیں کی، بدعت بدعت کرتا رہا، رب کہتا ہے کہ اس کا دل غدار ہے۔ جس نے پہاڑ کو تعظیم سے چوم لیا اس کی راہوں میں گھوم لیا تو اس کا دل پرہیزگار ہے۔ غدار بھی دل ہے، پرہیزگار بھی دل ہے۔ زخم کھاتا دل ہے سکون پاتا دل ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر کسی نے اوپر سے کلمہ

پڑھا صدا آئی فرمایا۔

"ولکن قولوا اسلمنا ولم یدخل الایمان فی قلوبکم"

ایمان ابھی تمہارے دل میں داخل ہوا نہیں تم مسلم ہو تم مومن نہیں ہو۔

کلمہ تو پڑھ رہے تھے، نمازیں پڑھ رہے تھے، مومن نہیں کہلائے کیوں؟ فرمایا دل میں ایمان لاؤ تو مومن بنو۔

یہاں تک کہ دعا بھی رب نے منگوائی تو یہ نہیں فرمایا روٹی مانگ فرمایا یہ دعا مانگ "ربنا لاتزغ قلوبنا "مولا میں تیرا عاجز نیاز مند بندہ ہوں، مجھ پہ کرم کرنا میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا میرے دل کو میلا نہ کرنا، میرے دل کا خیال رکھنا، نفس شیطان کے حوالے نہ کرنا، مولا اک نازک دل ہے جو میرے پاس ہے، یااللہ اس پہ نظر رکھنا اور فرمایا "ولا تجعل فی قلوبنا غلا" عرض کرو میرے پروردگار میرے دل میں میل پیدا نہ کرنا، دل کو کالا نہ کرنا۔

؎ دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے اُس نوں یار پچھانے ہُو

مولا منہ کالا ہو تو کوئی بات نہیں میں بلالی ہو جاؤں گا لیکن میرے دل کو کالا نہ کرنا یہی تو سوغات ہے۔ اسی لئے قائم میری ذات ہے، یہ تیری دی ہوئی بارات ہے۔ اسی لئے فرمایا میرے بندو، جب بھی انسان قرآن سنے، نماز پڑھے، اچھی بات سنے، جذبہ پیدا ہوتا ہے، دماغ میں نہیں بلکہ دل میں۔" انما المومنون اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم " سارا مسئلہ دل کا اور فرمایا جو میرے محبوب کے غلام ہو گئے تھے جو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم بنے، جو عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم بنے ان کا میں نے امتحان لیا تھا مولا کس چیز کا امتحان۔ فرمایا ان کی سچائی کا، یااللہ پیپر تو نے ان کے ہاتھوں سے لیا فرمایا۔"اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم "ہم نے ان کے دل کا امتحان لیا اور جن لوگوں نے میرے نبی کے لئے اپنے رشتے دار چھوڑ دیئے سارے رشتے توڑ دیئے جو وطن چھوڑ آئے، جو چھوٹے چھوٹے بچے قربان کر آئے، بیوی بچوں کو چھوڑ آئے، جنہوں نے دیس کو پردیس

بنا ڈالا، اے اللہ انہیں تو نے کیا دیا، کوئی باپ چھوڑ آیا کوئی بچے چھوڑ آیا، کوئی ماں چھوڑ آیا، وہ پردیسی ہو گئے تو نے ان کو کیا دیا فرمایا۔

''اولئک کتب فی قلوبھم الایمان ''فرمایا ہم نے ان کے دل میں ایمان لکھ دیا۔ اگر ایک درویش ایک ہو یمن، ایک ہو پاکپتن میں، ایک کا لاہور میں ایک مشرق میں ایک مغرب میں۔ اگر ان کے دل مل جائیں تو انہیں ایک جگہ سمجھو۔ ایک بیٹھا ہے ہند میں، ایک بیٹھا ہے سندھ میں، ایک بیٹھا ہے بلوچستان میں دوسرا بیٹھا ہے کاغستان میں ان کے دل اگر ملے ہیں تو ان کو ایک جگہ سمجھ، اگر دل نہ ملیں چاہے ایک صف میں بیٹھے ہوں ایک گھر میں وہ رہ رہے ہوں، ایک چارپائی پہ دو بیٹھے ہیں تو اگر دل نہ ملے تو انہیں ملا ہوا نہ سمجھ، یہ ایک دوسرے سے دور ہیں فرمایا ''تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتا''۔

یہ شرق، غرب کی تمیز اُٹھ جائے گی اگر دل سے دل مل جائے تو کلی دل کی کھل جائے گی۔ اگر دل نہ ملے تو اگرچہ ایک کمرے میں رہنے والے دو بھائی ہیں تو اس طرح سمجھو کہ صدیوں دور بیٹھے ہیں۔

فرمایا معاملے سارے دل کے، اچھائیاں ساری دل کی، برائیاں ساری دل کی، مسئلے سارے دل کے، دل سنور گیا تو انسان سنور گیا، اگر دل اجڑ گیا تو انسان اجڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر الٰہی اور ذکر رسول سے دل کو آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلغ المبینo

شان حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين ٥ على سيد المرسلين وسيد العالمين. سيد الاولين والاخرين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الهادين المهديين واولياءه الكاملين وعلماء ملته واهلسنته اجمعين ٥ اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم٥ بسم الله الرحمن الرحيم٥

انما يريد الله عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا٥

(صدق الله العظيم)

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دارِ چار یارم تابہ اولادِ علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول
لب پھول دہن پھول زکن پھول بدن پھول

برادرانِ اسلام!

آج اللہ کے فضل و کرم سے اور اس کے احسان سے عالم اسلام کی اس عظیم ہستی کو خراج عقیدت پیش کرنے لگے ہیں جس کو یہ شرف حاصل ہوا کہ روحِ

زمین پر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا شجر لگایا تو جس ہستی کو سب سے پہلے اسلام کی سعادت نصیب ہوئی، عورتوں میں بھی، مردوں میں بھی کوئی بھی، روح زمین پر میرے نبی کا کلمہ پڑھنے والا نہ تھا۔ اس معاملے میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے جس شخصیت کو میرے نبی کا سب سے پہلے کلمہ پڑھنا نصیب ہوا، سب سے پہلے میرے نبی کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، اور جس شخصیت کو رب نے یہ عزت بخشی کہ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ الزہرہ، حضرت طیب، طاہر، قاسم، عبداللہ جتنی آخری نبی کی اولاد تھی سب کی سب رب نے اسی کی جھولی میں ڈال دی۔ وہ ہستی جس کے بارے میں تمام علمائے ملت نے کہا کہ جس نے سب سے پہلے نبی کا کلمہ پڑھ کر نبی پر ایمان لا کر لوگوں کے لئے ایک سنت قائم کی۔

اب چاہے علی کلمہ پڑھے، چاہے صدیق کلمہ پڑھے، ان سب کا ثواب اسی ہستی کو ملے گا۔ چاہے فاطمہ کلمہ پڑھے، چاہے عائشہ صدیقہ کلمہ پڑھے، ابوبکر پڑھے، عمر پڑھے، عثمان پڑھے، بلال پڑھے۔ قیامت تک جتنی مخلوق اللہ کو مانتی رہے گی سب کا ثواب جمع ہو کر اس ہستی کے کھاتے میں جمع ہوتا رہے گا۔

اس ہستی کا نام ہے محسنۂ کائنات حضرت سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ تو میں نے ان کا ذکر اس محفل میں کیوں منتخب کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ستم ظریفی سمجھیں یا ہماری کم علمی سمجھیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ کا ذکر تو ہم کثرت سے کرتے رہے، حسن حسین کا ذکر کرتے رہے لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ شاخوں کا ذکر ہوتا رہا، پھلوں کا ذکر ہوتا رہا، پھولوں کا ذکر ہوتا رہا لیکن جس جڑ نے فاطمۃ الزہرہ جیسی کلی کو جنم دیا اس کا ذکر نہ شیعوں نے کیا نہ سنیوں نے کیا کتنی بڑی ستم ظریفی رہی لیکن اللہ نے پھر بھی یہ شرف بخشا تو ہمیں بخشا۔ انشاء اللہ اس جڑ کا ذکر سنیں گے۔ ظاہر ہے جس کی نمود کا نام فاطمۃ الزہرہ ہے اس کی اصل کی شان کیا ہوگی۔

برادران اسلام ویسے تو ہمارا ایمان ہے کہ نبی پاک کے دامن سے لگنے والے کانٹے بھی پھول ہیں۔ حضور کے قدموں سے لگنے والے ذرے بھی موتی ہیں۔ یہ ہمارا ایمان ہے جن کو میرا نبی اپنا کہہ دے وہ ہماری آنکھوں کا نور ہے، ہمارے دل کا سرور ہے، ہمارے دل ان کی محبت سے بھرپور ہیں۔ بلا امتیاز کوئی بلال جیسا کالا ہے ہمارے لئے صبح کا اجالا ہے ہم کسی کا امتیاز نہیں کرتے ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ تمہیں کس کس نے چاہا ہے اور تم نے کس کس کو چاہا ہے۔ ہمارے نزدیک معیار اور میرٹ ہمارے نبی کی ذات ہے جو بھی اس کی گلی میں آیا ہے جس کو میرے نبی نے اپنا بنایا ہے جس پر میرے نبی کا سایہ ہے وہ ہر بندہ ہماری آنکھ کا تارہ ہے، یہ ہمارا ایمان ہے لیکن کچھ لوگ وہ تھے جن کو ڈائریکٹ اللہ نے چنا تھا لیکن منصب اور مرتبہ برابر نہیں ہے جتنی دیر جسے ہوگئی اتنی لیٹ وہ ہو گیا۔ پہلی صف میں بیٹھنے والوں کی شان کچھ اور ہوتی ہے، دوسری صف میں آنے والوں کی شان کچھ اور ہے پھر جو بالکل امام کے سامنے آ کر بیٹھے اس کی عظمت کچھ اور ہوتی ہے، حضور کی تمام گھر مبارک میں آنے والی بیبیاں ام المومنین ہیں۔ امہات ہیں لیکن کچھ کی انوکھے قسم کی صفات ہیں ان سب میں تمام کی چوٹی کے اوپر جس کا قدم ہے وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔ ویسے تو قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی ازواج مطہرات ہیں سب کے بارے میں ایک ہی فیصلہ دیا فرمایا۔

"النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امھاتھم"

فرمایا نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے "**وازواجه امھاتھم**" جتنے بھی اس دنیا میں اہل ایمان ہیں یہ تمام اپنی ان ماؤں پہ قربان ہیں "**وازواجه امھاتھم**" نبی کی تمام بیویاں، تمام ازواج ہر بندہ مومن کی ماں کا درجہ رکھتی ہیں بلکہ ماں ہیں، تو جس طرح بندہ اپنی ماں کا احترام کرے اس سے بڑھ کر نبی کی زوجہ کا احترام کرو اور ماں ایسی تمام مومنوں کی مائیں اور مائیں پھر

عورت کے لحاظ سے تو برابر ہوتی ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں رب نے فرمایا ناں۔ جو عورت چاہے صدیق کی بیٹی، چاہے عمر کی بیٹی، چاہے خویلد کی بیٹی، اس وقت وہ تمام عورتوں جیسی تھی، جب تک ماں باپ کے گھر میں تھی لیکن جب سے اس نے پردہ اُٹھایا، لباس تبدیل فرمایا اور اپنا قدم میرے نبی کی چوکھٹ کے اندر ٹکایا، رب نے پوری کائنات سے اونچا مقام عطا فرمایا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"یانساء النبی لستن کاحد من النساء انتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا"

فرمایا اے نبی کی بیویوں بغیر واسطے کے، بغیر وسیلے کے رب ڈائریکٹ بول رہا ہے۔ "یانساء النبی لستن کاحد من النساء" آگے فرمایا "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا" آج ان تمام آیتوں کو اکٹھے پڑھ کر یہ بھی پتا چل گیا کہ نبی کی تمام بیویاں اہل بیت ہیں۔ ساری نبی کی خواتین اہل بیت ہیں فرمایا۔ "یانساء النبی لستن کاحد من النساء"۔ اے میرے نبی کی بیویوں تم پوری کائنات میں بے مثال ہو، کوئی دنیا کی عورت چاہے شہنشاہ کی بیوی ہے۔ چاہے کوئی ملکہ معظمہ ہے، تمہارے بال کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتی۔ تمہارے قدموں کی خاک کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا، کسی کو کوئی اونچا بولے، کسی کو کوئی اونچا بولے، کسی کو کوئی مرتبے والا بولے لیکن ان کی شان کتنی ہوگی جن کو بے مثال رب بولے "لستن کاحد" کوئی کائنات میں عورت تمہارے جیسی نہیں ہے تم پوری کائنات میں مرتبہ جدا رکھتی ہو۔

یہ مرتبہ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ملا ہے اور یہاں تک فرمایا کہ اگر دنیا کی کوئی بھی عورت ہے اس سے نکاح حرام نہیں ہو سکتا سوائے ان رشتوں کے جن سے نکاح حرام ہے۔ باقی کوئی بزرگ عورت ہو چاہے وقت کی ولیہ ہو، وقت کی غوث ہو، وقت کی قطب ہو اس سے کسی کا نکاح

ناجائز نہیں لیکن فرمایا۔ ''ولا ان تنکحوا ازواجه ابدا''۔ جو عورت میرے نبی کی دہلیز کے اندر آ جائے میرے نبی کے نکاح میں آ جائے اس عورت سے کوئی بھی مرد دنیا کا نکاح نہیں کر سکتا، کبھی نہیں کر سکتا، ہمیشہ تک نہیں کر سکتا، کیوں فرمایا میرے نبی کے نکاح میں جو آ گئی وہ میرے نبی کے حرم میں آ گئی۔ وہ اس طرح محترم کہلا گئی جیسے ماں ہے یہ قرآن کی آیتیں انہی کی عظمت کے گیت گا رہی ہیں۔ ان کی عظمت کے گُن گا رہی ہیں نبی کی بیویوں جیسا، نبی کی ازواج جیسا کوئی نہیں۔ اب پوری کائنات میں مخصوص ہیں ازواج مطہرات اور ازواج مطہرات میں سے۔

''افضل نساء اهل الجنة خديجة الكبرىٰ''

فرمایا جنت میں جتنی بھی بیبیاں جائیں گی، سب سے افضل، سب سے اعلیٰ جس کو نبی نے سنبھالا، اور جس کو بنایا رب نے نبوت کا رکھوالا، جس نے پیا سب سے پہلے نبی کی محبت کا پیالہ، وہ کون ہے وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہے اور باقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری جنتی خواتین اسلام ہیں وہ ساری کی ساری کسی نہ کسی طریقہ سے نبوت کے عصر میں آئیں۔ نبوت کے سائے میں کسی نہ کسی شکل میں آئیں لیکن حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اس وقت دنیا میں آئیں جب میرا نبی بھی دنیا میں نہیں آیا تھا۔

بھائی بہاروں میں پھول کھلتے ہی رہتے ہیں چمن کے اندر گل مہکتے رہتے ہیں مزہ تو تب ہے کہ ہر طرف کانٹوں کا راج ہو، ہر طرف خزاں کا راج ہو، ہر طرف کانٹے ہی کانٹے ہوں، وہاں کوئی پاکیزگی کی سرتاج ہو کمال تو اس کا ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاس رہی ہیں تو اتنا بڑا کمال نہیں ہے، نبوت کے سائے میں ہیں صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، کوئی عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور پھر عمر میں بھی کم ہیں اور فاطمۃ الزہرہ اگر پاکیزگی کی پیکر رہی تو نبی کی بیٹی ہے۔ اگر سیدہ زینب عفت و عصمت کا پیکر تھی تو نبی کے گھر میں ہے لیکن کمال اس کا ہے کہ

گلی گلی میں شراب کے پیالے چھلک رہے تھے۔ صرف کعبے میں تین سو ساٹھ بت پوجا جا رہا تھا۔ ہر طرف عورتیں اپنی عفت و عصمت کو بیچ رہی تھیں، بے غیرتی کا بازار سجا تھا اس ماحول میں کوئی طاہرہ کہلائے تو بات بنے۔ کمال تو اس کا ہے کہ اس ماحول میں نہ بت کو سجدہ کرے نہ کفر کی غلاظت میں ہاتھ گندہ کرے، نہ اس کے عفت کے موتی پہ کسی کی انگلی لگے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا میرے نبی سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں اور اس وقت جب میرا نبی دنیا میں آیا تو رب کہتا ہے۔ ''ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین''۔

دنیا گندگی کے گڑھے میں ڈوبی ہوئی تھی تو جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آئی تھی اس وقت تو اور زیادہ گندگی تھی۔ اپنے محبوب کے آنے سے تو رب نے کچھ نہ کچھ چھڑکاؤ کر دیا تھا کہ میرا محبوب آ رہا ہے لیکن خدیجہ کے وقت تو وہ چھڑکاؤ بھی نہ تھا۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واحد وہ عورت تھیں جن کا لقب تھا طاہرہ اور دور جہالت، جاہلی دور میں طاہرہ ہونا بڑی بات تھی اور پھر طاہرہ ایسی کہ پوری زندگی ایک شادی ہوئی وہ دنیا سے چل بسے۔ دوسری شادی ہوئی وہ بھی دنیا سے چل بسے۔ پھر بیوگی کے ایام آئے، تنہائی کی راتیں آئیں۔ ایک ہوتا ہے کہ غریب عورت ہے، مسکین عورت ہے لیکن عقل بھی ہو اور شکل بھی ہو اور ذہن بھی ہو، دولت بھی ہو۔ پھر اونچا محل بھی ہو اور آگے نوکروں چاکروں کی قطاریں بھی ہوں۔ خاوندوں کی دولت بھی گھر میں اور ابا جان بھی بڑھاپے کی وجہ سے پوری باگ ڈور اُٹھا کے اس عاقل، بالغ، ذہین بیٹی کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ اب مکے میں سب سے بڑی تاجرہ تھیں، مکے میں جتنے بڑے بڑے تاجر تھے، سب سے بڑی تاجرہ، تجارت بھی کرتی ہیں اور اونٹوں کی قطاریں اور یہودی بھی نوکر، عیسائی بھی نوکر، مشرک بھی نوکر، کافر بھی نوکر۔

جس کے صحن کے اندر نوکروں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں اتنی دُھن دولت وافر ہے اور اونٹوں کی قطار، مہار اندر مہار اور اتنا بڑا وسیع کاروبار لیکن پھر بھی

راضی ہے اس سے پروردگار کہ دامن زندگی پہ دھبے کا نشان نہیں ہے ورنہ دولت تو بڑوں بڑوں کے مزاج بدل دیتی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

ہم نے دیکھا ہے کہ دولت کے حسین شانوں پر
لوگ بڑے آرام سے غیرت کو سُلا دیتے ہیں

دولت کے اوپر غیرت کے سودے ہزار بار ہوئے اور دولت اس ظالم شے کا نام ہے کہتے ہیں کہ:

ہم نے دیکھا ہے دولت کو مصر میں
ستم ظریف پیغمبر خرید لیتی ہے

دولت اس بلا کا نام ہے جو نبیوں کو بھی خرید لیتی ہے لیکن اس کو دوسرے معنی میں نہ سمجھنا، اسی دولت نے خریدا یوسف کے حسن کو، دولت یوسف جیسے کنعانیوں کو بھی خریدتی ہے۔ اگر لگ جاتی بولی مکے میں تو کوئی بعید نہ تھا عقل بھی تھی، شکل بھی تھی، دولت بھی تھی، ثروت بھی تھی، نوکر بھی تھے، کاروبار بھی تھے، بیوپار بھی تھا لیکن اس بی بی کی عزت پہ قربان کوئی جاہل، کافر، کوئی مشرک بھی انگلی نہ اُٹھا سکا۔ یہ نہیں ہوسکتا اتنے بڑے گھرانے کے پاس رشتہ تو آیا ہوگا۔ لیکن جتنے بھی بڑے سردار کا رشتہ آیا، بی بی نے اپنے جوتے کی نوک سے ٹھکرایا۔

لیکن جو وقت فراغت کا آیا وہ فضول باتوں میں نہیں بتایا بلکہ مصلّٰی اُٹھا کر جہالت کے دور میں بھی کعبے میں ڈیرہ لگایا۔ ایسی پاکباز بی بی جب تنہائی کے دن تنہائی کی راتیں آتیں تو جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نوکر خدیجہ کا مصلّٰی کعبے کے ایک گوشے میں بچھاتے اور بی بی اپنی راتیں، اپنے دن، اپنے غم، اپنے الم، اپنی تنہائیاں ان کو جا کر اپنے رب پاک کے گھر میں گزارتی۔ رب کے نام پہ بتاتی، اتنی بڑی دولت والی بی بی، اتنی عقل، شکل والی بی بی نکاح کسی سے نہیں کرتی۔ دنیا منتیں کر کے رہ گئی بڑے بڑے سرداروں کی جوتیاں پھٹ پھٹ کے ٹوٹ گئیں، آتے جاتے ٹوٹ گئیں لیکن نگاہ محبت کو نہ اُٹھایا، نہ کہیں پر اپنے سر کو

اٹھایا، نہ ہی سر کو جھکایا، لگتا ہے عرش پر رب نے کوئی اور پروگرام بنایا۔ کتنے خریدار آئے حسن خدیجہ کو خریدنے۔

آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں
گرم ہے مصر کا بازار تیرے کوچے میں

اتنی تو یوسف کی بھی بولی نہ لگی، لیکن یہاں آنے والے پلٹ کے جانے والے تھے، بی بی نگاہ نہیں اُٹھاتی، باپ کہتا ہے میری بیٹی پہ پہاڑ جیسی جوانی کیسے کٹے گی، کیا کمی ہے تیرے پاس بول کہا ابا جان۔

لگتا نہیں ہے دل اجڑے دیار میں
یہ کائنات سہی سہی ہے دل نہیں لگتا

ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں

فرمایا میں شادی نہیں کروں گی، تو اللہ تعالیٰ نے مکے میں ایک چاند نکالا، ہو گیا ہر سُو اُجالا، جس کو عبداللہ کے پیاروں نے سنبھالا، کفر کے اندھیرے میں سویرا ہو گیا۔ میرے پیارے نبی مکے میں آئے اور ادھر اچانک خواب سجنے لگے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اچانک بیٹھے بیٹھے سوئیں، اونگھ آئی، خواب آیا، بڑا لاجواب آیا، باثواب آیا، بے حساب آیا، لگتا ہے کہ کرم رب الارباب آیا، بی بی کی آنکھ میں خواب آیا کہ اللہ نے ایک آفتاب عرش سے نازل فرمایا۔ ایک سورج رب نے آسمانوں سے نازل فرمایا۔ سیدھا بی بی کے صحن چمن میں آیا اور اس آفتاب نے، سورج نے اپنا اجالا جو پھیلایا، تو دنیا کے کونے کونے میں اجالا نظر آیا، بی بی کی آنکھ کھلی حیران، سرگردان، ادھر اُدھر جائے دھیان کہ اے حسن میں تیری کرنوں پہ قربان یہ کون سا تھا جہان، کدھر میری آنکھ جا کے لگی۔ اس وقت ایک بزرگ عالم تھے جو عیسائیت اختیار کر چکے تھے اور حضرت

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد تھے، ورقہ بن نوفل نام تھا۔ بی بی اٹھی سیدھی ان کے دوارے، ان کے عبادت خانے کہا السلام علیکم جی وعلیک السلام۔ کہا خیریت ہے بہن کیا ہوا۔ اچانک اس وقت آ گئی ہے، جی خواب دیکھا ہے کہ اک سورج میرے گھر میں آیا ہے، اس نے اجالا جگہ جگہ پھیلایا ہے۔ بولو یہ خواب ہے، یہ وہم ہے، یہ لہروں کا تانا بانا ہے۔ یا کسی سورج نے میرے گھر میں آنا ہے یا یہ محض لہریں ہیں جو میرے گھر سے اُٹھتی ہیں یا کوئی نور کی لہر ہے، جس سے یہ لہر بحر ہے۔ یہ کیا میں نے خواب دیکھا ہے، اس نے آنکھ بند کی، کتاب کو اُٹھایا ورقہ پلٹایا اور بھائی مسکرایا، کہا خدیجہ مبارک ہو آفتاب نبوت تیرے گھر آیا۔

ورقہ بن نوفل نے خواب کی تعبیر بتائی کہا خوش ہو جا، مبارک ہو، خوشخبری ہو تیرے لئے کہ وہ آفتاب نبوت ہے اور لگتا ہے کہ کوئی نبی آنے والا ہے، رب زمین پہ کرم فرمانے والا ہے، پر کیا کیجئے خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ تو تیرے حصے میں آنے والا ہے مبارک تجھے۔ کہا کتھوں ایہو جئے نصیب میرے جو دو مرتبہ ڈولی اُٹھائی گئی پھر چمن اُجڑ گیا اس کی تو آسیں ہی ٹوٹ چکی تھیں۔ اس کی امیدوں پہ تو پہلے ہی پانی پھر چکا تھا۔ وہ تو سارے تانے بانے بُن کے توڑ چکی تھی۔ اس نے کہا اب اس عمر میں کون آئے گا، کہتے ہو کہ حسن کا آفتاب آئے گا۔ اللہ اکبر۔

جے میں ویکھاں تے اوہ ویکھے ناہیں
جے میں نہ ویکھاں تے اوہ ویکھے
کتھوں ایہو جئے نصیب میرے جے
میرے ویکھن دے وچ اوہ ویکھے
ازلوں سڑ گئے بھاگ تتی دے
میڈے لیکھ وچ لگ گئی میخ اے
پر بختا مرنا اس دے راہ تے
بھانویں اوہ ویکھے یا نہ ویکھے

لیکن میرے نصیب ایسے کہاں بھائی کہ میرے گھر رحمت کی برسات آئے۔

تپتے صحراؤں پہ گرجا سر دریا برسا

میرے نصیب کی بارشیں کسی اور چھت پہ برس گئیں، مجھے تو لگتا ہے کہ خزاں میرے نصیب میں ہے تو کہتا ہے کہ اب بہار آئے گی، اب کدھر سے خدیجہ کے گھر میں بہار آئے گی، اب مشکل ہے کہ بہار آئے، کہا تو نے خواب سنایا میں نے تعبیر بولی آگے وہ جانے اور وہ جانے۔ میں نے تو تیرے خواب کا نتیجہ بتایا، اب نصیب دیکھو، وہ جو چاہے تو کٹیا کو بھی آباد کر سکتا ہے، اجڑے دلوں کو شاد بھی کر سکتا ہے، بغیر موسم پھول بھی کھلا سکتا ہے اور اگر رب کرم کمائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے گھر بھی آ سکتا ہے۔

ایک خواب آیا اب دیکھیں تانے بانے ملتے کیسے ہیں۔قدرت ادھر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سوئی ہوئی قسمت جگاتی ہے اور ادھر نشانیوں پہ نشانیاں دکھاتی ہے تا کہ اس کا دل جو بجھا ہوا ہے وہ بھی شگفتہ پھول بن جائے، ادھر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو جگایا، ادھر اللہ نے اپنے نبی کو قریب بلایا، اللہ اکبر، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر گرامی ہوئی جب بارہ سال سے اوپر، تو آپ بکریاں چراتے، کبھی کبھی اونٹ چراتے، صحرا میں جاتے سارا دن بکریاں یا اونٹ چراتے شام کو گھر آتے تو اللہ کی یاد کو سینے سے لگاتے۔ پھر سو جاتے، میرے نبی پاک بکریاں بھی چراتے، کبھی کبھی اونٹ چراتے اور ایک اونٹ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن کا بھی تھا اور حضرت عمار اس کو چرانے کے لئے لائے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا کہ میں اکیلا اونٹوں کو چرا نہیں سکتا کیونکہ جتنے اونٹ جانور آپ کے کھاتے میں آتے ہیں وہ ادھر ادھر منہ نہیں لگاتے ہیں، وہ سیدھا اپنی جگہ سے کھاتے ہیں کہیں آگے پیچھے نہیں جاتے ہیں، نہ وہ دائیں منہ لگاتا ہے، نہ وہ بائیں منہ لگاتا ہے لہٰذا میرے جانور بھی اپنی کھاتے میں لے لو۔

واہ کریم واہ کریم امت دا والی مہر شفاعت کردا
جبریل جیئے جس دے نوکر نبیاں دا سرکردا

واہ میرا نبی جتنے بھی جانور تیرے کھاتے میں لگ جائیں نہ بھٹکتے ہیں نہ بدکتے ہیں۔ عمار نے کہا جناب میرے بھی اپنے کھاتے میں لے لو اور مزدوری آدھی آدھی۔ فرمایا ٹھیک ہے کوئی بات نہیں لگا دے میرے کھاتے اس نے کہا یہ مست اونٹ ہے قابو میں نہیں آتا، فرمایا میرے نام لگا دے اور جب وہ مہینہ بیتنے کو آیا تو مزدوری کا موسم آیا، عمار نے جا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کو بتایا کہ ہم نے کھاتا نصف نصف کر دیا ہے۔ اب میں جو مزدوری لوں گا وہ میرا دوست ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کو بھی دوں گا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آہستہ آہستہ پھیل چکا تھا۔ بی بی نے کہا سنا ہے بڑا پاکباز ہے، کہتے ہیں کہ عفت وعصمت کا شہباز ہے ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس کی زیارت کریں۔

عمار نے کہا کہ جس دن میں مزدوری لینے آؤں گا اس کو بھی تم چاہتے ہیں تو میں ساتھ لے کر آؤں گا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ ابھی آپ جوانی کی دہلیز میں قدم رکھ رہے تھے۔ بیس سال کے قریب عمر گرامی ہوگی یا اس سے زیادہ یا تھوڑی ہوگی۔ اب آپ کو عمار باتوں میں لگا لگا کے لے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ قریب آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو مجھے کہاں لے آیا۔ عرض کی جناب وہ کچھ بقایا لینا تھا۔ فرمایا بقایا لینے ہم نہیں جاتے آپ ہی جاؤ۔ اب جب گئے عمار، بی بی نے کہا ''ایـــــن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' وہ کہاں ہے تیرا یار، وہ کہاں ہے تیرا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا کہ وہ شرماتا ہے، وہ بڑا حیا فرماتا ہے وہ کہیں نہیں جاتا ہے، پتا نہیں کیا ہے اسے۔ بی بی اس وقت چپ رہ گئی سن کر۔ پھر وہ گئی خدیجہ کے پاس اور کہا کہ بہن خدیجہ اس دنیا میں ایک بندہ آیا ہے۔ رب نے پتا نہیں کیسے اسے بنایا ہے۔ اور خدیجہ بہن میں نے ایک مرد کے بارے میں سنا ہے اور میں نے

اسے دور کھڑا دیکھا، میری آنکھوں نے آج تک ایسا پاکباز، شرموں والا دیکھا بھی نہیں۔ لگتا ہے کسی ماں نے ایسا جنا بھی نہیں۔ یہ دوسرا تیر تھا جو دل میں گھر کر گیا، اُتر گیا، خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو وہ پچھلا خواب بھی یاد آیا اور یہ واقعہ بھی کانوں میں آیا، اب قسمت جاگنے لگی، خزاں میں بہار آنے لگی، بی بی آہستہ آہستہ سوچنے لگی، الٰہی کرم فرما، مہربانی فرما تو نے سب کچھ عطا فرمایا لیکن خوشی کا بادل نہیں آیا ابھی بیٹھی فالیں نکالے، کبھی اِدھر قرعے پھینکے، کبھی اُدھر پھینکے کہ پتہ نہیں میرے نام بھی کوئی نکلتا ہے یا نہیں۔

الف آ ماہی تیڈے آون دے میں تے لکھ احسان منیساں
آنداڈیکھ کے تے میں دیساں سجدے تے میں بھج بھج کے قدم چمیساں
ایناں سہیلیاں طعن کریندیاں کوں تیڈا حسن ڈیکھیساں
اج مہمانی مہمان سجن، دی میں تے نکھرا جوبن ڈیساں

فالیں نکالے پھر اپنے آپ کو سنبھالے کہ شاید آئیں خوشیوں کے شوالے، اللہ اکبر اب وہ وقت آیا بی بی نے اپنے جاسوس چھوڑے خبر تو لو اس کی لیکن انہیں خبر بھی نہیں اُدھر خواب ہی خواب۔ اللہ اکبر۔

میرے خواب کی یہ جنتیں کئی بار سج کے اُجڑ گئیں
مجھے بار ہا ہوا یہ گماں کہ تم آرہے ہو کشاں کشاں

اللہ اکبر بی بی بیٹھی اب اپنے گھر میں، نوکر چاکر کاروبار میں اس کو ایک ہی انتظار کہ اس کی خواب کی تعبیر کب آئے گی۔ ادھر ابو طالب روٹی سے تنگ ہونے لگے اور جب بندہ روٹی سے تنگ ہونے لگے تو کبھی نہ کبھی منہ سے کوئی بات نکل ہی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا کہا کہ بھتیجا اب ہاتھ روٹی سے تنگ ہو گیا۔ خدیجہ اتنی بڑی تاجرہ ہے کہ وہ نوکروں کو بھیجتی ہے تجارت کے اوپر مضاربت کے اوپر اور تو بڑا امین ہے دنیا تیرے اوپر بڑا اعتماد کرتی ہے کبھی تو بھی اسے جا کر آفر کر کہ مجھے سامان دے میں جاؤں۔

میرا نبی پھر میرا نبی ہے میرے نبی نے فرمایا کہ میرے چچا یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ میں جاؤں اور میں کسی سے جا کر کہوں کہ مجھے مال دو میں جا کر بیچوں، پھر کہا اچھا چاچا آپ گھبرائیں نہیں اگر وہ خود ہمیں پیغام بھیجے گی، ان کا دل بھی نہیں توڑنا تھا، پہلے تو ہنسے پھر چپ ہو گئے کہا کہ بھتیجے دولت والے خدیجہ کے دروازے پر جھولیاں لے کر کھڑے ہیں، بڑے بڑے تاجر، اور تو تو ویسے بھی نوجوان ہے اتنا بڑا تجربہ کار تاجر بھی نہیں ہے۔ ابھی یہ بات ہوئی، ادھر بات ہوئی لہروں نے سفر فرمایا، خدیجہ نے پیغام بھجوایا کہ ابو طالب اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرم فرماوے اور ہمارے قافلے کے ساتھ جاویں ہم باقیوں کو ایک گنا آپ کو پیش کریں گے دوگنا۔ کرم تو فرماویں، حضرت ابو طالب مسکرائے کہنے لگے اب تو قسمت دروازے پہ چلی آئی ہے۔ واہ میرے بھتیجے عجب شان ہے تیری۔ کہا بھتیجے تیاری کرو، میرے نبی نے تیاری کی کہا میرے چچا خدیجہ کو کہہ دو کہ ہم تمہاری دہلیز پہ نہیں آئیں گے، ہم باہر باہر سے آئیں گے، اب جب تجارت پہ روانہ ہوئے تو راستے میں صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آنے لگیں اور میسرا خوشیاں مناوے اور دل کو بہلاوے کہ واہ کس کا ساتھ نصیب ہوا۔ اب جب بصرہ والا شہر قریب آیا تو میرے مدنی نے ایک بالکل اجاڑ درخت کے نیچے ڈیرہ لگایا، آپ نے ڈیرہ جو لگایا وہ اجڑا درخت جس کی ایک کونپل بھی نہ تھی، پتہ نہ تھا، بس ڈیرہ جو لگایا اس پر بہار کا موسم آیا۔ پتوں سے بھر گیا، بہار اُبل پڑی اچانک درخت سرسبز و شاداب ہوگیا۔ اور جھک جھک کے سلامیاں کرنے لگا۔ آگے راہب کا عبادت خانہ تھا اس نے عبادت خانے کو چھوڑا میرے نبی کی طرف منہ موڑا دوڑتا آیا آ کے سلام فرمایا واپسی جواب آیا کہنے لگا جناب ذرہ ہاتھ تو آگے فرماؤ۔ آپ نے ہاتھ آگے فرمایا تو اس نے پکڑ کے چوم لیا۔ میرے نبی نے فرمایا مولوی صاحب خیر تو ہے۔ مولانا راہب عبادت خانے والیا خیر تو ہے، کہنے لگا ذرہ اور کرم فرماؤ اور پاؤں تو دکھاؤ۔ میرے نبی نے قدم ویسے دکھایا، وہ چٹ پٹ سر قدموں پہ رکھ کے چاٹنے لگا،

چومنے لگا۔ فرید کہتا ہے کہ:

تنہا فرید کو نہیں روح الامین کو بھی
ہے خاک تیرے پاؤں کی منہ پر لگی ہوئی

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ادھر بے قرار، راہب ادھر بے قرار، پتا نہیں کس کس کا چھن گیا قرار۔

کوٹھے تے چڑھ ڈیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھا اک میں کُٹھا ایہہ تے کُٹھا سارا جگ

کسی اور نے کہا:

جس سے طبیعت بڑی مشکل سے لگی تھی
دیکھا تو وہ تصویر ہر اک دل سے لگی تھی

اب جو بھی آتا ہے، کوئی ہاتھ چومتا ہے کوئی قدم چومتا ہے، میرے نبی کو کہنے لگا تھوڑا سارا کرم فرماؤ گے، ذرا سا یہ کُرتا مبارک ہٹاؤ گے، میرے نبی نے کُرتا جو اُٹھایا، فٹ میرے نبی کے کاندھوں سے منہ لگا کر کہنے لگا، مسکرا کر کہنے لگا، ''اشهد ان لا اله الا الله''۔

ساجن مینڈا میں گھر آیا مولا ناڑ تے مینہ چا وسایا
تھیا فرید سہاگ سوایا رانجھن مینڈا میں گھر آیا

خواجہ غلام فرید نے کہا دیکھو راہب بچارا چومے ادھر اُدھر گھومے اور میسرا بچارا قریب ہو گیا کہنے لگا راہب خیر تو ہے کہ آج عبادت خانے چھوڑے ہوئے ہیں۔ کیا ہوا ہے کہنے لگا اوئے دیوانے تو کون ہے کہا میں ان کا نوکر ہوں کہا تو نے کلمہ نہیں پڑھا۔ ارے یہ اس امت کا نبی ہے۔

اس درخت کے نیچے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے اور یہ درخت اچانک سرسبز ہوا، اس کی ٹہنیاں جھکیں اور تو نے غور نہ کیا۔ کہنے لگا میں نے دیکھا، راہب نے کہا کہ دیکھا اور پھر سوچا نہیں ہے یہ نبی ہے۔ اللہ اکبر،

میرے پاک نبی سامان جتنا لائے تھے سارا بکھیرا اور جو بھی تاجر آیا اس نے اسی کی بولی لگائے، جو بولی لگاوے بولی رکنے میں نہ آوے۔ اب جو بولی لگے ایک کہے چالیس دوسرا جھپ جو لگاوے سیدھا کہے اسی۔ اب سارے تکتے رہے جتنے مکے سے آئے تھے۔ جیسے جیسے میرے نبی کا مال بکا، ان کا بھی ساتھ بک گیا۔ ''او لکڑیاں نال لوہا بھی'' پار ہو گیا۔ اب خوشیاں مناویں لیکن سمجھ کسی کو نہ آوے کہ تجارت سے بڑا نفع ہوا۔ ادھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا روزانہ جب سورج صبح کو منہ دکھاتا، چٹائی بچھاتیں اوپر گھر کے چھت پہ بیٹھ کے رستوں پر نظریں جماتیں۔

خدیجہ صبح کو چھت پہ جاوے شام کو حسرتوں کے ساتھ واپس آوے، پتہ نہیں کب آؤ گے۔

ماہی کر گیا وعدہ آون دا
نہ آپ آیا نہ سلام آیا
روگ لگا میری دلڑی نوں
نہ موت آئی نہ آرام آیا

پھر رب نے کرم فرمایا، میرا سوہنا نبی تجارت سے واپس آیا، خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آج پکا ارادہ فرمایا کہ آج ضرور بولوں گی آج ضرور دل کی بات بولوں گی۔ میرے نبی آئے اور مال جو وہاں سے خریدا وہ پہنچایا۔ لیکن یہاں تھوڑی دیر بھی قدم نہیں ٹکایا۔ آ کے چچا کو سلام فرمایا۔ فرمایا بیٹے وہ حصے کا مال نہیں لایا۔ فرمایا چچا وہ آپے پیچھے آیا۔ اب انہیں کیا خبر تھی کہ ہم تو مال ڈھونڈ رہے ہیں قدرت نے لال بھی تیار کر رکھے ہیں، رب کائنات نے قرآن مجید میں فرمایا۔ ''ووجدک عائلا فاغنی''۔

ادھر میرے نبی کی عمر پچیس سال ہو گئی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال ہو گئی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے میرے

پاک نبی کو حضرت نفیسہ کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ جناب اگر کرم فرماؤ اگر مہربانی فرماؤ میں بیوہ ہوں، مجھے آسرا چاہیے، مجھے سہارا چاہیے، سنا ہے بڑے غریب نواز ہو، میرے گھر کوئی رشتہ آوے نہ آوے کرم فرماؤ، میری زندگی، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ کے حوالے ہوگا۔ بس سہارا چاہیے آسرا چاہیے۔ جناب سیدہ نفیسہ نے پیغام میرے مدنی کو سنایا کہ حضور کرم ہو جائے بھرم رہ جائے بیواؤں کا، ورنہ کون بیواؤں کا رکھوالا ہے، بیواؤں کا رکھوالا کوئی نہیں ہوتا۔

میرے نبی نے فرمایا کہ دیکھئے نفیسہ میں اپنے آپ تو کسی کے پاس جاتا نہیں میرے چچا جان جائیں گے۔ اس نے کہا کریم پہلے چند باتیں تو سن لو، تشریف لے چلو چند باتیں سُن لو، میرے نبی نے قدم اٹھایا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دہلیز پہ جب میرے نبی کا قدم آیا۔ اجڑے چمن میں بہار آ گئی، تو میرے نبی کے چہرے سے نور جو نکلا تو ایسے لگا جو آیا تھا جس نے ساری کائنات کو سنبھالا تھا، اس بی بی کو ایسے لگا کہ وہ نور ہے جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ ان کے آنے سے ایسے لگا کہ بہار آ گئی۔

ایک ہی وقت میں ان کے آنے سے تھا
چاندنی کا سماں روشنی کا گمان

کوئی کہنے لگا آفتاب آ گیا، کوئی کہنے لگا مہتاب آ گیا، حضور آئے بی بی نے دو لفظ بولے کہا جناب محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں آپ کی رشتہ دار ہوں، قبیلہ میرا بھی قریش ہے، مجھے سہارا چاہیے مگر آپ جیسا چاہیے، اگر آپ کرم فرماؤ تو میری اجڑی کلیہ آباد ہو سکتی ہے، میرا کریم چُپ کر کے نہ ہاں کی، نہ نہ کی بس ایک رضا کا اشارہ دے کر واپس پلٹ آئے، ابھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، عید کا دن آ گیا، عید کا دن جو آیا، سہیلیاں، دوست، بہنیں، غم خوار ساری اکٹھی ہو گئیں کہ آج عید خدیجہ کے پاس منائیں۔

روایت میں آتا ہے کہ سب ہم جولیاں ساتھ بیٹھی تھیں، خدیجہ کے ساتھ

عید منا رہی تھیں کہ اچانک غیب سے کوئی مرد آیا اس نے ہوکا دیا کہ او مکے کی بیویوں، خواتین مبارک ہو نبی آ رہا ہے۔ غیب سے آواز آئی اور کوئی بندہ آیا کہ مبارک ہو نبی آ رہا ہے اور اللہ تمہیں بلا رہا ہے اور وہ بی بی اپنی قسمت کے اوپر ناز کرے جس کے حصے میں وہ نبی آوے، کوشش کر دیکھو ہو سکتا ہے کسی کا گھر آباد ہو جاوے۔ عورتوں نے جب سنا تو انہوں نے دیوانہ کر کے پتھر مارے، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اُٹھیں اور کونے میں بیٹھ کر رونے لگیں۔ اے رب کریم اس کے مقابلے میں میں کچھ نہیں۔ لیکن خواب بھی مجھے آیا آج اس نے کرم بھی فرمایا لیکن پتا نہیں ہوگا کیا۔ بس اِدھر آنسو گرے اُدھر تقدیر نے فیصلہ کر دیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سوچ رہی ہیں دعائیں کرتی ہیں، کعبے کے کونے میں جا کے بیٹھیں او کعبے کے رکھوالے آج میری قسمت کا فیصلہ درست کر دے آج میری تقدیر اُلٹی کو سیدھا کر دے آج اگر مدنی ماہی محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہاں کر دے۔ میرا پاک نبی چچا کے پاس آیا۔ چچا نے گلے سے لگایا، فرمایا بیٹا پاک رشتہ، ایسا پاکیزہ رشتہ رب نے تیرے لئے بنایا، بیٹے تجھے پتا ہے اسے طاہرہ کہتے ہیں اس کی زندگی شبنم کے قطرے سے بھی پاک ہے، گلاب کی پنکھڑی سے بھی پاک ہے، لگتا ہے کہ رب نے یہ رشتہ تیرے لئے جوڑا تھا دیر نہ کرو۔ کہا پھر چچا آپ جاؤ۔ اللہ اکبر۔ جناب ابو طالب اور جناب حمزہ تیار ہوئے کہا بیٹے کوئی اور بھی ساتھ لے جانا ہے فرمایا میرے یار ابوبکر کو بھی لے چلو۔

یہ وہ ابوبکر ہے جو میرے نبی کا بچپن کا یار ہے دلدار ہے میرے نبی کا شادی کا گواہ ہے ابوبکر، باقی گئے تھے برادری کے طور پر، ابوبکر گیا تھا میرے نبی کے پیار کے حوالے سے۔

میرے بھائیو جناب ابوبکر بھی ساتھ انہوں نے کہا اب دیر کیا کرنی، آؤ سارے مل کے چلیں، جناب حمزہ بھی ساتھ، جناب ابوطالب بھی ساتھ، انہوں نے

کہا پیارے تو بھی چل، فرمایا بسم اللہ میں بھی چلوں، سارے ساتھ چلے، جا کے ورقہ بن نوفل کو بلوایا گیا، عمرو بن اسعد جو چچا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ان کو بلوایا گیا، آج عجب رونق بن گئی کہ رب نے جو فیصلے عرش پہ کیے تھے اس کی تعبیر فرش پہ آ گئی۔ آج فیصلوں کا اظہار ہونے لگا، رحمت برسنے لگی اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ آج خواب مجسم شکل میں سامنے آ گیا ہے۔

اَج لگھ گئی سائیں گھر اجڑی دے
میڈے اُجڑے ماڑکوں رنگ لگ گئے
تھئی خوشیاں دی برسات سوہنیا
میری دھرتی دھار کوں رنگ لگ گئے

حضور آئے رنگ لگ گئے اور نکاح ہوا اور نکاح پانچ سو درہم حق مہر پر ہوا۔ اِدھر سے ابو طالب نے خطبہ پڑھا اُدھر سے ورقہ بن نوفل نے پڑھا۔ پھر عمرو بن اسعد نے پڑھا پھر اس کے بعد نکاح ہوا، نکاح کے بعد رب پاک نے کرم فرمایا۔ قرآن مجید آیا فرمایا سن میرا مدنی سن فرمایا۔ ''ووجدک عائلا فاغنی'' رب نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو بھی بسایا اور اس کے ذریعے تجھے بھی رنگ لگایا، یہ رشتہ کوئی معمولی نہیں ہے۔ یہ تیری جوڑی رب نے جوڑی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھاگ کتنے اونچے کہ سب سے پہلی بیوی میرے نبی کی آپ ہیں۔ اب میرے نبی کے نام بی بی نے سب کچھ لگایا، بس دیکھتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں کدھر جا رہی ہیں۔

ایک غلام تھا زید جن کا ذکر قرآن میں آیا، واحد صحابی ہے میرے نبی کا جس کا نام اللہ نے قرآن میں لیا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار میں اس کا نام ہے اور وہ زید میرے نبی کی خدمت کرتا، میرے نبی نے ویسے بائی داوے کہہ دیا فرمایا کہ یہ بڑا اچھا ہے زید، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک سیکنڈ نہ لگایا کہا سرکار جو چیز آپ کو اچھی لگے وہ میرے نام نہ لگے وہ تیرے ہی نام لگے۔

عرض کی حضور اب یہ تمہاری ملکیت ہے۔ جب میں تیری ملکیت ہوں تو یہ میری ملکیت کیوں رہے، وہ بھی میرے نبی کے نام لگا دیا۔

اب چالیسواں سال میرے نبی کا آیا، پچپن سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر کے گزر گئے میرے پیارے نبی نبوت سے پہلے کئی کئی مہینے غارِ حرا میں چلے جاتے ڈیرہ لگاتے اور غارِ حرا مکے سے تین میل دور تھی۔ اب تو آبادی کی وجہ سے قریب ہوگئی ہے اس وقت تین میل دور تھی چار گز لمبی، دو گز چوڑی غارِ حرا، جہاں بڑے بڑے مرد صحت مند اس وقت بھی بڑی مشکل سے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت مشکل تھا۔ اب بھی جاتے ہیں تو پتہ نہیں کتنی بار سیاں نکال کر جاتے ہیں۔ اتنی مشکل مقام میرے نبی جاتے ڈیرہ لگاتے اللہ کو یاد فرماتے رات کا وقت ہوتا دن کا اجالا ہوتا، جب کئی کئی دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھانے نہ آتے تو جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسی عالم میں۔ ارے دوستو پچاس سال کی عمر ہے اور بی بی خود کھانا ہاتھ سے پکائیں، نوکروں چاکروں سے نہیں ہاتھ سے کھانا پکاتیں پھر تین میل دور پہاڑی پر چڑھ کے جاتیں، وہاں جانا میرے نبی کو کھانا کھلانا، گھٹنے ٹیک کے بیٹھنا پوری عمر کبھی آنکھ اوپر نہ اُٹھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی۔ جب میرے نبی نے کھانا کھا لینا، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ جوڑ کے پوچھنا اے میرے سر کے تاج میں خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتی اگر کوئی کمی رہ جائے تو مجھے معاف کرنا۔

میرے پاک نبی فرماتے خدیجہ شرمسار کرتی ہے، رب نے تیری وجہ سے مجھے کیا کیا نعمتیں بخشیں، میں تجارت کرتا میں نوکری کرتا، میں کہاں جاتا تو جتنی دولت تیری تھی تو نے میرے نام لگائی، اب میں ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کے لئے ہو کر رہ گیا۔ تو کھانے پکاوے یہاں تک لے آوے۔ اللہ اکبر ایک دن میرے نبی پاک پہ ایسا بھی آیا جب نبوت کا اعلان فرمایا، قرآن نازل ہونا شروع ہوگیا، جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا مسلسل کھانا لے کے وہ لمبا سفر

کر کے جاتیں پاؤں میں پتھر چبھ جائیں کبھی پاؤں بی بی کے سوج جائیں، بڑھاپا ہے پاؤں سوج جاتے، نبی پاک کو نہ بتاتیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے خدیجہ تو نہ آیا کر کسی کو بھجوایا کر، پیچھے بچیاں اکیلی ہوں گی، فاطمہ اکیلی ہوگی، زینب اکیلی ہوگی، وہ تجھے یاد کر کے روتی ہوں گی تو نہ آیا کر لیکن بی بی رو کے کہتی ہے کہ کریم اتنا کرم فرماؤ مجھے اپنی نوکری کرنے دو۔ زندگی کا ایک ہی مشن ہے کہ جب میں دنیا سے جاؤں تو تو میرے جنازے کو کاندھے پہ اُٹھائے اور میری جان تجھ پر قربان ہو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک دن کھانا لے کر جا رہی ہیں اتنے دھکے لگے راستے میں، اتنی ٹھوکریں لگیں، لیکن کھانا لے کے پہنچ گئیں۔ سانس اٹکا ہوا اچانک رب نے جو دیکھا کہ آج خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کمال کیا ہے آج اس کی محنتوں کے اجر کا وقت آیا ہے، فرمایا جبریل دل کرتا ہے کہ آج ہم خدیجۃ الکبریٰ کو سلام پیش کریں۔ عرض کی یااللہ تو تو نبیوں کو سلام دیتا ہے یہ نبیہ تو نہیں ہے، فرمایا تو دیکھتا نہیں ہے یہ نبیوں کے سردار کی خدمتگار ہے، ہمیں اس سے پیار ہے، جبریل جا جب وہ میرے نبی کے پاس آئیں گی ان کے آنے سے پہلے پہنچ جا، ادھر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کھانا اُٹھایا غار کے دھانے پہ پہنچیں اُدھر جبریل میرے نبی کے ساتھ کھڑے تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا غار کے دھانے پہ پہنچیں، ادھر سے جبریل بولا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں صرف ایک کام کے لئے آیا، رب نے بھجوایا خدیجہ کے پاس رب کا سلام لایا، اللہ تعالیٰ نے آج تک دنیا کی کسی عورت کو سلام نہیں بھجوایا، آج رب پاک نے کرم فرمایا رب بولتا ہے اور آج میں بھی بولوں گا رب کہتا ہے میرے پاک نبی سے کہنا کہ میرا سلام آج تو کہنا۔ رب فرماتا ہے کہ وہ عورت جو تیرے پاس کھانا لا رہی ہے نام نہ لیا۔ جب کھانا لاوے زمین پہ کھانا بعد میں ٹکاوے میرا مدنی تو پہلے اسے کہنا کہ خدیجہ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے۔ اور جبریل نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم میرا سلام بھی خدیجہ کو کہنا۔ اب سلام جب بی بی نے سنا تو کہہ سکتی تھیں کہ ''علی اللہ السلام'' کہ اللہ پہ سلام۔

لیکن بی بی نے کمال کیا کہا''ان اللہ ھو السلام'' سلام تو میرا خدا ہے۔ ''وعلی جبریل السلام وعلیک السلام ورحمۃ اللہ'' میری سرکار جبریل کو بھی سلام اور میری سرکار آپ پر بھی میرا سلام اور کہا''وعلی من سمع السلام'' جو اس سلام کو سنے قیامت تک اس کو بھی میرا سلام۔ یہ جملہ اتنا باریک تھا کہ صرف میرا نبی سمجھ سکا، یہ نہیں کہا کہ اللہ پر سلام بلکہ کہا کہ اللہ خود سلام ہے۔ یہ زمین پر ایک عورت تھی جس کو رب بھی سلام بھیجا کرتا تھا اور کوئی عورت نہیں ہے زمین پر جس کو رب کا سلام آتا ہو، اور کہا میرے نبی اس بی بی کو کہنا اس نے تیری نوکری کی۔

''وبشرھا بالجنۃ'' اس بی بی کو کہو کہ تو نے میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوکری کی ہے تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کے دنیا سے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے تذکرے کرتے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بکری ذبح فرماتے تو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے اور فرماتے کہ اسے لے جاؤ اور جتنی بھی سہیلیاں ہیں مکے میں خدیجہ کی سب کو پہنچاؤ۔ زندگی میں ہر کوئی کسی کو چاہتا ہے مرنے کے بعد کون کسی کو یاد کرتا ہے لیکن میرے نبی کی زندگی کا وظیفہ رہا گھر میں آنا خدیجۃ الکبریٰ کو یاد فرمانا گھر سے جانا خدیجۃ الکبریٰ کو یاد فرمانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر میں کوئی اچھی چیز دے جاتا تو میرے نبی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے اور فرماتے کہ''ارسلوہ الی صدائق خدیجۃ'' جاؤ خدیجہ کی سہیلیوں میں تقسیم کر دو، روح خوش ہوگی خدیجہ کی۔ کہ میں نے دنیا میں وفا کی اور میرے دنیا سے جانے کے بعد میرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے ساتھ وفا کی۔ اللہ اکبر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم یاد کرتے اور کبھی کبھی اتنی کثرت سے یاد کرتے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے دل کو حیرت آگئی ظاہر ہے آئی تھی کہ نوجوان میں اور اس بوڑھی عورت کے تذکرے اس کثرت سے، میرے دل میں حیرت ہوئی اور میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کو اللہ نے اس بوڑھی عورت سے بہترین بیویاں عطا کی ہیں مگر آپ کے ہونٹوں پہ تذکرہ ہر وقت اسی کا رہتا ہے۔ میرے نبی نے جب یہ لفظ سنا آپ نے میری طرف دیکھا اور آپ کی پیشانی کے بال کھڑے ہو گئے، غصے سے آپ کا چہرہ گلاب کی طرح ہوا فرمایا۔ ''واللہ یاعائشہ'' اے عائشہ مجھے خدا کی قسم ہے خدیجۃ الکبریٰ سے بہتر کوئی بیوی نہیں ہے۔''مارفقنیی اللہ خیرا منہا'' اس سے بہتر نہ تو ہے نہ حفصہ ہے، وہ سب سے بہتر ہے، پھر میرے نبی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور رو کے کہا جب ساری دنیا مجھے چھوڑ گئی تھی تو جناب خدیجہ نے مجھے اپنے حجرے میں پناہ دی تھی جب ''کذبنیی الناس'' ساری دنیا نے مجھے جھٹلا دیا تھا۔ ''تصدقتنی'' اس نے مجھے سچا مانا تھا۔ جب میرے پیچھے نماز پڑھنے والا کوئی نہ تھا خدیجہ میرے پیچھے اکیلی کھڑی تھی، جب ساری دنیا میرا انکار کر رہی تھی اس نے میرا کلمہ پڑھا تھا۔ اس کو میں بھول جاؤں، اس سے کوئی اچھی بیوی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن پھر میری زبان سے یہ جملہ نکلا۔ کہ سرکار آپ تو اتنی یاد کرتے ہیں خدیجہ کو کہ فقط خدیجہ ہی تھی دنیا میں میرے نبی نے فرمایا ہاں ہاں، ''واللہ انہا کانت کانت'' فرمایا۔ ہاں ہاں اس دنیا میں صرف خدیجہ ہی تھی، صرف خدیجہ ہی تھی، بیوی باوفا ہو تو خاوند اس کو اس کے دنیا کے جانے کے بعد بھی یاد کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں بیٹھی تھی ایک بوڑھی عورت آئی اور میرے نبی کے سامنے بیٹھ گئی دیر تک بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے پیار سے سنتے رہے جب وہ اٹھی تو آپ نے کئی تحفے پیش کئے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بڑھیا کون ہے بڑا وقت اس نے ضائع کیا۔ آپ نے فرمایا عائشہ خبردار بات نہ کرنا تجھے پتہ نہیں کہ یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلی تھی تو کیا جانے کہ خدیجہ کون تھی، اللہ اکبر وہ خدیجۃ الکبریٰ جس کو میرا نبی پل پل یاد فرماوے، لحمہ لحمہ یاد فرماوے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تھا میں بشریت کا باپ ہوں سردار ہوں لیکن ایک آدمی ہے جو میرا بھی سردار ہے، پوچھا وہ کون فرمایا عنقریب وہ دنیا میں آئے گا اس کا نام احمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا اور کہا کہ دو وجہ سے وہ مجھ سے افضل ہوگا۔ مجھ سے اعلیٰ ہوگا ایک یہ کہ میری بیوی حوا ہے پر جب وقت پڑا تو اس نے میرے خلاف کیا جس چیز سے رب نے مجھے روکا تھا وہ مجھے کھلا دیا ایک لغزش کے اوپر میری مددگار بن گئی، غلطی کے اوپر میری مددگار میری بیوی بن گئی لیکن وہ نبی ایسا ہوگا جس کی بیوی نیکیوں میں اس کی مددگار بنے گی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو حضرت آدم علیہ السلام بھی خراجِ عقیدت پیش کر گئے۔

میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ جنت میں جتنی عورتیں ہیں سب سے افضل واعلیٰ ماں ہونے کے لحاظ سے صرف خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت آیا میرے پاک نبی کو بلایا کہ تھوڑی دیر میرے سامنے بیٹھو، میرے نبی پاک بیٹھ گئے، میرے نبی نے دیکھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو ہیں، فرمایا خدیجہ نہ رو نہ رو۔ او خدیجہ جب جنت میں جانا تو اپنی سوتنوں کو میرا پیغام ضرور پہنچانا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں آقا آپ نے مجھ سے پہلے بھی عورتوں سے شادیاں کیں تھیں فرمایا ''ان اللــه زوجنی'' اللہ نے میری شادی کر دی ہے، کس کس سے فرمایا جب جنت میں آؤں گا تو مریم بنت عمران بھی میری زوجہ ہوگی، آصیہ فرعون کی بیوی بھی میری بیوی ہوگی، ہر عورت کو خاوند ملے گا اور ان عورتوں کے مرتبہ کے مطابق کوئی مرد نہیں ہوگا، موسیٰ کی بہن بھی میری بیوی ہوگی وہ تجھے جنت میں ملے

گی کیونکہ تو سیدھی جنت میں جائے گی اور میرا ان کو سلام کہنا، بی بی نے یہ لفظ سنا، غم کے اوپر ٹھنڈ پڑ گئی، ابھی یہ کہہ ہی رہی تھی کہ اچانک جبریل علیہ السلام آئے، انگوروں کا گچھا سامنے رکھا، عرض کی میرے نبی خدیجہ کے لئے رب نے جنت سے انگور بھیجے ہیں۔ رب فرماتا ہے کہ باقی ساری کائنات آپ سمیت یہ جنت کا پھل جنت میں کھائے گی لیکن خدیجہ کا حق بنتا ہے کہ یہ جنت میں بعد میں جائے لیکن جنت کا پھل پہلے کھائے، یہ شان ہے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی میرے نبی نے انگور پیش کئے، فرمایا خدیجہ جنت تو تیری مشتاق ہے، جنت تو تیرا انتظار کر رہی ہے بی بی نے انگور کھایا کچھ دماغ میں آیا، پھر بی بی کی آنکھوں میں آنسو آیا، فرمایا کیوں روتی ہے، موت سے نہ ڈر، خدیجہ نہ ڈر تُو تو جنت کی سردار ہے تُو تو جنت کی مالکہ ہے۔ رو کر کہا اے میرے سر کے تاج جنت بڑی پیاری ہو گی، بڑی خوبصورت ہو گی۔ میں اس لئے نہیں روتی کہ موت آ رہی ہے میں تو روتی ہوں کہ آپ سے جدائی ہو گی۔ تیرے فراق کو روتی ہوں۔ وہ زندگی کی سانس جو تیری بارگاہ میں گزری جو تیری نوکری میں گزری جنت کیا چیز ہے اس کے سامنے۔

میرے کریم ایک مہربانی فرمانا میری کچھ باتیں یاد رکھنا میرا وقت اخیر آ گیا، ایک بات یہ کہ میری چار بیٹیاں ہیں میری زینب بیٹی، ام کلثوم بیٹی، رقیہ بیٹی، میری فاطمہ بیٹی، میری بیٹیوں سے میرا سایہ اُٹھ جائے گا، اب باپ بھی آپ، ماں بھی آپ لیکن میری چھوٹی بیٹی فاطمہ پیاری بڑی بھولی بھالی ہے اس کو سینے پر لٹایا کرنا اس کو اکیلے نہ سلایا کرنا، میرے کریم یہ ڈرے گی رات کو، میں نے کبھی اس کو اکیلے نہ سلایا۔ اس کو اپنے سینے سے لگایا کرنا، جب بھی باہر سے آیا کرنا، جب بھی باہر سے آنا سب سے پہلے میری بیٹی فاطمہ کے سر پہ ہاتھ ٹکانا، اس کے ماتھے پہ بوسے دیا کرنا، زینب سہہ جائے گی، رقیہ بیٹی سہہ جائے گی لیکن فاطمہ حساس ہے یہ دکھ میرے برداشت نہ کر سکے گی، میرے کریم اس کے ناز برداشت کرنا۔

میرے پیارے جب دنیا پتھر مارے گی، دنیا گالی دے گی پہلے ڈیوٹیاں

میں نبھاتی تھی۔ اب میں امید کرتی ہوں کہ میری چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنے چھوٹے چھوٹے دوپٹوں سے تیرے چہرہ مبارک سے گرد صاف کریں گی، تیری داڑھی بھی صاف کریں گی، تیری زلفیں بھی صاف کریں گی۔

میرے نبی رونے لگ گئے فرمایا خدیجہ یہ درد کے گیت نہ گا۔ عرض کی میرے کریم ایک اور مہربانی کرنا جب میں مرنے لگوں تو میری مغفرت کی دعا ضرور کرنا، جب قیامت کے دن آنا ساری دنیا کی شفاعت کرنا، اس غریب کو بھی نہ بھلانا مجھے بھی یاد فرمانا، میرے کریم ایک اور آرزو ہے، میں اس قابل تو نہیں میرا جسم اس قابل تو نہیں لیکن زندگی بھر تیری نوکر رہی، ایک مہربانی ضرور کرنا میں گناہ گار ہوں تیری، میرے دامن پہ کتنے دھبے سہی لیکن میرے کریم جب میں مر جاؤں تو اپنے کندھے والی چادر جو نزولِ وحی کے وقت بھی تیرے کندھے پہ رہتی تھی یہ چادر مجھ غریب کو کفن میں دے دینا تاکہ جب میں قبر میں جاؤں گی تو اللہ مجھے تیری چادر کے صدقے بخش دے گا۔

بی بی کا جنازہ میرے نبی نے اُٹھایا۔ اسی چادر میں کفن دیا میرے نبی نے قبر کے اندر اتر کر اپنا جسم قبر کے چاروں طرف لگایا اور کہا اے قبر دھیان رکھنا تیرے اندر ام المومنین آ رہی ہے۔ دوستو کتنی حیرت کی بات ہے کہ پچیس سال میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ساتھ رہا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ پچیس سال کی عمر میں ایک دن بھی ناراضگی کا جملہ زبان پہ نہ آیا، کوئی دنیا کی عورت چاہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہو، چاہے حفصہ رضی اللہ عنہا ہو کوئی دنیا کی عورت کی مثال پیش کرو، پچیس سال کی عمر میں ایک دن بھی ناراضگی کا جملہ زبان پہ نہ آیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جس کی بیٹی ہو وہ ماں کیسی ہوگی۔ اس کی شان کیا ہوگی جس کو رب کے سلام آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں کو بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اسوہ نصیب فرمائے۔ وما علینا الا البلغ المبین

شانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين o على سيد المرسلين وسيد العالمين. سيد الاولين والاخرين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الهادين المهديين واولياءه الكاملين وعلماء ملته واهلسنته اجمعين o اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيمo بسم الله الرحمن الرحيمo

ان الدين عندالله الاسلامo

(صدق الله العظيم)

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
خالد جان باز ہے یا حیدرِ کرار

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدارِ قوت حیدری

الٰہی تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰ سوز صدیق دے

زمین و آسمان تا برقرار است
بہاؤالحق غلامِ چہار یار است

تیرے چاروں ہم دم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر ، عثمان و علی

قابل صد احترام تمام برادرانِ اسلام!

حضرات گرامی سب سے پہلے یہ بات کہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس چیز کو بھی نسبت ہے جس شخص کو بھی نسبت ہے جس فرد کو بھی نسبت ہے وہ ہمارے لئے آنکھوں کا نور ہے، ہمارے دل کا سرور ہے، ہم اس پتھر کا بھی ادب کرتے ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں سے چھو گیا، ہم اس تنکے کو بھی محترم جانتے ہیں جو تنکا میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضاؤں اور ہواؤں سے گزر گیا۔

لیکن معاملہ یہ ہے کہ جب بھی ہم کسی صحابی کی تعریف کرتے ہیں تو سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ صرف اسی کو مانتے ہیں لیکن میں حضرت بہاوالحق زکریا ملتانی کی زبان میں عرض کر رہا ہوں۔

کہ زمین و آسمان تا برقرار است
بہاوالحق غلام چہار یار است

ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کے غلام ہیں لیکن جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کو جو انفرادیت حاصل ہے جو منفرد مقام حاصل ہے وہ ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ مدینے کا شہر تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بھائی بنا رہے تھے۔ ایک مہاجر، ایک انصاری دونوں کو ملا کر مواخات، بھائی چارہ قائم فرما رہے تھے۔ ہر ایک کو ایک ایک کا بھائی بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کا بظاہر بھائی نہیں بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پلکوں سے آنسو تیرنے لگے، فرمایا علی تو کیوں رو رہا ہے، عرض کیا آقا ہر ایک کا بازو پکڑ کر کسی کو تھما دیا، مجھے تو کسی کے حوالے نہ کیا، میں تو تنہا رہ گیا۔ آپ نے فرمایا تو کیوں رو رہا ہے۔ "انت اخی فی الدنیا والاخرۃ" تو مجھ محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بھائی ہے تیری اخوت میرے ساتھ ہے، دنیا میں بھی تو میرا بھائی ہے، آخرت میں بھی تو میرا بھائی ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے۔ فرمایا ''علی سید العرب'' میرا علی تمام عرب کا سردار ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آقا کہ علی سید العرب ہے تو آپ کیا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی سید العرب ہے اور ''انا سید العالمین'' میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔ میرا علی پورے عرب کا سردار ہے تمام عرب کے ماتھے کا جھومر ہے۔

اور وہ مولا علی جس کے بارے میں میرے نبی نے فرمایا ''من کنت مولا فعلی مولا'' جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور فرمایا یا اللہ جو اس سے پیار کرے تو اس سے پیار کر۔ جس وقت میرے نبی نے یہ اعلان فرمایا رات ڈھل گئی صبح ہوئی جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا عمر، آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسکرا کر ہاتھ ملایا فرمایا جان وجگر مبارک ہو۔ کہا بھائی کس چیز کی فرمایا جناب جو ڈگری رات کو ملی ہے اس کی تائید عمر کر رہا ہے۔ جو سند آقا نے رات کو دی ہے۔ فرمایا پہلا میں شخص ہوں ''ھنیئنک'' مبارک ہو میرے بھائی کو، کہا عمر کس چیز کی مبارک ہو۔ فرمایا آج سے صبح ہو شام جس جس نے کلمہ پڑھا ہے علی اس کا مولا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس شان ولایت کا اعلان نبی نے کیا ہے۔ سب سے پہلے تصدیق وتائید فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ آپس میں پیار ہے محبت ہے، اللہ اکبر پیار اور محبت کا یہ عالم ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا اللہ جب علی نہ رہے عمر نہ رہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اعلان کرتے ہیں کہ یا اللہ جب علی دنیا میں نہ رہے اے اللہ میں بھی نہ رہوں لوگوں نے کہا وہ کیوں، فرمایا جب بھی کوئی مشکل مقام آتا ہے جب بھی کوئی اوکھا

موسم آتا ہے۔ میرا بھائی علی میرے کام آتا ہے۔ چاہے دین کا مسئلہ ہو، چاہے دنیا کا مسئلہ ہو، چاہے فتوے کا مسئلہ ہو، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میرا بھائی علی مسجد میں تشریف فرما ہو، کوئی صحابی فتویٰ نہ دیا کرے کیونکہ علی سے بڑا کوئی مفتی نہیں ہے۔ یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔ ''**علی اقذانا**'' کہ ہم سب سے بڑا مفتی علی ہے اور ایک مقام پر فرمایا ''**لولا علی لھلک عمر**'' اگر علی نہ ہوتا عمر تو ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ دونوں حج اکٹھے کرنے گئے۔ دوست جاتے ہیں یا دشمن۔ دوست ہیں جان و جگر ہیں شیر و شکر ہیں اور شیر و شکر بھی ایسے کہ جناب علی المرتضیٰ اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے اور کعبہ کا طواف ہو رہا ہے۔ آ کر حجر اسود کو بوسہ دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوسہ لے کر کہا کہ ''**یاحجر لاتضرو لاتنفع**''۔

اے پتھر، اے حجر اسود تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے۔ میں تجھے اس لئے چوم رہا ہوں کہ میرے مدنی نے تجھے چوما ہے۔ لیکن ساتھ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے کندھے پر ہاتھ رکھ کے کہا فرمایا عمر یہ نفع بھی دے سکتا ہے یہ نقصان بھی دے سکتا ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی علی یہ تو پتھر ہے، فرمایا جانتے ہو کل قیامت کا دن آئے گا، اس پتھر سے رب پوچھے گا بتا کس کس نے چوما اس پتھر سے رب پوچھے گا یہ وہاں گواہی دے گا یا اللہ مجھے فلاں فلاں نے چوما، نام لے لے کے پوری لسٹ پیش کرے گا چاہے ایک عرب آدمی نے چوما ہے عرب کی پوری بائیوگرافی بتائے گا۔

فلاں ابن فلاں نے مجھے چوما ہے اور فلاں آدمی گھوما اس نے نہیں چوما، فرمایا جس کے حق میں گواہی دے گا اس کے لئے نفع دے رہا ہے، جس کے خلاف گواہی دے گا اس کو تباہ کر دے گا۔ اب بول عمر نفع دے گا یا نہیں دے گا۔ اللہ اکبر جناب عمر رضی اللہ عنہ نے وہیں گردن جھکا دی۔

فرمایا سچ ہے اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر تو ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ ایک پتھر کی میموری کا عالم یہ ہے، ایک پتھر حجر اسود کالے پتھر کی ذہانت کا یہ عالم ہے کہ اس وقت سے لے کر قیامت تک جس جس نے چوما ہے اسے جانتا ہے پہچانتا ہے، نام بھی جانتا ہے، شکل بھی پہچانتا ہے اور سب کے نام اس کو یاد رہیں گے۔ جب پتھر کا یہ عالم ہے تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم کیا ہوگا۔

حضرات محترم ایک مقام پر ایک فیصلہ آیا، عورت ہے غلطی ہوگئی ہے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلطی ہوگئی۔ اعتراف کر لیا، جی اقرار ہو گیا، فرمایا اس کو سنگ سار کر دیا جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، فرمایا فیصلہ غلط ہے ساری دنیا چپ ہے سکوت ہے، خاموش ہے، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی اس نے اقرار کر لیا ہے گواہیاں ہوگئیں، اعتراف ہو چکا اب کونسی شک باقی رہ گئی فرمایا عمر اگر یہ عورت پھانسی پہ لٹک گئی یہ سنگسار ہوگئی تو میرے برادر عمر اس کے بدلے میں تجھے سولی پہ لٹکا دیا جائے گا۔ لیکن تیری جان مجھے بہت پیاری ہے تو زندہ رہے۔ کہا یہ مسئلہ کیسے ہوگا۔

فرمایا یہ عورت حاملہ ہے، اس کے پاس ایک امانت ہے یہ تو اس گناہ کی بھینٹ چڑھے گی جو اندر بچہ مرے گا اس کا گناہ آپ کے سر آئے گا۔ قتل کا مقدمہ ہو سکتا ہے، اس لئے فرمایا ابھی اس کو جینے دو، ابھی یہ بچہ پیدا ہوگا بچے کو دودھ پلائے گی، بچہ کھانے پینے کے قابل ہوگا، پھر سزا نافذ ہوگی۔ اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے کہ نہ کہتے کہ علی سب سے بڑا قاضی ہے۔ علی سب سے بڑا مفتی ہے۔ علی کے ہوتے ہوئے کوئی نہ بولا کرے، صرف علی بولا کرے، اللہ اکبر علم کا تاجدار علی ہے۔ صحابہ کی آنکھوں کا تارہ علی ہے اور میرے نبی تو اس سے پیار کرتے ہی تھے جب ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو چلے آئے مدینے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے، جس وقت آپ آئے چل چل کے

پاؤں پر چھالے پڑ گئے، جب میرے نبی کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ غبار سے اَٹا چہرہ اور پاؤں پھٹے ہوئے۔ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو اپنی چادر سے مولا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ صاف کیا۔ کیونکہ سیدھے جو آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہلے چہرہ ستھرا کیا۔ پھر فرمایا علی یہ کیا ہو گیا تجھے عرض کی آقا چلتا رہا چلتا رہا پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ میرے نبی نے فرمایا علی بیٹھ میرے پاس، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ بٹھایا، پاؤں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اُٹھا کے اپنی جھولی میں رکھ لئے، اللہ اکبر کیا شان ہے، کیا عزت ہے، کیا عظمت ہے کہ پاؤں مولا علی کے ہیں جھولی نبی کی ہے اور میرے آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام انگلی منہ میں ڈال کر لعاب نکال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پہ لگا رہے ہیں۔ لعاب رسالت مآب کا مولا علی کے پاؤں پہ لگ رہا ہے اور صحابہ کرام بیٹھے رو رہے ہیں، علی تو نے مشکل تو اُٹھائی لیکن کیا قدر تو نے پائی۔

ایویں تے قیمت پیندی نیں کجھ دکھ وی تے سہنا پیندا اے
قطرے نوں موتی بن لئی قیداں وچ رہنا پیندا اے

شان ایسے نہیں ملتی، عزت حاصل کرنے کے لئے شان حاصل کرنے کے لئے نوکیلے پتھروں پر چل کے آنا پڑتا ہے۔

حدِ کن فکاں سے گزر گیا حدِ لامکاں سے گزر گیا
تیری جستجو میں خبر نہیں وہ کہاں کہاں سے گزر گیا

وہ مولا علی رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھولی میں پاؤں رکھے بیٹھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاؤں پر لعاب لگا رہے ہیں۔ یہ شان ہے علی المرتضیٰ کی۔ اللہ اکبر۔

یہ سچ ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ منفرد شان کے مالک ہیں ہر صحابی علی المرتضیٰ کو اپنی آنکھ کا تارہ سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''وانذر عشیر تک الاقربین'' میرے محبوب تبلیغ کا آغاز اپنے گھر سے کرو۔ ہمارے ہاں تو طریقہ

اور ہے کہ باہر سے شروع کرتے ہیں، گھر والے چاہے کہیں بھی ہیں حضرت تبلیغ پہ پھر رہے ہیں، لیکن میرے نبی کا طریقہ کیا ہے کہ ''انذر عشیرتک الاقربین'' پہلے حق دار گھر والے ہیں میرے نبی نے گھر والوں کو جو بلایا تو دیکھو برادری ساری تھی، رشتے دار سارے تھے لیکن دس گیارہ سال کا بچہ، عمر کا کچا، کتنا سچا اس نے جب دیکھا کوئی نہیں اُٹھ رہا، میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدا دے دے رہے ہیں کہاں چھپے ہو، زمانہ ہو گیا صدائیں دیتے دیتے کسی سمت سے پکارو بھی، وہ پتلی پتلی پنڈلیوں والا، کمزور سا بچہ اُٹھ کے صدا دی کہ آپ مایوس نہ ہوں، آپ اپنوں کے اس کردار سے مایوس نہ ہوں، کوئی نہیں تو ہمی سہی۔

ہمیں جان دینی ہے ایک دن وہ یہیں سہی وہ ابھی سہی

آپ کیوں اداس ہیں میرے کریم ہم جو ہیں آپ کے ساتھ، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا کر سینے سے لگایا۔ فرمایا آپ میرے ساتھ ہو، مجھے کوئی غم نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے نبی کا دست و بازو ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے نبی کی جان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عثمان اپنے باپ کے گھر پلے ہیں، عمر جناب خطاب کے گھر پلے ہیں، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے گھر پلے ہیں، لیکن علی رضی اللہ عنہ کہاں پلے ہیں آنکھ کھولی تو نبی کی جھولی، اللہ اکبر نبی ہاتھوں میں اُٹھائے کھڑے ہیں اور علی کی ماں نبی کی ماں اور وہ ماں جسے میرے نبی ادب سے کہا کرتے تھے کہ ''امی بعد امی'' میری ماں کے بعد میری ماں علی کی ماں ہے اور جب مولا علی کی ماں کا جنازہ اُٹھایا گیا تھا میرے نبی کی آنکھوں سے چھم چھم نیر برس رہے تھے۔ جس وقت قبر میں اتارنے لگے فرمایا قبر میں اتارنے والو ذرا رُک جاؤ ذرہ رُک جاؤ، میرے ویر علی کی ماں ہے، میری ماں ہے، اس ماں نے میری ماں کے بعد مجھے پالا ہے، سنبھالا ہے، آج وفا کا دن ہے، میرے نبی

نے اپنے تن کی چادر اتاری فرمایا آج یہ میری ماں کو کفن دے دو۔ اپنی چادر کا کفن دیا، اور فرمایا ذرا رُک جاؤ پہلے مجھے قبر میں جانے دو، میرے نبی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر میں تشریف لے جاتے ہیں اور قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اس کروٹ لیٹے کبھی اس کروٹ لیٹے عرض کیا گیا یہ کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبر میں سو کر اپنا جسم مس کر رہا ہوں اور قبر کو بتا رہا ہوں کہ آنے والی کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے کہ جس کا استقبال آمنہ کا لال کر رہا ہے، میری ماں کے بعد میری ماں ہے جو علی کی ماں ہے۔

اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی نے سائے کی طرح آپ پر سایہ کیے رکھا۔

چھوڑا نہ ہم نے کبھی تیرے پیار کا دامن
دنیا کہتی رہی ہمیں پتھر کا پجاری

سائے کی طرح ساتھ رہا تیرا تصور
تنہائی بھی کبھی ہم نے تنہا نہ گزاری

جس نے سائے کی طرح میرے نبی کے اوپر سایہ کیے رکھا جب دھوپ چھا گئی تھی، مکے میں جو سایہ تھا تو صرف جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا سایہ تھا۔ جناب ابو طالب کا سایہ تھا اور جناب ابوطالب کی اولاد بہت تھی ایک دن میرے نبی نے عرض کیا کہ چچا آپ کی اولاد بہت ہے ہم قرعہ اندازی کر لیتے ہیں آپس میں "کچھ میں لے لوں اور کچھ میرے دوسرے عزیز لے لیں، ابوطالب نے عرض کیا آپ بغیر قرعہ اندازی کے لے لو، کس بچے کو لیتے ہو فرمایا علی مجھے دے دو۔ علی کو بچپن میں نبی نے مانگ کے لیا ہے۔ جس کو نبی نے اپنی نظروں میں پالا ہو، اپنی نگاہوں میں پالا ہو، اللہ اکبر۔ اپنی نظروں میں رکھ کر پالا ہو، وہ حیدر کرار نہ ہو تو کیا ہو، وہ صاحب ذوالفقار نہ ہو تو کیا ہو، وہ وفادار نہ ہو تو کیا ہو،

پل پل جس کا میرے نبی کی جھولی میں گزرا ہے، محمد نگر میں گزرا ہے، وہ خوش نصیب ہے وہ خوش بخت ہے، اسی لئے کہتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شکل، صورت، بو، عادات میرے نبی سے ملتی جلتی تھیں۔ جس وقت اسلام کے اوپر کالی گھٹا، سیاہ اندھیرا چھایا، کفار میرے نبی کو قتل کرنے کے پروگرام بنانے لگے تو میرے نبی کے بستر پہ کون سوئے، کیونکہ کفار کی تلواریں ننگی ہو چکی ہیں اور پروگرام یہ بن چکا ہے کہ آج رات اس چراغ کو بجھا دیا جائے گا۔ اس چراغ کو گل کر دیا جائے گا، جب ننگی تلواریں اِدھر اُدھر، ارد گرد ہر طرف سے میرے نبی کے گرد گھیرا تنگ کر رہی تھیں، میرے کریم نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا فرمایا علی یہ بستر میرا نہیں یہ بستر موت کا بستر ہے، یہاں ننگی تلواریں زہر میں بجھی ہوئی تلواریں ہیں، میرے جسم و جان اور خون کے پیاسے آج رات شمع نبوت کو گل کرنے کے لئے کھڑے ہیں کیا تو میرے بستر پہ سوئے گا، اس نے ہاتھ کھڑا کیا گردن کو جھکا دیا کہ آقا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا۔ ایک زندگی مانگ رہے ہو آپ سو زندگیاں مانگیں۔

آپ سفر فرمائیں، تیرا دیر تیرے بسترے پہ سوئے گا۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر اور مولا علی رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ لیکن جاتے جاتے امتحان تو ہو چکا، میرے نبی نے فرمایا علی تو نے امتحان پاس کر لیا ہے اب تو سو گیا ہے، اب فکر نہ کرنا، فکر نہ کرنا چاہے جیسے بھی تیز تلوار ہو، سویا ہوا حیدر کرار ہو اور تلوار کا اس پر وار ہو یہ نہیں ہو سکتا، تو آرام سے سو اور آرام سے صبح ہو تیرا کوئی بال بھی ٹیڑھا نہیں کر سکتا۔ اب یہیں سونا یہ امانتیں اہل مکہ کی تجھے دیئے جا رہا ہوں۔

میرا نبی امین اور امین ساری امانتیں اُٹھا کے اس امین کے حوالے کر گیا کہ میرے بعد جو امانتوں کا امین ہے وہ سید العرب علی ہے۔

حضرات محترم جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے نبی کی جان بھی جگر

بھی ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک دن پوچھنے لگے لوگو جانتے ہو بہادر کون ہے، اللہ اکبر آپ رضی اللہ عنہ نے تو بہادر جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیا، لیکن آپ کی بہادری بھی کچھ کم نہیں۔ ایک دن جنگ کا موقع ہے آپ نے زرہ اٹھائی اور زرہ کا ایک ٹکڑا تھا، ٹکڑا چھاتی پہ لگایا، صرف ایک ٹکڑا چھاتی پہ لٹکایا تلوار بے نیام کر کے میدان میں اترنے لگے کسی نے کہا حیدر ہوش کر، اگر کسی نے پیچھے سے کھینچ کے تیر مارا تو چھاتی سے نکل جائے گا۔

حیدر کرار نے ہنس کر کہا فرمایا عمر گزر گئی ہے علی نے کسی کو پیٹھ دکھائی نہیں تیر تو پشت میں تب لگے گا کہ پیٹھ کروں گا ہم جب بھی لڑے ہیں چھاتی تان کے لڑے ہیں۔ بسا اوقات آپ کی عادت یہ تھی کہ آپ کے تن کے اوپر کپڑا بھی نہیں ہوتا تھا میدان میں اتر جاتے اس لئے جب بھی کوئی مشکل مقام آیا ہے فرشتوں کا سلام آیا ہے۔

جنگ بدر کے اندر سب سے پہلے جنہوں نے للکار لگائی تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور میں آپ کو یوں عرض کر دوں کہ جنگ بدر کے اندر کفار کی ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالی مسلمانوں نے، ستر کافر قتل ہوئے، ستاون کافروں کے نام تاریخ میں لکھے ملتے ہیں اور ستر یا ستاون میں سے ستائیس کو قتل کرنے والا اکیلا علی ہے۔ آپ ذرا حساب کریں بہادری کا، جرأت کا کہ ٹوٹل ستر کافر قتل ہوئے۔ ستاون کا نام ملتا ہے ان سب میں تین سو تیرہ مسلمانوں نے حصہ لیا ہے، تین سو تیرہ مجاہد ہیں اور ستائیس ایک کے حصہ میں آئے بقایا کتنے کتنے باقیوں کے حصہ میں آئے۔

اور باقی مجاہدین کوئی پینتیس سال کا کوئی چالیس سال کا، کوئی پچاس سال کا اور علی اکیس یا بائیس سال کا مجاہد ہوگا ابھی جوانی ہے ناتجربہ کاری ہے لیکن جس وقت تلوار کو لہراتا ہے تو پھر آواز آتی ہے کہ:

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

جس بھی جنگ میں دیکھو اُحد میں آؤ جب صحابہ کرام نے دیکھا، شور مچ گیا کفار کی جانب سے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ شہید ہو گئے۔ صحابہ کرام نے سوچا اب لڑنا کس کے لئے، جس کے لئے لڑتے تھے جب وہ ہی نہ رہے اب تلوار چلائیں کس کی خاطر۔ اب جنگ کا میدان گرمائیں کس کی خاطر، اب انہوں نے منہ پلٹایا واپس پلٹ گئے کچھ نے سوچا جب سرکار ہی نہ رہے اب جئیں کس کی خاطر۔ ان کا خیال بھی اپنی جگہ ٹھیک لیکن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈٹے ہوئے ہیں۔ پہلی صف میں ڈٹے ہوئے ہیں جب میرے نبی پلٹ کے آئے فرمایا علی تو نے حق کر دکھایا۔

اگر جنگ خندق میں دیکھو جب دس ہزار کا لشکر جرار مدینے کی چھوٹی سی بستی کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ابترا۔ اندر کے کافر بھی خلاف ہو گئے۔ یہودی بھی خلاف ہو گئے، کفار لشکر جرار لے کر، دس ہزار کا لشکر لے کر مدینے کے اوپر حملہ آور ہوئے اور پکی تان کر یہ آئے تھے کہ آج مدینے کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالیں گے۔ نہ بچوں کو زندہ چھوڑیں گے۔ نہ بچیوں کو زندہ چھوڑیں گے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ آج مدینے کو مٹا دیں گے۔ ظالموں نے آ کر گھیرا ڈال لیا مدینے کو۔ میرے نبی نے خندق کھدوائی اور آگ جلوائی، ظاہر ہے کہ دس ہزار کا لشکر، لشکر جرار ہے ہاتھ میں بلبلاتے اونٹ ہیں، گھوڑے ہیں، ننگی تلواریں ہیں زروں میں ڈوبے ہوئے جوان ہیں اور اِدھر اُدھر سے جتنی بکھری طاقت تھی ساری کو جمع کر کے لائے ہیں اور آج فیصلہ کن وار کر رہا ہے کافر، اللہ اکبر ایسے حالات میں کرائے کے قاتل الگ اور ایسے بڑے بڑے جری پہلوان جو اکیلے ایک ایک ہزار کو نتھ ڈال دینے والے تھے۔ اور ان میں ایک تھا عمرو بن عبدود اور اتنا بڑا زور آور، طاقتور تھا وہ کہا کرتا تھا کہ ایک ہزار آدمی کو تلواریں ننگی کر کے ہاتھوں میں پکڑا دو اور ایک تلوار میرے ہاتھ میں دے دو۔ اگر ایک ہزار کو مٹی میں ڈھیر نہ کر دوں تو عمرو نام نہیں۔ ایک ہزار کے مقابلے میں اکیلا اترنے والا، اللہ اکبر جوش

میں جو آیا، غصے میں جو آیا، چھلانگ لگائی اتنا طاقتور تھا، آگ کی خندق کو کراس کر کے ادھر آ پڑا اور رشک کرنے لگا، ناچنے لگا، میرے نبی کا نام لے کر گستاخی سے کہنے لگا ہے کوئی تیرے پاس ہے تو بھیج میرے مقابلے میں، تھوڑی دیر رقص کرتا رہا پھر کہنے لگا تیرے پاس ہو گا کیا جو میرے مقابلے میں آئے۔ کہنے لگا میرا نام سن کر زمین لرز جاتی ہے۔ تیرے پاس مدینے میں یہ بھوکے لوگ، یہ کمزور لوگ کیا کریں گے، میرے نبی اسے دیکھتے رہے وہ گھمنڈ میں آ کے، پندار میں آ کے، نخوت و غرور میں آ کے رقص کرتا رہا، لیکن ایک علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے کہنے لگے آقا برداشت سے باہر ہے چھاتی پھٹی جاتی ہے ایک اشارہ کرو پھر دیکھو تماشا کہ آج تیرے غلام شہبازوں کے پروں کو توڑتے ہیں کہ نہیں توڑتے، ان کی گردنیں مروڑتے ہیں کہ نہیں مروڑتے۔

آپ اشارہ تو کریں، وہ غرور تکبر سے ناچتا ہوا، رقص کرتا ہوا پھر چکر لگاتا ہے کہتا ہے، ہے کوئی تو بھیج کیونکہ میں بے تاب ہوں میں منٹوں میں فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ پھر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اجازت دو میرے نبی نے پھر پیچھے کر دیا۔ جب تیسری مرتبہ اس نے پھر للکارا پھر اس نے مبارزت کی پھر اس نے طلب کیا تو علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کانپتے ہوئے آگے آئے۔ آ کے کہا آقا اب اجازت دے ہی دو، اب اجازت دے ہی دو، میرے آقا اب نہیں رہا جاتا۔

مجبور ہو گئے اس ستم گر سے
جواب آخر دینا پڑا پتھر کا پتھر

آقا دشمن کی للکار ہے تیرے پہلو میں بھی تو حیدر کرار ہے، تیرے ہاتھ میں ذوالفقار ہے، آقا یہ میرے سامنے بالکل بے کار ہے، دعا آپ کی ہو گی حملہ میرا ہو گا، علی اس کو بتیرا ہو گا، آپ ذرا اجازت دیں۔ آج پوری فوج کی نظریں، لشکر جرار کی نظریں نبی کے دلدار کی نظریں آپ پر ظاہر ہے قد بھی اتنا بڑا نہیں

ہے پنڈلیاں بھی کمزور کمزوری ہیں، لیکن یادرکھو میرے دوستو یہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان اور میرے نبی کا جگر ہے۔ یہ پورے عرب کا سرور ہے، یہ عرب کے ماتھے کا جھومر ہے، جب میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اپنی حمین تلوار کی ہوئی تھی تلوار اپنی اتاری، ہاتھ میں پکڑائی فرمایا ایسا تو پھر ایسا ہی سہی۔

تلوار ذوالفقار ہاتھ میں تھمائی اور دستار نبوت والی میرے نبی نے علی کے سر پر سجائی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جا، وہ جانے لگے میرے نبی کے ہاتھ اُٹھ گئے کہا میرے اللہ بدر میں میں نے عبیدہ تیرے حوالے کیا، اُحد میں مین نے پیارا حمزہ تجھے دے دیا۔ آج علی دے رہا ہوں لیکن مولا علی کی جدائی کی طاقت نہیں۔

''رب لاتذرنی فردا'' میرے مولا مجھے تنہا نہ کرنا، میرا ویر مجھے واپس کرنا، دعا نبی کی ہو اور علی ناکام لوٹے یہ ہو نہیں سکتا، صدقے جایئے، مولا علی رضی اللہ عنہ قریب گئے فرمایا عمرو۔ اس نے دیکھ کے ہنس کے کہا یہ بچہ کس نے بھیج دیا ہے۔ حضرت علی نے کہا یہ بک بک بعد میں کرنا، پہلے مجھ سے بات کر اس نے کہا بچے تو میرے انگوٹھے اور انگلی تلے آیا تو سانس نہیں لے سکے گا، میں تیری طرف دیکھوں گا بھی نہیں۔ انگلیوں میں رکھ کے تجھے مسل دوں گا۔

اُٹھتی جوانی ہے تو کسی کا شگفتہ پھول ہے، واپس پلٹ جا، جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانتا ہے میں کون ہوں؟ اس نے کہا تجھے مجھے جاننے کی ضرورت نہیں لیکن تجھے تو پتا ہے کہ میں کون ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں تو عمرو ہے اس نے کہا پھر جانتے ہوئے بھی آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو عمرو بن عبدود ایک ہزار سے اکیلا مقابلے میں لڑتا ہے اور ''سمتنی امی حیدر'' میری ماں نے بھی میرا نام حیدر رکھا تھا اور حیدر کے معنے تو تو سمجھتا ہی ہو گا۔ اور خالی حیدر نہیں پیچھے نبی سرور بھی ہے۔ بتا تیرے پیچھے ہے کوئی۔ اوئے تیرے پیچھے کوئی نہیں لیکن میرا کلا بڑا مضبوط ہے، میری ماں نے میرا

نام حیدر رکھا تھا اور تجھے گھٹی کسی کمینے نے لگائی ہوگی اور مجھے گھٹی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگائی تھی اور جانتا ہے جس نے مجھے گھٹی لگائی تھی وہ میدان جنگ میں بھی اترتا ہے تو سفید سواری پہ، سفید لباس میں، کائنات میں کوئی فوج ایسی نہیں جس کا لباس سفید ہو، ایک مدنی کملی والا ہے، اس لئے کہا عمرو سنا ہے تیری جنگ کے کچھ اصول ہیں۔ اس نے کہا ہیں فرمایا سنا ہے تیرے جنگ کے تین اصول ہیں۔ اس نے کہا نوجوان خبریں تو پوری پوری رکھتا ہے۔ فرمایا خبر تو اب لوں گا میں نے تو ابھی تیری خبر لی ہی نہیں ہے۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ تین باتیں کوئی تجھ سے کرے تو تو ضرور پوری کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا پھر سن پہلی بات: اس نے کہا بول فرمایا پڑھ "لا الہ الا اللہ" اس نے کہا یہ پہلا نوجوان ہے جس نے پہلی شرط ہی ایسی پیش کی ہے کہ پاؤں سے زمین نکل گئی ہے۔ اس نے کہا یہ پوری نہیں ہوسکتی فرمایا پھر دوسری سن اس نے کہا سناؤ۔ فرمایا یہاں سے جان بچا اور نکل جا۔ اس کو کہتے ہیں نفسیاتی تاثر، اسے نفسیاتی طور پر مار رہے ہیں اس نے کہا کہ تجھے پتہ ہے کہ جب میں میدان میں اترتا ہوں تو واپس نہیں جایا کرتا فرمایا بے بخنے تو تو کہتا تھا کہ ایک مانوں گا۔ اب دو کو تو تو نہیں مانا اب پتہ نہیں تیسری مانتا ہے یا نہیں۔ کہنے لگا تیسری ضرور مانوں گا بول فرمایا سنا ہے تو بڑا بہادر ہے اس نے کہا دنیا جانتی ہے، فرمایا او بزدل میں زمین پہ کھڑا ہوں اور بچہ ہوں اور تو اپنے ہاتھی جیسے گھوڑے پہ چڑھا ہوا ہے، نیچے اُتر، غصے میں آ کر چھلانگ لگائی اور کھینچ کے ماری تلوار اور اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اس نے کہا لے لڑکے۔ آپ نے فرمایا تیسری شرط ابھی میں نے نہیں پیش کی۔ کہنے لگا وہ کیا فرمایا کہ عمرو جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے۔ اب وہ مرا جا رہا ہے، کہتا ہے کہ آج تک اتنی ہمت کر کے میرے سامنے بولا کوئی نہیں یہ پتہ نہیں کون ہے، بول بول رہا ہے، بول بول کے تول رہا ہے، بول بول کے رول رہا ہے۔ یہ کیا بول رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سن پھر عمرو تیسری شرط یہ ہے کہ کر میرے اوپر وار، مولا

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کر وار اب وہ پیچ و تاب کھانے لگا، انگلیوں کو کاٹنے لگا، کہنے لگا اتنی ہمت تیرے اندر، تیرے باپ کا نام کیا ہے، آپ نے باپ کا نام بتایا، اس نے سنا تو کہا لڑکے واپس پلٹ جا، تیرا باپ میرا دوست تھا، میرا یار تھا، ترس آتا ہے کہ یار کی اولاد کو یار مار گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تیرے یار کا خیال ہے مجھے میرے یار کا خیال ہے۔ تجھے تیرے یار کی روح آڑے آ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ چھوڑ لیکن میرا یار مجھے کہہ رہا ہے کہ اس کی گردن توڑ۔ فرمایا بزدل اب تجھے جانے والے یاد آ رہے ہیں لگتا ہے تو بھی ادھر جانے والا ہے۔ اس نے. کہا لڑکے میں زحم کھاتا ہوں میں ترس کھاتا ہوں، میں ترس کھا رہا ہوں اور تو چڑھتا آ رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا چڑھائی والی بات تو میں نے پہلے ہی تیری مٹا دی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا ہے کہ کل کو تیری بہنیں تجھے روئیں گی عمرو، تیری ماں تجھے روئے گی، وین کرے گی کہ کوئی بہادر نہیں بزدل تھا۔ اس لئے میں کہتا ہوں تیری بہن تجھے روئے نہیں یہ وین نہ کرے کہ پہلے وار کا موقع نہ دیا۔ اس لئے موقع دے رہا ہوں تا کہ کل تجھے کوئی روئے بھی نہیں۔ اب پیچ و تاب میں آیا، اب رقص کرتا ہوا، اپنی انگلیوں کو کاٹتا ہوا، تلوار کو بے نیام کر کے زمین میں دھڑ نگے مارتا ہوا کہنے لگا او لڑکے آج تیری لاش کے اتنے ٹوٹے کروں گا، اتنے ٹکڑے کروں گا کہ مٹی میں ذرے نظر نہیں آئیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کر وار، تیار ہے حیدر کرار، پھر دیکھ ذوالفقار، اس نے تلوار کا جو وار کیا آخر پھر عمرو تھا، ایک ہزار سے لڑنے والا تھا۔ آپ نے سر کو بہت بچایا لیکن ظالم کی تلوار کا کچوٹہ آیا، خون کٹ گیا لیکن علی پلٹ گیا۔ اب آپ نے تلوار کو سنبھالا آیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیالہ، یہ تھا حقیقت کا شوالا، آپ نے تلوار اٹھا کے لہرائی فرمایا عمرو اب بچ خدائی بجلی آئی، اب اس نے سر کو بڑا بچایا، بڑا ادھر اُدھر لڑکھڑایا، لیکن حیدر نے تلوار کو جو چلایا ادھر نیزے کی انی کو علی اور یہ تھا حیدر تلوار کا دھنی، تلوار جو چلی غبار اٹھا اتنی مٹی اڑی پتہ نہ چلا کیا ہوا، ادھر

بھی سناٹا، ادھر بھی سناٹا، ادھر بھی خاموشی طاری ادھر بھی خاموشی طاری پتہ نہیں نتیجہ کیا نکلا۔ جب غبار ہٹا تو دنیا نے دیکھا ایک ہزار کا مقابلہ کرنے والا مٹی پہ تڑپ رہا تھا اور علی نبی کے سینے سے چپک رہا تھا، تو علامہ اقبال نے کہا ہے کہ:

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
خالد جانباز ہے یا حیدر کرار

جب میرے نبی کے سینے سے لگے تو میرے نبی نے مولا علی رضی اللہ عنہ کے سر پہ بوسے دیئے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ چوم رہے ہیں، جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ بوسے دے رہے ہیں۔ اوئے یہ نبی کا ہیرو ہے کفر اس کے مقابلے میں زیرو ہے۔ یہ ہے جنگِ خندق کا ہیرو۔ میرے نبی نے فرمایا علی ساری دنیا کی نیکیاں ہک پاسے، تیرا ایک وار ہک پاسے۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے جو عدد کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا ایک ذرا اور پھیرا لگانے دے فرمایا کیوں؟ عرض کی آقا بیٹے بھی ساتھ لایا تھا ایک اور چکر لگاؤں تا کہ جھوٹے کو گھر تک پہنچاؤں۔ اب اس کا لاشہ تو تڑپ رہا تھا۔ بیٹے جو آئے چھلانگیں لگائیں، حیدر کرار نے للکارا فرمایا او بزدلو بھاگنا نہیں۔ ذرا ٹھہرو تو یہی یہ حیدر کرار ہے، مقابلے میں اگرچہ ہزار ہے، یہ حیدر کرار ہے کہ جب بھی میدان میں آتا ہے، ہو پیچھے وار نہیں کرتا، میرے نبی سینے سے لگا رہے ہیں اور جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ ماتھا چوم رہے ہیں۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سر چوم رہے ہیں، صحابہ اردگرد گھوم رہے ہیں کہ واہ علی واہ علی۔ حضرات گرامی یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں، علی نہیں بلکہ علی ولی ہے۔

میرے نبی فرمایا کرتے تھے کہ علی کا پیار ہمارا پیار ہے، علی سے پیار کرنے والا مومن ہے علی سے بغض رکھنے والا منافق ہے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ خود فرماتے تھے کہ میرے مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ پیارے علی تجھ سے جو پیار کرے وہ مومن ہے جو تیرا انکار کرے وہ منافق ہے۔ صدقے جایئے اسی لئے علامہ اقبال جب بھی دعا مانگتے تھے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جدا نہیں کرتے تھے کہتے تھے:

الٰہی تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضٰی ، سوز صدیق دے

جنگ بدر ہو، جنگ اُحد ہو، جنگ حنین ہو، جنگ خندق ہو، غزوہ خیبر ہو، کسی مقام پہ بھی آؤ گے مولا علی کو سب سے آگے پاؤ گے۔ جب یہودیوں سے معرکہ ہوا تھا، میرے نبی نے فرمایا علی اب لمبے چوڑے معاملے کی ضرورت نہیں۔ تو بھی جا، زبیر تو بھی جا، چھ سو یہودی آیا اور جناب علی اور جناب زبیر رضی اللہ عنہما نے تلواروں کو ایسے لہرایا کہ چھ سو کا چھ سو یہود مردود گاجر مولی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا۔ چھ سو یہودی اور حیدر کی تلوار انہیں چاٹ گئی، کمال ہے جناب حیدر کرار کا جواب نہیں ملتا۔ تبھی تو دنیا کہتی ہے بلکہ علامہ اقبال سنی حنفی کہا کرتے تھے کہ:

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوتِ حیدری

وہ علی جو تین تین دن کھانا ہی نہیں کھاتا، صبح جاوے سارا دن مزدوری فرماوے شام کو کھجوریں یا جو لے کے آوے، جناب زہرہ کے حوالے فرماوے، علی کھجوریں لاوے یا جَو لاوے، بی بی بیٹھ کے قرآن کی تلاوت بھی فرماوے، چکی بھی چلاوے، جب آٹا بناوے، روٹی پکاوے کوئی مسکین جو آوے ساری کھلاوے کچھ بچنے میں نہ آوے، اب تین تین دن لٹ رہے ہیں، لٹا رہے ہیں، فقیر، مسکین، غریب آرہے ہیں، علی کا لنگر کھا رہے ہیں۔ آپ بھوکے جا رہے ہیں، مجال ہے کوئی لفظ کہے، نہ علی جیسا بہادر کوئی نہ علی جیسا سخی کوئی، سخی بھی، پیر بھی، فقیر بھی۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی اپنی تفسیر مظہری میں

فرماتے ہیں جتنے بھی ولی پچھلے زمانے میں گزرے یا قیامت تک آئیں گے کوئی ولایت کے درجے تک پہنچ نہیں سکتا جب تک علی ولی کی مہر نہ لگے۔ صدقے جایئے مولا علی رضی اللہ عنہ کے، فقیر ایسا جس جیسا فقیر کوئی نہیں، سخی ایسا اس جیسا سخی کوئی نہیں اور حاکم ایسا اس جیسا حاکم کوئی نہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفادار ایسا اس جیسا وفادار کوئی نہیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے پیار ایسا اتنا کسی سے پیار نہیں۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا ام المومنین سچ سچ بولو، پورا پورا تولو یہ فرماؤ نبی کو سب سے پیارا کون، فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کی اس کے بعد، فرمایا اس کا شوہر علی رضی اللہ عنہ، وہ علی المرتضیٰ جو محبوب مصطفےٰ ہیں۔

صلح حدیبیہ ہو رہی ہے اور معاہدہ لکھا جا رہا ہے۔ سہیل بن عمرو جو مکے کے کافروں کا معاہدہ کرنے والا تھا وہ بھی بیٹھا ہوا ہے اب لکھنے لگے، آغاز ہوا معاہدے کا، کہا لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لیکن کافر نے انکار کیا، اس نے کہا ہم "الرحمن الرحیم" نہیں مانتے قلم پھیرو اس کو مٹاؤ لکھو "باسمک اللھم" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی میرے منشی میرے کاتب مٹا دے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلم کو اٹھایا۔ خط تنسیخ کھینچ دیا، مٹا دیا، اب فرمایا لکھ آگے، "ھذا ماقضیٰ علیہ محمد رسول اللہ" سوہنے نبی کا نام آیا، علی نے لکھا، کافر نے پھر اعتراض کر دیا کہنے لگا ہم "محمد رسول اللہ" نہیں مانتے۔ اگر مانتے تو جھگڑا کیسا۔ اس کو بھی مٹا دو لکھو "محمد بن عبداللہ" میرے نبی نے فرمایا علی مٹا دو، علی المرتضیٰ کا قلم رُک گیا علی کی ذہنیت دیکھو۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کا قلم رُک گیا، نبی نے فرمایا علی میں نے کہا مٹا دو، علی المرتضیٰ کے ہاتھ کانپنے لگے، تیسری مرتبہ حکم ہوا علی ہم نے کہا مٹا دو۔ علی نے عرض کی آقا پہلے تو قلم پھیر چکا لیکن تیرے نام کو مٹاؤں وہ بھی میں۔ نگار المؤرخین کہتے ہیں کہ نبی کی بات کا انکار کفر تھا نبی کے حکم کا انکار کفر تھا۔ لیکن اب یہاں کیا

فتویٰ دو گے نبی فرماتے ہیں مٹا دو۔ علی کہتے ہیں بسم اللہ پہ تو قلم پھر سکتا ہے تیرے نام پہ نہیں۔ دوسری مرتبہ نہیں۔ تیسری مرتبہ نہیں۔ فرمایا علی ہم نے جو کہا ہے مٹا دو لرزتے ہوئے کانپتے ہوئے عرض کی آقا اگر میں نے تیرے نام پہ قلم پھیر دیا دنیا کیا کہے گی کہ علی نے اپنے نبی کے نام کو کاٹ دیا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قلم پکڑا، فرمایا بتا کدھر ہے میرے نبی نے خود قلم پھیرا لیکن مورخین حیران ہیں کہتے ہیں کہ لوگو تمہارا کروڑوں پیار ایک طرف علی کا پیار ایک طرف لیکن علی نے کہا جو ہوتا ہے ہو جائے علی تیرے نام کو مٹائے گا نہیں۔ آج دنیا نبی کا نام مٹاتی پھرتی ہے، آج مسلمان کلمہ پڑھنے والے توحید کے ٹھیکیدار نبی کے نام کو کاٹتے پھرتے ہیں، یہ ظالم کاٹنے کو دوڑتے پھرتے ہیں۔ ارے صحابہ کو ماننے والو صحابہ کرام کا تاجدار علی ہے، کہتا ہے آقا معاف کرنا پیار کی گستاخیاں، علی سبق سکھا گیا، سبق پڑھا گیا، نقشے چھوڑ گیا نمونے چھوڑ گیا کہ لوگو اپنے نبی کے نام کو کبھی نہ مٹانا اپنے نبی کے نام کو کسی قیمت پہ نہ مٹانا، تبھی تو علامہ اقبال کہتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

یہ علی کو پیار ہے میرے نبی سے، آج لوگ کہتے تو ہیں کہ پیار ہمیں بھی ہے ظالمو اگر تمہیں پیار ہوتا، تمہارے ہونٹوں پہ بھی نبی کا ذکر اذکار ہوتا، او جن کو پیار ہے وہ حیدر کرار ہے۔

کیا سنا نہیں ہے کہ نماز کا وقت تھا، میرے نبی کی نماز ادا ہو گئی، علی باوضو بھی تھے، علی کی نماز رہ گئی، آقا جھولی میں ہیں، امام طحاوی نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ پیارے آقا علی کی جھولی میں سو گئے، اب علی المرتضیٰ سورج کو دیکھے، کبھی ادھر سورج کو دیکھے یعنی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو کبھی اُدھر دیکھے، سورج رُک نہیں رہا، وہ بھی جا رہا ہے اور سوہنا آنکھ نہیں اُٹھا رہا ہے، وہ آرام فرما رہا ہے، نماز جا رہی ہے، آج تک ایسا ہوا نہیں۔ لیکن اگر نماز کو نہیں

چھوڑتا ہوں تو رشتے پیار والے توڑتا ہوں، اگر اِدھر جوڑتا ہوں اُدھر ٹوٹتا ہے۔

آ گئی جان شکنجے اندر تے جیویں ویلنے دے وچ گنا
روح نوں آ کھ اج رہو محمد ﷺ اج رہویں تاں مناں

لیکن کہتے ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے آج یہی فیصلہ فرمایا کہ نماز جاتی ہے تو جاوے پر تیرے آرام میں خلل نہ آوے لیکن اس مدنی سے بھی کوئی سونے کا ٹائم پوچھے، دوپہر ہوتی تو قیلولہ تھا رات ہوتی تو کوئی نیند کا وقت تھا، عصر کے بعد بھی کوئی سونے کا وقت ہے لگتا ہے کہ جان بوجھ کے سو رہے ہو، پوچھا دوپہر کا وقت نہیں، رات کا وقت نہیں، عصر کو کیوں سوئے پہلے تو کبھی نہیں سوئے، آج کیوں سوئے فرمایا میں جان بوجھ کے سویا کہ آج امتحان لے لوں اگر امتحان میں پکا ہے تو سورج اس کے لئے واپس لوٹاؤں۔

واہ امام احمد رضا خان کہتے ہیں، نبی نے آنکھ لگائی امتحان کی گھڑی آئی، علی رضی اللہ عنہ نے بھی توڑ نبھائی۔ نماز جا رہی ہے اس نے کہا جاتی ہے تو جا پر سوہنیا تو سو جا، سوہنا آنکھ کھولے اور آنکھ کھول بولے، علی کیا ہوا عرض کی آقا نماز گئی فرمایا جگایا کیوں نہیں۔ آقا آپ کبھی سوئے جو نہیں، ویسے بھی آپ جاگتے ہی رہتے ہو۔ ''تنام عیناى ولا ینام قلبی'' دلوں پر نظر رکھنے والے آج ہم سے پوچھ رہے ہو جگایا نہیں فرمایا علی گھبرا نہیں عرض کی آقا افسوس ہے نماز کا، فرمایا کیا ہوا عصر کی نماز گئی نہ گھبرا۔ انگلی کو جو اُٹھایا دل والا سلسلہ اوپر ملایا اور اشارہ کر کے جو حکم فرمایا تو ڈوبا سورج واپس آیا۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشاروں سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ قدرت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ کریم ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان سمجھنے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصالِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین o علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین واولیاءہ الکاملین وعلماء ملتہ واہلسنتہ اجمعین o اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیمo
اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاًo فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان تواباًo

(صدق اللہ العظیم)

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

برادرانِ اسلام!

یہ ایسا موضوع ہے کہ جس کو بیان کرنے کے لئے پتھر کا دل چاہیے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سچائی کو اور اس طاقت کو صحیح صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادرانِ اسلام! نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر گرامی پائی، چالیس سال کی عمر میں آپ نے عرب کی زمین پر اظہار نبوت فرمایا۔ تیرہ سال تک نبوت کی شمع مکے کی گلی کوچوں میں بازاروں میں اللہ کے آسمان کے نیچے جلتی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُکھ سہتے رہے، سچ کہتے رہے، جنہیوں

کو جنتی بناتے رہے، تیرہ سال مکمل ہونے کے بعد مدینۃ النبی کی قسمت جاگی، یثرب کی بستی کی قسمت جاگی اور کائنات کا نصیب مدینے کو نصیب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے، دس سال آپ نے اپنے جمالِ جہاں آرا سے، اپنے اقوال باکمال سے مدینے کے شہر کو، مدینے کی بستی کو بکاءِ نور بنائے رکھا، رشکِ عرش بنائے رکھا، اور دس سال مکمل ہونے کے بعد، تکمیل تبلیغ کے بعد ذمہ داری جو رب نے آپ کے ذمہ لگائی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد، کیونکہ دستور یہ ہے کہ کوئی کام کرنے والا جب کسی کام کو آتا ہے جب کام مکمل ہو جاتا ہے پھر واپس اپنے گھر کو جاتا ہے۔ ایک ہوتا ہے کسان کا گھر، ایک ہوتا ہے کہ اپنی آبادی میں آنا، اپنی کاشت کاری کرنا، بیج ڈالنا، پانی لگانا، جب فصل نے پکنا اس نے فصل کو کاٹنا پھر اس کو اٹھانا، پھر واپس گھر لے جانا۔

اس لئے جو بھی آتا ہے وہ اپنا کام کر کے واپس جاتا ہے۔ سرکار کے ذمے جو ڈیوٹی تھی، آپ نے نبھائی دس ہجری مکمل ہوئی تو سرکار اس دنیاء فانی سے باقی دنیا میں تشریف لے گئے۔ خالق سے مکمل اکمل رشتہ جوڑا لیکن مخلوق سے بھی رشتہ نہیں توڑا۔ مہینہ صفر کا تھا جب آپ بیمار ہوئے باختلاف روایت کچھ کہتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول تھی لیکن درست یہ لگتا ہے کہ دو ربیع الاول سوموار کا دن تھا، سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مکھڑا ہم سے چھپا لیا۔

برادرانِ اسلام! دسویں سن ہجری میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ میں حج کرنے کو جا رہا ہوں۔ جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ چلے اور اشارہ بھی دے دیا کہ یہ حج میرا آخری حج ہو گا۔ بس آپ کا فرمانا تھا کہ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح عرب میں پھیل گئی کہ سرکار حج کو جا رہے ہیں۔ ایک لاکھ آدمی مدینہ پاک میں جمع ہو گیا کہ سرکار کے ساتھ حج کریں گے۔ مدینے کی گلیاں، کوچے، بازار، میدان، وادیاں بھر گئیں لوگوں سے۔ ایک لاکھ آدمی کے ساتھ امت کے غمخوار نبی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز پڑھ کر مدینے سے

چلے۔ راستے میں جس جس کو خبر ہوتی گئی وہ ساتھ ملتا گیا مکے پہنچتے پہنچتے سوا لاکھ کا مجمع ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ساڑھے چار سو کلو میٹر کا فاصلہ اور سوا لاکھ آدمی کی جماعت، پہاڑوں پر چڑھتی تو نعرہ تکبیر بلند ہوتا، اللہ اکبر کی صدا فضا میں گونجتیں۔

چلو تم بھی سفر اچھا رہے گا
ذرا آباد دیاروں تک چلیں گے

سرکار مکہ شریف میں پہنچے سوا لاکھ آدمی آپ کے جلوں میں تھا، آپ نے کعبہ شریف کا طواف فرمایا بڑی شان کے ساتھ، بڑے وقار کے ساتھ دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی، بڑے اہتمام کے ساتھ، بڑی محبت کے ساتھ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں پڑھیں، دعائیں مانگتے رہے،۔ جب صحابہ آمین کہتے تو مکے کی گلی گلی گونج اٹھتی۔ سوا لاکھ آدمی اور وہ بھی اپنے حبیب کے ساتھ اور بعض کے دل میں یہ کانٹا بھی چبھ رہا ہے کہ لگتا ہے کہ یہ شمع کا یوں جلنا بتاتا ہے کہ شاید اب کے بعد ساتھ نہیں ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ مکمل فرمایا، حج شروع ہوا، مقام منیٰ پر پہنچے۔ آپ نے ان میدانوں میں سے ایک میدان میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا میری کسوئی اونٹنی لاؤ، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی لائی گئی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اوپر سوار ہوئے۔ آپ نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا میرے نبی نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو خطبہ دیا وہ کائنات کی فلاح و بہبود، بقا و امن کی بنیاد ہے۔ اقوام متحدہ میں یہودیوں کے مردہ کھانے والے وزیروں اور مشیروں کو پتہ ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چارٹر کیا تھا۔ یہ ہیں یہودیوں کے پس پردہ کھانے والے، نصرانیوں کی گود میں پلنے والے، امریکہ میں پڑھنے والے اور انہی کے کاندھوں پہ چڑھنے والے اور انہی کے کوچے میں مرنے والے۔ ان کو کیا پتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کے حقوق کا چارٹر کیا دیا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں سے آپ کے

چند پوائنٹس عرض کرتا ہوں آپ نے فرمایا آج سے "لافضل لعربی علی عجمی " فرمایا دنیا والوسُن لو کہ کسی عربی کو آج کے بعد کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

فرمایا جتنی جھوٹی باتیں، جھوٹی نخوتیں، جھوٹے غرور تھے آج میں نے اپنے قدموں تلے روند ڈالے ہیں۔ یہ میرے نبی کے خطبے کے ترجمان لفظ ہیں۔ فرمایا آج میں سود کا خاتمہ کر رہا ہوں، میرے چچا کے بیٹے کا قتل تھا، میں مقتولوں کے وارث ہونے کے باوجود ان کو معاف کر رہا ہوں، میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعلان کر رہے ہیں اور یہ تاریخی جملہ جس نے تڑپا کے رکھ دیا صحابہ کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اے میرے صحابہ آج میری تمہاری آخری ملاقات ہے، پھر ہم مکے نہیں آئیں گے، مکے کی زمین روئی، اس نے کہا جانے والے تو آیا ہے لیکن یہ جملہ کہہ کر تڑپا کیوں رہا ہے کہ آج کے بعد نہیں آؤں گا۔

روٹھا ہی رہے ہم سے تو منظور ہے لیکن
یارو اس سے بولو کہ ہمارا شہر نہ چھوڑے

صحابہ کی چیخیں نکل گئیں، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مکے نہیں آؤ گے، تو پھر مدینے رہو گے۔ لیکن بات واضح نہ ہو سکی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر خطبہ شروع فرما دیا۔ آپ دو دو جملے کہتے پھر پوچھتے کہ لوگو بولو میں نے اپنا فرض چکا دیا کہ نہیں۔ صحابہ روتے، ہاتھ کھڑے کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے اپنا فرض نبھا دیا۔ آپ پھر فرماتے "اللھم اشھد" اے اللہ تیری اس مخلوق کو میں نے قرض چکا دیا ہے۔ گواہی دینا یہ گواہی دے رہے ہیں۔ میرا نبی زمین والوں سے گواہی لیتا ہے پھر آسمان والوں کو کہتا ہے کہ تم بھی گواہ ہو جاؤ۔ دیکھ لے جو فرض تھا جو قرض تھا میں نے اسے چکا دیا۔

میرے چارہ گر کو نوید ہو صفِ دشمناں کو خبر کرو
جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب ہم نے چکا دیا

میرے اللہ دیکھ میں نے تیرا فرض نبھا دیا ہے۔ میرے نبی نے فرمایا لوگو خیال رکھنا، غلاموں پہ ظلم نہ کرنا، نوکروں پر زیادتی نہ کرنا، جو خود کھانا انہیں کھلانا، جو خود پہننا انہیں بھی پہنانا، مشقتیں حد سے زیادہ نہ ڈالنا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا خیال کرنا یہ جو خادمائیں ہیں لونڈیاں ہیں ان کے ساتھ رحم کرنا، محبت کرنا، عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے تمہارے اوپر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے تمہارے ان پر حقوق ہیں۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ دیا تین جملے کہنا پھر کہنا او لوگو میں نے اپنا فرض نبھا دیا، میں نے پیغام پہنچا دیا۔ پوری وادی گونج اٹھتی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جی ہاں، آپ نے فرض پورا کر دیا، فرض نبھا دیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ خطبہ طویل خطبہ ہے پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حج کے تمام فرائض کو ادا فرمایا۔ حتیٰ کہ موسم موقع اونٹوں کی قربانی کا آیا، سرکار منحر میں تشریف لائے فرمایا اونٹ لاؤ تا کہ ہم قربانی کریں۔ ایک سو اونٹ کی لمبی قطار ظاہر ہے اونٹ قربان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، آج کائنات کے والی ہاتھ میں چھرا پکڑ کر یا نیزہ پکڑ کے اونٹوں کو ذبح کرنے کے لئے نکلے اور سو اونٹ پورے کا پورا قطار میں کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا مولا علی اونٹ لاؤ، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نازک ہو نازنین ہو، آپ کے ہاتھ بڑے نازک ہیں پھٹ جائیں گے، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب میں تھک جاؤں گا تو میں تمہیں ضرور کہوں گا، لیکن مجھے پہلے باری دو مجھے موقع دو، پانچ پانچ اونٹ یا دس دس لاؤ۔ آپ حضرات کو پتا ہے کہ جب قربانی کا جانور لایا جاتا ہے تو حکم ہے کہ اس کے سامنے چھری تیز نہ کرو۔ پہلے پانی پلا لو، اس کو ڈر لگے گا۔ اس کا خون خشک ہو جائے گا، وہ بھاگے گا

موت کے ڈر سے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تماشہ عجب دیکھا کہ ہم نے جب پانچ یا دس اونٹوں کو پکڑا سرکار کی طرف پھیرا۔ سرکار کے ہاتھ میں چھری نظر آئی، اونٹ آ آ کے گرتے تھے، گر گر کے سر رکھتے تھے اور زبانِ حال سے یہ کہتے تھے۔

تو پھیر چھری ہمارے گلے پہ تب مزہ ہو
اور ہم دل سے دعا ہمارے الٰہی ہمارے قاتل کا بھلا ہو

دل تاک رہی ہے تیری دُز دیدہ نظر آج
لٹتا ہے میری پیاری تمناؤں کا گھر آج
دشمن بھی ہیں اور ہم بھی ہیں مشتاقِ شہادت
خبر نہیں تیر اِدھر ہو کے اُدھر آج

میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھری مبارک اُٹھائی اونٹ آویں گڑ گڑائیں، رنگیں ایک دوسرے کو سر مارتے ہیں چیخ رہے ہیں رو رہے ہیں، ایک کہتا ہے کہ پہلے مجھے چھری پھیر دوسرا کہتا ہے کہ پہلے مجھے ذبح کر۔ آج مقابلہ لگا ہے مرنے کا، زندگیاں بچانے میں تو دنیا ایک دوسرے سے نمبر لیتی ہے لیکن دنیا میں یہ پہلی بار کسی نے دیکھا تھا، بے سمجھ تھے، گونگے تھے، بے عقل تھے لیکن تیرے ہاتھ میں چھری دیکھ کر آج موت کھڑی ہنستی تھی فرشتوں کے اوپر سناٹا طاری تھا کہ پتا نہیں مسیحا تیرے ہاتھ میں کیا ہے، دنیا زندگی مانگتی ہے بھیک مانگتی ہے کہ کروڑوں لے لو اور چند سانس زندگی دے دو، لیکن آج جانوروں کو تیرے کوچے میں گرتے دیکھا۔

کوئی مر رہا ہے کوئی گر رہا ہے اور پھر دعائیں دے رہے ہیں کہ پھیر چھری میری گردن پہ جس کی گردن پہ چھری رکھے اس کے خوشی سے آنسو نکل آئیں، نہ پاؤں ہلاوے، نہ سر ہلاوے، ارے آرام سے مر جاویں کیا محبت ہے کیا پیار ہے، پتہ نہیں تیری چھری میں کیا تاثیر ہے، موت سے ڈرتے نہیں ہیں

اور ذرہ سی حرکت کرتے نہیں ہیں، تریسٹھ اونٹ کھڑے، اونٹ نہ کہو تریسٹھ عاشق تریسٹھ محب میرے نبی کا خون میں لت پت پڑا ہے۔ خون بکھرا پڑا ہے محبوب کے ہاتھ میں چھری، چھری محبوبوں کے، معشوقوں کے گلے پہ پھیر رہے ہیں اور خون کا قطرہ قطرہ دعا دے رہا ہے۔

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستان سلامت کہ تو تیغ آزمائی

یہ نظارہ سطح زمین، زمین کی چھاتی پر کائنات نے پہلی بار دیکھا تریسٹھ اونٹ میرے نبی نے ذبح فرمائے، لیکن تریسٹھ سے چونسٹھ ذبح کرنا، یہ نقطہ ذرا غور سے سننا، ایک اور کو ذبح کروتا کہ پورا ہو جائے کام لیکن چھری اُٹھانے والے نے چھری زمین پر رکھ دی، صدا آئی کہ پھر تو نے ہمیں تڑپا دیا، تریسٹھ پر کیوں رُک گئی ہے تیری چھری، اس نے کہا کہ اتنا ہی چاہا تھا، ایک سال کے بدلے ایک خون لے لے مجھ سے، پتہ نہیں میری عمر کے کسی سال میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میرے مالک تو ایک ایک اونٹ لے لے مجھ سے، عمرہ کرنے والو، حج کرنے والو سمجھو اگر کوئی غلطی ہو جائے تو ایک ایک اونٹ دم دیا کرتے ہیں تا کہ وہ اصول پورا ہو جائے، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج خدا کے عبد، نیاز مند بن کے تریسٹھ اونٹ کو ذبح کر کے چپ کر کے کہہ رہے، تجھے لے میں تریسٹھ سال تیرے دین کو کاندھے پہ لے کے پھرا ہوں، پتھر کھائے میں نے اور گلی گلی دنیا نے میرے بچوں کو تڑپایا اور یہ روایت قائم رہے گی میری اولاد میں کہیں حسن دوں گا کہیں حسین دوں گا۔

تریسٹھ سال میں اگر مجھ سے کوئی کمی رہ گئی ہو تو لے تریسٹھ اونٹ دم دے رہا ہوں۔ ایک سال کے بدلے ایک لکھ لے، اوپر والے نے کہا ہوگا کہ تو کیوں خون بہاتا ہے تو کیوں دم دیتا ہے۔

"لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر"

تیرے نام کے صدقے تو میں نے آدم کو معاف کیا تھا، مجھے اپنے تقدس کی قسم مجھے زمین کی طہارت کی قسم تیرا دامن ہر آلائش سے پاک ہے، تو تو اتنا سوہنا، اتنا ستھرا، اتنا صاف ہے کہ میں نے تیرا سایہ زمین پہ نہیں پڑنے دیا کہ تیرے سائے پہ کسی کا پاؤں نہ آجائے، اونٹ ذبح ہو گئے اور اسی حج کے درمیان تریسٹھ اونٹ تو میرے سرکار نے ذبح کیے اور باقی بچ گئے سینتیس۔ پتہ نہیں کس کو آواز پڑے گی کس کو کہو گے پتہ نہیں بانٹو گے کہ پانچ پانچ لے لو کسی کو کہو گے تین لے لے، لیکن صدقے جاؤں تو پیر ہے اور سوا لاکھ میں سنیوں کا پیر تھا۔ میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ویر تھا نام علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ تھا۔ آواز پڑی ''أین حیــــدر '' حیدر کہاں ہے آواز آئی آقا ادھر ہوں، فرمایا چھری پکڑ بقایا سینتیس تیرے نام۔

ہم اہلسنت والجماعت علی کے چاہنے والے ہیں، علی کے ماننے والے ہیں، ارے علی کی شان سننی ہے تو ہم سے سنو، اہلبیت کا مقام سمجھنا ہے تو ہم سے سمجھو خدا کی توحید سمجھنی ہے تو ہم سے سمجھو کیونکہ صحابہ کے وارث ہیں ہم، علی کے وارث ہیں ہم، ہر ولی کے وارث ہیں ہم، غوث جلی کے وارث ہیں ہم۔

میرے مولا علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ یہ مت دیکھا کرو کہ کون بول رہا ہے۔ فرمایا کہ یہ دیکھا کرو کہ کیا بول رہا ہے۔ اس لئے صدقے اس سوہنے کے قربانی مکمل ہوگئی اور یہ بات بالکل بلا ترتیب ہے بالترتیب نہیں ہے۔ حج کے موقع پر جس وقت آپ نے حلق فرمایا۔ ایک مشہور حجام تھا معمر، فرمایا اس کو بلاؤ فرمایا حلق کر، سر کو مونڈ، عرض کی حضور کدھر سے شروع کروں۔ فرمایا دائیں طرف سے، سرکار نے جب حلق کروانا شروع کیا اس نے مونڈا سر مبارک آپ نے فرمایا خیال رکھنا کہیں بال نیچے نہ گرنے پائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بال نیچے ہی گرا کرتے ہیں۔ یہاں جو بھی آتا ہے، شاہ ہو یا گدا ہو، کوئی ایرانی ہو یا افغانی، کوئی مصری ہو یا شامی، کوئی عربی ہو یا عجمی کوئی بھی ہو سب کے بال مکے کی

گلیوں میں بکھرتے ہیں۔ فرمایا لیکن دھیان رکھنا، ہمارا کوئی بال زمین پہ نہ گرنے پائے۔ بال منڈوائے اور بخاری مسلم اور تمام کی یہ متفق علیہ حدیث ہے فرمایا یہ لو اور ایک ایک کر کے فقیروں میں بانٹ دو۔

اور اُدھر ام سلیم نے اپنے خاوند کو کہہ بھیجا تھا کہ سرکار ضرور حلق کروائیں گے اگر تو میرے لئے میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفوں کا تحفہ نہ لایا تو گھر میں نہ آنا۔ یہ انس کی اماں ہے تحفے مانگ رہی ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ تسبیح لانا، کھجور لانا، آب زم زم لانا، وہ کہتی ہے کہ کچھ نہ لانا پر محبوب کی زلف ضرور لانا۔

مکھ چند بدر شاہ شانی اے متھے چمک دی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے

اسی لئے ہم کہتے ہیں زلفیں رکھنی چاہیے، گنجے منجے ٹنڈ منڈ اچھی نہیں ہوتی۔ عجب بات ہو گئی میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادھر بائیں والے صاف کر۔ جب حلق بائیں والا کروایا صدا لگائی۔ پتہ نہیں دل کو کیسے خبر ہو گئی۔ ابوطلحہ انصاری انس کا بابا سائیڈ پہ کھڑا ہے کہتا ہے کہ سوا لاکھ آدمی ہے کس کس کا حق ماروں چپ کھڑا تھا، صدا لگی، او ابوطلحہ ادھر آ، جی سرکار فرمایا یہ میری زلفیں پکڑ اور تقسیم کر لوگوں میں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی کہیں کونے میں، نکر میں کھڑا تھا دوڑا آیا اور کہنے لگا یار ایک مہربانی کر ان سے تو بولنے کی ہمت نہیں ہے یہ پیشانی کا ایک بال بس دے دے۔ کیا بات ہے چاہنے والوں کی کہ صرف ایک زلف کا بال دے دے۔ یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے جو بھیک مانگتا پھرتا ہے میرے نبی کے بالوں کی، بال لیا ٹوپی میں سی لیا۔ بس ٹوپی میں بال آیا اور جرنیل تھا مسلمانوں کی فوج کا، بڑے بڑے رومیوں کے سرداروں کے اپنی تیغ جوہر دار سے ٹوٹے اڑائے تھے اور کہتے تھے ضمانت تھا خالد کا وجود جس جنگ میں آ جاتا تھا تو

کایا پلٹ جاتی تھی۔ علامہ اقبال قلندری لاہوری کہتا ہے۔

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
خالد جان باز ہے یا حیدرِ کرار

وہ خالد کہتا ہے کہ مجھے بالوں کی یہی ڈالی دے دو، یہی تحفہ دے دو، سلوایا ٹوپی میں بال، کر دیتا تھا پھر کمال، بال تقسیم ہو گئے ایک ایک ملا، پتا چلا اہلسنت کا مزاج کیا ہے صحابہ کا مزاج کیا ہے، الحمد للہ میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کو مکمل فرمایا، آخری دن آیا، آپ اونٹنی پر سوار تھے، مکے کے بچے دوڑے آتے میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے بچوں کو اُٹھاتے، اُٹھا کے اپنی سواری اونٹنی پر بٹھاتے تھے پھر اُتار دیتے تاکہ سب کے دل راضی ہو جائیں۔

آبِ زم زم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیا تھا۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ پوچھتے ہیں کہ اس کی اصل کیا ہے۔ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبِ زم زم کھڑے ہو کر پیا تھا۔ اس لئے ہم بھی کھڑے ہو کر پیتے ہیں۔ میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مکمل فرمایا حج کی تکمیل ہو گئی، یہ آخری حج فرما کر عمرہ فرما کے اللہ کے گھر کی زیارت کر کے اب مدینے کا والی مدینے کو روانہ ہوا۔ آج مکے کی زمین حسرتوں سے تکتی رہی، کعبہ کھڑا تکتا رہا۔ بخت کعبے کا جا رہا ہے بلکہ کعبے کا کعبہ جا رہا ہے اور آج مسلمان بڑے خوش ہیں کہتے ہیں کہ کعبہ خوشیاں منا۔ آج کعبے کے کعبے کے ساتھ کعبے کا طواف کیا ہے۔ آج ایسے زمین پہ چل رہے تھے جیسے دامن پہ نہ کوئی داغ ہے نہ کوئی دھبہ ہے نہ گناہ ہے نہ غلطی ہے آج پھولوں جیسے وجود تھے ہر غلطی سے پاک ہو چکے تھے لیکن سینے نبی کے عشق سے چاک ہو چکے تھے۔ آج پھر سوا لاکھ کی تعداد میں مسلمان مدینے کو پلٹ رہے ہیں صدائیں تو دیں میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیکن ابھی راہ ہے، راستہ ہے میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"۔

یہ مبارک آیت بھی اسی موسم میں اُتری کہ میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنی نعمت تیرے اوپر تمام کر دی ہے تیرے دین کو کامل کر دیا ہے۔ تیرے دین کو مکمل کر دیا ہے گویا یہ اشارہ تھا کہ میرے محبوب اب واپس آ جا، واپس آ جا۔ اب دنیا والوں کو جو ہم نے دینا تھا ہم نے تیرے ذریعے دے دیا ہے۔ دنیا والوں نے لے لیا ہے، میرے حبیب اب واپس آ جا کیونکہ ہم تجھے اب اپنے قرب میں رکھیں گے تو اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس آ جا تو اپنے مالک الملک کے پاس آ جا۔ یہ اشارہ تھا میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارک پڑھ کر سنائی۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"۔

میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوں ہی یہ آیت پڑھی تو صحابہ کرام خوشی سے جشن منانے لگے تڑپ میں آئے نشاط میں آ گئے لیکن گرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ صحابہ نے پکڑ کر اُٹھایا "انظر علی ھذا الشیخ" اوئے اس بابے کو دیکھو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری سنائی کہ دین مکمل ہو گیا، نعمت تمام ہو گئی، آج تو خوشی کا دن ہے، عید کا دن ہے لیکن یہ بابا روتا ہے یہ بابا تڑپتا ہے، یہ ہائے ہائے کرتا ہے کہتا ہے "وانبیا وانبیا" اے میرا سوہنا نبی نہ جا نہ جا۔ لوگوں نے اُٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین مکمل ہوا ہر کوئی خوش ہے، یہ رو رہا ہے، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکوں کی جھالر بھیگ گئی وہ سمجھ گئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا اعلان سمجھ گیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ابوبکر تو کیوں

رویا۔ دین مکمل ہو گیا، دین کامل ہو گیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ تم نہیں سمجھے قرآن کا منشاء، کوئی آنے والا آتا ہے کام مکمل فرماتا ہے، جب ڈیوٹیاں ختم ہوتی ہیں تو یہ اعلان ہوتا ہے کہ اب واپسی کا پروگرام بناؤ، فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ نعمت تمام ہے اور نہ مدنی کو کچھ کام ہے، بس یہ اعلان ہے کہ والسلام ہے، اس نے کہا کہ الیوم اکملت کی آیت اشارہ دے رہی ہے کہ پیارا نبی واپس جانے لگا ہے اولوگو۔

روٹھا ہی رہے ہم سے تو منظور ہے لیکن
لوگو اسے روکو ہماری نگری نہ چھوڑے

صدیق بلک بلک کے رویا صحابہ نے پوچھا کہ کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سچ ہے میرے نبی خاموش رہے گویا یہ خاموشی رضا کی علامت تھی کہ جو صدیق سمجھا ہے یہ سچ ہے، واپس پلٹ کے آئے حضور اور کچھ لوگوں نے شک رنجی کا اظہار کیا کچھ شکایتیں پیش کیں۔

کیونکہ یمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا قاضی بنا کر سمجھو، عامل بنا کر سمجھو، حاکم بنا کر سمجھو، مبلغ بنا کر سمجھو۔ لوگوں نے آکر شکایت کی وہ بھی صحابی تھے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ جیسے تو میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ کر کے سنتے رہے، کیونکہ جانتے تو تھے، مقام غدیر خم مشہور جگہ ہے مکے مدینے کے درمیان راستے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں آئے تو آپ نے پھر خطبہ دیا بلکہ یہاں تک آپ نے فرمایا۔

''من کنت مولا فعلی مولا'' فرمایا اولوگو میرے علی کی شکایت نہ کرنا، میرے علی کی شکایت نہ کرنا، فرمایا ''من کنت مولا فعلی مولا'' جس کا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے اور آپ فرماتے یا اللہ جو علی سے پیار کرے اس سے پیار کر، جو اس سے دشمنی کرے اس سے دشمنی کر۔ میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ فرمایا تو سب سے پہلے جو

مبارک بادی دینے آیا اس کا نام ہے عمرِ جرار، سید الاخیار جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوما اور کہا "ھنیئنک یاعلی یا ابا الحسن" مبارک ہو مبارک ہو علی آج سے تو ہر مرد عورت کا مولا ہے۔ جو علی المرتضیٰ اور عمر میں تفریق کرے اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ وہ اپنی قبر کی خیر منائے۔ جو دشمنی کا اظہار کرے اس ظالم کا دل کالا ہے، ان سب سے راضی کالی کملی والا ہے، میرے نبی حج سے واپس تشریف لے آئے ظاہر ہے اب تیاری شروع ہوگئی، جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں آتے ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے لیکن اس بار دو بار کہا، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ بدل گئے، آپ نے کپڑے پہننے تو یہ بھی دعا کر دینا۔

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ"

آپ نے بیٹھنا یہ پڑھنا اُٹھنا یہ پڑھنا ادھر سے آنا یہی پڑھنا ادھر سے آنا یہی پڑھنا۔ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرے آقا میرے کریم میرے سر کے تاج خیر تو ہے آجکل آپ استغفار کی کثرت فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ فرماتے ہیں۔ میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی فرمائی لیکن بی بی نے کہا کہ لگتا ہے کہ آپ تیاری کے پروگرام بنا رہے ہیں۔ اشارے اشارے میں آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میرے کریم آقا چُپ چُپ کیوں تیاریاں کرتے ہو۔ آپ کرم فرماؤ، آپ زمین پہ رہ جاؤ، اللہ اکبر آپ جس کو اشارہ فرماتے ہر کسی کا دل دھڑک دھڑک کے بولتا زبان میں طاقت نہیں ہوتی تھی۔ ادب سے کہہ نہیں سکتے تھے لیکن ہر آدمی کی تمنا یہی ہوتی تھی حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام آئے میرے نبی نے ان سے اظہار کر دیا، جبریل کیا ہوگا عرض کی۔

"وللاخرۃ خیرلک من الاولی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے وہ دنیا اچھی ہے جس کا لحہ لحہ خیر ہے اس سے آگے خیر ہی خیر ہے۔ دو مرتبہ قرآن مجید کا دور کرنا یہ بھی اشارہ تھا پھر سرکار کا تسبیحات میں کثرت فرمانا

یہ بھی تیاری کے اشارے پھر سرکار کا بعض اوقات خطبات کے اندر کچھ اشارے فرمانا یہ بھی تیاری کے اشارے۔ محبت کی الفتوں کی دنیا قائم فرما کر اسلام کو غالب فرما کر دنیا کو اسلام کی تمام تر نعمتوں سے سرفراز فرما کر اللہ اکبر جب مہینہ صفر کا آیا رات کا وقت ہے، رات ڈھل چکی ہے میرے پیارے آقا جنت البقیع تشریف لے گئے، جنت البقیع میں جا کر دعا مانگی، قبرستان میں جا کر دعا مانگی تا کہ میری زندگی کی آخری سنتیں میری امت کو یاد رہیں۔ کوئی بدبخت میری امت کو دین کے نام پر کافر اور مشرک نہ کہہ سکے، اس لئے میرے پاک نبی نے زندگی کے آخری مہینہ یعنی صفر شریف میں پکی پیڈی سنت بنا دی جنت البقیع قبرستان کی زیارت کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ قبروں والوں کے لئے دعا فرمائی پھر حضور گھر واپس تشریف لے آئے، رات ڈھلی ہے گھر میں قدم رکھا، سر مبارک میں درد شروع ہو گیا اور یہ نہیں کہ سرکار ڈرے ڈرے ہیں ہر وقت دعا۔ ''اللھم الرفیق الاعلی'' ''اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین'' اس قسم کی دعائیں ہیں سرکار گھر تشریف لائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سر پکڑ کے رو رہی ہیں۔ ہائے مجھے بڑا سر میں درد ہے، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا عائشہ مجھے بھی سر میں درد ہے اور اگر تجھے سر میں درد ہے تو تو مر جائے گی اور اگر تو مر جائے گی تو میں تجھے غسل دوں گا میں تجھے کفن دوں گا۔ تو مر جائے گی میں تیرا جنازہ پڑھوں گا۔ میں تیرے لئے دعا کروں گا، آگے بی بی تھی، سر میں درد ہے اور جب بندے کو سر میں درد ہو بخار ہو بیماری ہو تو کبھی کبھی سیدھی بات کو بھی کچھ اور سمجھ لیتا ہے۔ بی بی نے آگے سے وہی بات کہی جو بیبیاں اپنے خاوند کو کہتی ہیں کہ میں مر ہی جاؤں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں۔ میں مر گئی تو آپ دعا کب کریں گے کوئی نئی دلہن لے کر یہاں بیٹھا دیں گے اللہ اکبر سرکار مسکرا پڑے۔ اوئے اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام۔

سرکار مسکرا پڑے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر لیکن سر میں درد ہے، میں کہا کرتا ہوں جو مرد ہوتا ہے اس کو درد ہوتا ہے، بے درد کو درد نہیں ہوتا ہے۔ درد والوں کو درد ہوتا ہے، اللہ اکبر۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کو کانٹا بھی چبھ جائے تو رب کہتا ہے گناہ مٹا دو صدقے لکھ دو۔

مسجد نبوی میں تمام صحابہ انتظار میں ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں اور نماز پڑھائیں۔ ساری دنیا بے قرار آپ کا انتظار کر رہی ہے، میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا، غشی کا عالم طاری پھر کچھ فاقہ ہوا، پھر پوچھا کیا نماز ہو گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا انتظار ہے تین مرتبہ آپ نے یہی سوال کیا آخر کار آپؐ نے فرمایا۔ "مروا ابابکر فلیصل بالناس" ابوبکر کو جا کر بولو کہ میری امت کو نماز پڑھائے لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اللہ اکبر ابوبکر کا نام آیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے کریم، میرے آقا، میرے مولا، میرے بابا کو امام نہ بناؤ۔ لوگ روئیں گے آپ کو نہ پا کر جب لوگ روئیں گے تو میرے بابا بھی روئیں گے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آواز نہیں نکلے گی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے کہا ہے۔ "مروا ابابکر" ابوبکر کو میرا حکم جا کر سنا دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلایا کہ سفارش کر مہربانی کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بول کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ ابوبکر نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی عرض کیا میرے نبی نے فرمایا او خواتین عورتوں تم زلیخا کی طرح ہو زبان میں کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے۔ فرمایا جاؤ اللہ کو بھی یہ منظور نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ منظور نہیں کہ میرے مصلے پہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور کھڑا ہو۔ ابوبکر ہی نماز پڑھائے اللہ اکبر۔ بلال ایک دفعہ پھر گیا سرکار نماز کا وقت ہے ادھر یہ آرڈر ہوا کہ جاؤ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ بلال نے ہاتھ سر پہ رکھے دھاڑیں

مارنے لگے کہنے لگے اولوگو میں برباد ہو گیا، ہائے میری ماں میں پیدا ہوتے ہی مر جاتا۔ میری ماں میرا نبی نماز پڑھانے نہیں آتا۔ کیا عجیب وقت ہے، بلال کہتا ہے، میری ماں میں مر جاتا یہ گھڑی میں نہ دیکھتا۔ میرا کریم نماز پڑھانے نہیں آتا۔ اوئے کسی امام کو کوئی نہیں روتا ہے، کہتے ہیں تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی۔ آج پہلی نماز ہے میرا کریم مسجد میں تشریف نہیں لایا۔

صحابہ کرام کھڑے ہیں بے شک ابوبکر مصلے پہ کھڑے ہیں، لیکن ہمارا کریم نہیں آیا، آج بلال سر پر ہاتھ رکھ کے روتا ہے، رونا منع تھا لیکن آج دھاڑیں مار مار کر رو رو کر کہتا ہے اولوگو میرا آقا نہیں آرہا۔ ابوبکر نماز پڑھائیں گے صحابہ کی چیخیں بلند، مسجد ماتم کدہ بن گئی، امام کھڑا رو رہا ہے نماز بھی ہو رہی ہے اور ہر آنکھ سے ہی رونا۔ ادھر تلاوت ہے ادھر تیری محبت ہے اور ادھر تیرا انتظار ہے دل بے قرار ہے، نماز پڑھ رہے ہیں لیکن حسرتوں سے رو رہے ہیں۔ جدائی سے رو رہے ہیں نماز مکمل ہوئی روتے روتے پھر اذان کا وقت آیا، پھر بلال نے صدا لگائی، اب تو رہا نہ گیا صحابہ کی چیخیں نکل گئیں۔ سرکار نے فرمایا مجھے لے چلو، مجھے لے چلو، اللہ اکبر جناب علی رضی اللہ عنہ آئے اور جناب عباس رضی اللہ عنہ آئے میرے پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے سہارے مسجد شریف میں جانے کا پروگرام بنایا، کھڑے نماز میں ہیں پر رونے سے پوری مسجد ماتم کدہ بنی ہوئی ہے۔ رونے کی آواز سے مسجد گونج رہی ہے میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلی صف میں جو آئے تالی بجائی کسی نے پیچھے سے، یعنی صدا دی کسی نے کہ اوصف والو حضور آ گئے۔ وہ تو پہلے بے چین کھڑے تھے پہلے رو رہے تھے، کاش کہ تو آوے، صف ٹوٹ گئی، پہلی صف ٹوٹی، دوسری صف ٹوٹی، تیسری صف ٹوٹی، یہاں تک کہ سرکار قریب جا پہنچے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جا کر حضور بیٹھنے لگے، صدیق پیچھے ہٹنے لگے، میرے کریم نے فرمایا ابوبکر اپنی جگہ پہ کھڑے رہو، نماز ایک تھی مقتدیوں کا دل بھی ایک تھا۔ لیکن آج امام دو

تھے، امام دو تھے ایک ابوبکر ایک نبیوں کا لجپر ور، رسولوں کا سرور۔

شیخ محقق کہتے ہیں کہ یوں نظارہ تھا کہ ابوبکر سب نمازیوں کے امام تھے اور حضور اکیلے ابوبکر کے امام تھے، نماز عشق ادا ہوتی رہی نماز محبت ادا ہوتی رہی۔ اب پھر جب بہت سی نمازیں اور بھی گزر گئیں، انصار کو پتہ چلا اب بچارے گھر کے باہر پھرتے ہیں، یتیموں کی طرح مسکینوں کی طرح، جس طرح کسی کی ماں چلی جائے، بابا چلا جائے کوئی گھر میں نہ رہے کوئی سر پہ نہ رہے، یتیم بچے جن کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو، ٹھوکریں کھاتے ہیں جتنے انصار والے تھے، بڑے بڑے جوان، بزرگ، سارے صدیقہ کائنات کے حجرے کے باہر روتے پھرتے ہیں لیکن آرڈر نہیں ہے کہ اندر جاؤ، روتے ہیں یا اللہ ہمارا کیا بنے گا، ہمارا سہارا نہیں رہا، ہمارا سہارا چھوٹ رہا ہے مدنی ہم سے روٹھ رہا ہے، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو بلاؤ کیوں میرے حجرے کے اردگرد چکر لگاتے ہیں، کیوں روتے پھرتے ہیں۔ حضور کا بلانا تھا آ کے رونے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دے جاؤ۔ حضور ہم آپ کے بعد یتیم ہو جائیں گے، ہمارا دنیا میں کوئی نہ رہے گا، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حال میں اُٹھ کر اسی حالت میں اُٹھ کر خطبہ فرمایا۔ فرمایا میرے صحابہ میرے مہاجرین کا خیال رکھنا ان لوگوں نے دین کی خاطر اپنے گھر چھوڑے، در چھوڑے، فرمایا میرے انصار کا خیال رکھنا انہوں نے تمہاری جانوں سے پیار کیا، انہوں نے اپنے حصے اپنے کاروبار تمہارے حوالے کر دیئے، فرمایا ان کا خیال رکھنا۔

پھر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا دی یا اللہ میرے انصار کو سلامت رکھ۔ یا اللہ میرے مہاجرین کو سلامت رکھ۔ میرا نبی دعائیں دیتا دیتا پھر آرام فرما گیا۔ اللہ اکبر انصار چلے گئے مہاجرین ہٹ گئے۔ پھر وہی کیفیت جاری اسی طرح سترہ نمازیں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پڑھاتے رہے۔

حالت اسی طرح بدلتی رہی، کسی وقت کچھ حالت کسی وقت کچھ حالت، جس وقت تین دن باقی رہ گئے جناب جبریل تشریف لائے جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ سلام فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے ''کیف حالک'' میرے نبی تیری طبیعت کیسی ہے تیرا حال کیسا ہے، میرے پیارے آقا رب کائنات نے پہلی مرتبہ اس کائنات میں کسی کا حال پوچھا ہے، اور وہ تم ہو۔ آپ کے بعد رب کسی کا حال نہیں پوچھے گا کسی کی صحت کے بارے میں نہیں پوچھے گا صرف تیرے لئے۔

''اکراماً لک وتعظیماً لک'' تیری عزت کی خاطر تیری شان کی خاطر تیرے وقار کی خاطر۔ تیرا رب پوچھتا ہے، کیسے ہو، کیا شان ہے میرے نبی کی، میرے نبی نے فرمایا ''اجد مکروبا'' جبریل مجھے تکلیف ہے مجھے درد ہے۔ میرا پیارا نبی چہرے کے اوپر پانی لگائے، ماتھے پہ پانی لگائے، اللہ اکبر جناب جبریل علیہ السلام دوسرے دن پھر تشریف لے آئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب سلام کہتا ہے۔ رب فرماتا ہے ''کیف حالک'' میرے محبوب تیری طبیعت کیسی ہے، رب طبیعت پوچھ رہا ہے۔ حال پوچھ رہا ہے، کیسے ہو آپ، آپ کی طبیعت، صحت کیسی ہے۔ فرمایا ''اجد مکروباً'' مجھے تکلیف ہے مجھے درد ہے۔ صاف ظاہر ہے یہ امت کا درد ہے۔ جب بھی درد ہوا ہے امت کا درد ہوا ہے، تیسرا دن ہوگیا پھر جبریل علیہ السلام آگئے، ابھی جبریل علیہ السلام موجود ہیں پھر دروازے پہ دستک ہوئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا آنے دو کون آیا ہے۔ عرض کی گئی اسمٰعیل فرشتہ، فرشتوں کا سردار آیا ہے۔ یہ فرشتوں کی دنیا کا ایک اکیلا سردار آیا ہے۔ اندر آیا، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظروں کو اُٹھایا فرمایا جبریل کیا یہ اکیلا آیا۔ جبریل نے عرض کی سرکار اکیلا نہیں آیا ایک لاکھ فرشتوں کی بارات ساتھ لایا ہے، کیا یہ ایک لاکھ فرشتے لایا۔ جبریل نے

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فرشتے کے تحت پھر ایک ایک لاکھ ہے۔ یہ ساری بارات ہے، تیری خدمت میں سلامیاں عرض کرنے آئے ہیں آقا، تھوڑی دیر ہوئی تو کہتے ہیں کہ یہ فرشتے پیچھے ہٹے، یہ فرشتے دائیں طرف ہوئے بائیں طرف ہوئے اللہ کی حکمت اللہ جانے فرماتے ہیں پھر دستک ہوئی جناب سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اب قریب میں آ بیٹھی ہیں۔ میرے پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پیار فرما رہے ہیں۔ میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے راز داری فرما رہے ہیں۔ اچانک میرے نبی نے جناب فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا سر اپنے سینے پہ رکھا۔ بیٹی کا سر والد گرامی کے سینے پہ آیا۔ ختم نبوت کے تاج والے کے سینے پہ فاطمہ کا سر آیا۔ میرے نبی نے کان پہ اپنا منہ مبارک رکھا۔ سیدہ رونے لگ گئیں۔ جناب سیدہ نے آہیں بھرنا شروع کر دیں۔ میرے پیارے نبی پاک نے پھر سر پکڑا پھر کچھ کان میں فرمایا۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پہ تبسم کھل اُٹھا۔ رونا بدل گیا، رونا ختم ہو گیا، خوشی آ گئی، اللہ اکبر کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا، ابھی جناب سیدہ موجود ہیں پھر دروازے پہ دستک ہوئی میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا فاطمہ بیٹے کون ہے۔ یارسول اللہ میرے آقا میرے بابا کوئی دیہاتی ہو گا، کوئی آدمی سوالی ہو گا، جو دروازے پہ دستک دیتا ہے، میرے کریم نے فرمایا بیٹی یہ کوئی دیہاتی، یہ کوئی اعرابی، یہ کوئی سوالی نہیں ہے یہ بیٹیوں کو یتیم کرنے والا، یہ بیبیوں کو بیوہ کرنے والا، یہ جماعتوں کو برباد کرنے والا، جماعتوں کو بے رونق کرنے والا، یہ گھروں سے رونق چھین کے جانے والا ہے، بیٹی اس کا نام عزرائیل ہے۔ اُسے آنے دے۔ جناب عزرائیل علیہ السلام بھی آئے لیکن اس روایت کو میں روک کے یہیں ٹھہرا کے تھوڑا سا پیچھے آپ کی خدمت میں یہ بات بھی عرض کروں۔ ایک روایت مبارکہ میں تو یہی ہے کہ سرکار

نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینے پہ سر رکھا ہوا ہے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جھولی میں سر ہے۔ خواہ کہیں بھی ہو میرے نبی پاک نے جب فاطمہ سے بات کی رونے لگیں اور جب بچوں نے اپنی ماں کو روتا دیکھا تو بچے بھی رونے لگے۔ میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شہزادوں کو پکڑا۔ اپنے سینے پہ لٹایا دونوں کا سر اپنے سینے پہ رکھا۔ فرمایا علی میرے بچوں سے پیار کرنا۔ فرمایا فاطمہ میرے بچوں سے پیار کرنا۔ پھر میرے نبی نے خطبہ عام کر دیا فرمایا میری امت سے کہنا کہ میرے بچوں سے پیار کرے، مدینے والوں سے پیار کرنا، انصار سے پیار کرنا، ابوبکر سے پیار کرنا، حیدر سے پیار کرنا، جو کچھ مَن میں آتا ہے وہ میرے کریم ارشاد فرما رہے ہیں۔ اپنی امت کو بتا رہے ہیں۔ یہ عالم ہے یہی حالت ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی دعا دینے لگتے، کبھی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دعا دیتے ہیں کبھی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دعا دیتے ہیں، کبھی مہاجرین کو دعا دیتے ہیں، کبھی انصار کو دعا دیتے ہیں، لیکن پھر وہی جملہ زبان پہ آتا ہے۔ ''**اللھم الرفیق الاعلی**'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیماری کی حالت میں، میں **قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس** پڑھتی اور نبی پاک کے جسم پہ دم کرتی، کسی کسی وقت میں یہ سورتیں پڑھتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر دم بھی کرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اُٹھا کر حضور کے کے جسم پہ پھیرنا شروع کر دیتی۔ اللہ اکبر آپ خاموشی سے اپنا ہاتھ مبارک اپنے جسم پر رکھتے۔ لیکن جس وقت میں دعا کرتی یا اللہ میرے سوہنے لجپال کو شفا دے دے۔ میرے نبی نفی میں سر ہلاتے، فرماتے ''**اللھم الرفیق الاعلی**'' یا اللہ ناں ناں اب مجھے تجھے ملنا ہے۔ اب مجھے یہاں سے آنا ہے تیرے کوچے میں جانا ہے، عجیب معاملہ ہے لوگ دعا دیتے ہیں صحابہ کرام سیدہ عائشہ، اولاد عباس، جناب علی یہ سارے لوگ سرکار کے چہرہ اقدس کو دیکھ رہے ہیں۔ تھوڑی

دوا لائی گئی سرکار کے منہ مبارک میں ٹپکائی گئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کچھ آفاقہ ہوا فرمایا میرے منہ میں دوائی کس نے ڈالی تھی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں بنے فلاں نے فلاں نے فرمایا ہمیں دوائی کی ضرورت نہیں ہے۔ پروگرام ہمارا پکا ہے، میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں تھوڑا آفاقہ ہوا۔ اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ نبی پاک اپنے وصال سے پہلے شہدا کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ اُحد کی وادی میں تشریف لے گئے، اُحد والوں کی قبروں کے لئے آپ نے دعا فرمائی بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ دوبارہ پڑھی۔ دوبارہ دعائیں ہوئیں۔ محدثین کہتے ہیں کہ یہ یا تو اُحد والوں کی خصوصیت ہے یا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ ورنہ ایسے ہوتا نہیں ہے۔ میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام فرما کے اُحد والوں کو پھر خطبہ دیا فرمایا او میری امت میں یہاں بیٹھا ہوں لیکن حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ او میری امت اللہ نے زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ گویا اعلان کر دیا ہے کہ گھبرانا نہیں ہے ایران بھی تمہارے قدموں میں ہوگا، عراق بھی تمہارے قدموں میں ہوگا۔

پھر میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا۔ ''لست اخشی علیکم ان تشر کوا بعدی '' او میرے امتیو ں میں نے دین تمہاری رگ رگ میں، ریشے ریشے میں اتار دیا ہے۔ میں نے توحید کا جام تمہیں ایسا پلایا ہے کہ کوئی نشہ کوئی طاقت اس کو کافور نہیں کرسکتی۔ کوئی شخص اس نشے کو اتار نہیں سکتا۔ قیامت تک موحد رہو گے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جملہ سنو، حدیث پاک سنو۔ ''لست اخشی علیکم ان تشر کوا بعدی '' کہ تم میرے بعد کبھی بھی شرک نہیں کرو گے۔ یہ میرے نبی کی زندگی کے آخری خطبات میں سے ایک خطبہ ہے کہ میرے بعد تم کبھی شرک نہیں کرو گے۔

تمہیں صاف کہہ رہا ہوں پھر اس کے بعد چاہے لاہور والے ہوں یا پشاور والے ہوں، مصر والے ہوں یا ایران والے ہوں، عرب والے ہوں یا عجم والے ہوں کوئی مولوی، کوئی قاضی، کوئی عالم اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پہ یہ تہمت لگاتا ہے کہ یہ جماعت شرک کرتی ہے تو وہ دجال میرے نبی کی زبان کا منکر ہے میرے نبی کے قول کا منکر ہے جھوٹا ہے وہ کذاب ہے وہ دجال ہے وہ آدمی غلط بول رہا ہے کیونکہ میرے نبی نے یہ سند دی ہے کہ میری امت قیامت تک شرک نہیں کرے گی۔ آپ نے اس سے اگلا جملہ فرمایا، فرمایا کہ مجھے خوف ہے مجھے خطرہ ہے، فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم دنیا کے اندر غرق ہو جاؤ گے۔ دنیا تمہارے کانوں سے بھی اوپر گزرتی نظر آتی ہے لیکن رہو گے انشاء اللہ مومن کیونکہ میری توحید اور رسالت کی اتنی کچی زنجیر نہیں ہے کہ جو ٹھیکیدار توحید کے، جھوٹے ملونڈے سمجھے ہوئے ہیں کہ فلاں جگہ یہ شرک ہو رہا ہے، فلاں جگہ پہ شرک ہو رہا ہے۔ سنو غور سے سنو میرے نبی کا فرمان میرے نبی نے کہا مدینے والو میں جا رہا ہوں، میرے مدینے میں کبھی بھی شیطان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ شیطان کی عبادت نہیں ہوگی توحید چلے گی جب میرے نبی نے فرما دیا اب اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کو چوم لے اور کوئی کہے کہ شرک ہو رہا ہے، وہ کذاب ہے۔ جب نبی نے کہا یہاں شرک ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ اکبر آگے چلیں صبح کی نماز ہوگئی، سوموار کا دن آ گیا، باختلاف روایت سوموار کا دن ربیع الاول شریف ہے، صبح کی نماز کا وقت ہے صدیق اکبر کو مصلے پہ پھر کھڑا کر دیا گیا ہے، پھر صحابہ رو رہے ہیں پھر وہی ہچکی بندھی ہوئی ہے، امام بھی رو رہا ہے، جماعت بھی رو رہی ہے، نماز ہو رہی ہے، سرکار اچانک کھڑکی میں آ گئے، آ کے ذرا سا پردہ اُٹھایا، جماعت ہو رہی ہے، بس ادھر جماعت ہوئی کہتے ہیں کہ جب صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو دیکھا کھڑکی میں، سارے نمازیوں کے چہرے نماز سے کھڑکی کی طرف پھر گئے۔ اور قریب تھا کہ ہم نمازیں

خوشی سے توڑ دیتے، خوشی ہوئی تھی کیوں نہ ہوتی آج سترہ نمازیں ہوگئی تیرے بغیر۔ کسی وقت کرم کر کریم آ ہم میں، نماز کو پڑھا، نہیں آتا آ بیٹھ تو ہم میں، آج سرکار نے ذرا سا پردہ سرکایا، حسرتیں، امنگیں، آرزوئیں پھر کھِل اٹھیں۔ شاید پھر آ رہے ہو، پھر آ رہے ہو، کہتے ہیں کہ ہم نمازیں توڑنے لگے تھے کہ دوڑو سرکار کی طرف لیکن آپ نے حکم فرمایا "اتموا صلاتکم" نماز نہ توڑنا، نماز مکمل کرو لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آج جو دیکھا آپ کو تو یہی دعا تھی کہ آج تجھے دیر کے بعد دیکھا ہے۔ اللہ اکبر آج کا دن گزر نہ جائے۔ میرے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑکی کا پردہ اُٹھایا۔ صحابہ کرام خوش ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار کا چہرہ مجھے کھڑکی میں ایسے لگ رہا تھا جیسے قرآن کھلا ہوا ہو ایسا سوہنا مکھڑا لگ رہا تھا ایسا کھلا ہوا تھا میرے کریم کا چہرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "ما نظرنا منظرا" بڑے منظر حسین دیکھے لیکن آج ہم نماز پڑھ رہے تھے تو نے ہمیں مسکرا کے دیکھا۔ صحابہ کہتے ہیں کہ سرکار نے جب ہماری جماعت کو دیکھا ہمیں فرمایا لیکن پھر بھی ہم ترچھی نگاہوں سے ادھر ہی دیکھتے رہے کہ کس طرح منہ موڑیں، ہمارے بس میں نہیں مجبور ہیں ہم۔ تجھے نہ دیکھیں مجبور ہیں ہم، ہم پھر بھی دیکھتے رہے سرکار نے اس بار جماعت کو ثبات میں دیکھا استقلال میں دیکھا۔ صدیق کو مصلے پر دیکھا، سرکار خوش ہو گئے کہ میرے بعد جمے رہیں گے بکھریں گے نہیں۔ "تبسم رسول اللہ" میرے کریم آقا تبسم اپنے ہونٹوں پہ لے آئے، ہنس پڑے بس ان کا مسکرانا تھا۔

تو نے کبھی ہمیں بھی مسکرا کے دیکھا تھا
تیری نظر کا وہ قرض آج تک ادا نہ ہوا

حضور مسکرائے اور وہ مسکرائے تو جان سی کلیوں میں پڑ گئی میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پردہ گرا دیا۔ پھر پردہ گرایا پھر ہماری امید پہ اوس پڑ گئی، نماز مکمل ہوگئی، یہ سترہ نمازیں کس طرح مکمل ہوئیں، ہر نماز میں

روئے ہر نماز میں تڑپے، ہر نماز میں بلکے، ہر نماز میں چیخیں نکلیں، مسجد سترہ نمازوں میں ماتم کدہ بنی رہی یعنی صدیق بیٹھا دعائیں مانگتا ہے کیا کیا نہیں مانگا ہوگا کھڑکی کی طرف منہ ہے او منہ دکھلانے والے پھر آ۔ پھر مکھڑا دکھلا۔ صدیق دعائیں مانگ رہا ہے، مولا کریم کرم کردے ہمیں یتیم نہ کر۔ مولا ہمیں آباد کر کے برباد نہ کر، ہمیں اپنا حبیب دے کے ہم سے نہ چھین، ہم سے ہمارا محبوب نہ چھینو، ہم سے ہمارا پیار نہ چھینو۔ ہم سے ہماری محبت نہ چھینو، پیارے کر کرم رکھ لے بھرم، لیکن رویا بلال کہتا ہے آج سترہ نمازیں ہو گئیں، ابوبکر سرکار نہیں آئے، سرکار نہیں آئیں گے، آج ایک اور نماز بیت گئی ان کے بغیر ارے حضور پھر نہیں آئے۔ آج صبح کانپ رہی ہے آج سورج بھی بچارہ لرزتا ہوا نکلا ہے۔ آج دن دن نظر نہیں آتا، دن کے اوپر کالک چھائی ہوئی ہے، دن کے اوپر عجیب کیفیت ہے دن کے اوپر قیامت کا سماں طاری ہے۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اُٹھاؤ، مجھے باہر لے چلو، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں لایا جاتا ہے۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ جاتے ہیں، آپ فرماتے ہیں میرے صحابہ اللہ کے ایک بندے کو اختیار دیا گیا ہے۔ چاہے تو دنیا کو اختیار کر لے، چاہے تو آخرت کو اختیار کر لے۔ لیکن اس بندے نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ کہنا تھا باقی صحابہ چپ لیکن صدیق گرا قدموں کو پکڑ کے کہتا ہے پیارے کریم کرم کر نہ جا، کتنے دن ہو گئے روتے روتے، نہ رب مانتا ہے نہ خود مانتے ہو۔ ہمیں چھوڑ کے نہ جا۔ صحابہ کہتے ہیں ہم پھر حیران ہوئے کہ صدیق کیوں روتا ہے بعد میں پتہ چلا تھا کہ جس کو اختیار دیا تھا رب نے وہ کوئی اور نہ تھا۔ صدیق ٹھیک رویا ٹھیک تڑپا۔ حضور اگر آپ نے جانا تھا پھر آپ نے ہمیں اپنا بنایا کیوں، آپ یہاں تک ہمیں لائے۔ اب ہم اکیلے ہو جائیں گے تنہا ہو جائیں گے۔

کہ دامن چھڑا کے آپ نے جانا ہی تھا اگر

نظریں اُٹھا کے پیار سے دیکھا تھا کس لئے

صحابہ پکڑیں کہ صدیق نہ رو۔ اوئے سارے روئیں گے لیکن صدیق بولے اوئے لوگو تمہیں سمجھ نہیں آئی میں نے خواب دیکھے ہیں تم نے نہیں دیکھے، وہ کسی نے سچ کہا ٹھیک کہا کہ:

میں نے دیکھا ہے بہاروں میں چمن کو جلتے
کوئی خواب کی تعبیر بتانے والا

میرے کریم تھوڑی دیر چپ رہے پھر فرمایا مدینے والو، میرے مہاجرین و انصار میرے صحابہ میں ہر ایک کے احسان پورے کر کے جا رہا ہوں۔ ہر ایک کے احسان جو میرے اوپر تھے پورے کر کے جا رہا ہوں لیکن صدیق کے بدلے میں قیامت کو چکاؤں گا۔ صدیق تڑپ کے رویا کہا پیارے تو نے مجھے پھر میرا کہا۔ پھر میرا تیرا کر دیا۔ میرے آقا

میں تو مالک ہی کہوں گا کیونکہ ہو مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

یہی حال یہی کیفیت طاری رہی، سورج سر پہ نکل آیا، میں نے عرض کیا کہ سوموار کا دن ہے دو ربیع الاول شریف ہے یا بارہ کوئی بھی تاریخ ہے میرے کریم آقا اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہیں پھر وہی جملہ "اللھم الرفیق الاعلی"۔

صحابہ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ بھی آیا تھا سوموار کا دن تھا، میرا نبی مکے سے مدینے آیا اتنی روشنی تھی مدینے میں، گلی گلی، کوچہ کوچہ، نگری نگری، ہر ہر دیوار نور سے نہائی ہوئی تھی اور آج ایسے لگ رہا تھا کہ پورے مدینے میں اندھیرا چھاتا جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ اندھیرا چھا رہا ہے، آہستہ آہستہ تاریکی چھا رہی ہے، آہستہ آہستہ نور ظلمت میں بدلتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ میرے پیارے نبی پاک نے عزرائیل علیہ السلام کو آنے کی اجازت دے دی۔ عزرائیل علیہ السلام آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک کے اندر حجرے میں حاضر ہو گئے اور آتے ہی عرض کی ''یارسول سلام علیک'' میرے کریم آپ پر سلام ہو۔ فرمایا عزرائیل، یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جی، فرمایا کہ تم آ گئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کا حکم ہے کہ میں آپ کی خدمت میں جاؤں یہ ساری فرشتوں کی باراتیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اگر آپ حکم کرو گے میں نوکری کروں گا۔ اگر آپ ارشاد فرماؤ گے میں واپس پلٹ جاؤں گا کیونکہ یہ اختیار ہے آپ کو کہ یہاں رہو یا وہاں رہو۔

فرماتے ہیں بس یہی عالم یہی حالت تھی عزرائیل علیہ السلام ابھی کھڑے تھے، میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا آپ نے ان سے مشورہ مانگا، جبریل تم کیوں چپ ہو تم بھی بولو، جبریل علیہ السلام نے فٹ کہا۔

''ان اللہ قد اشتاق الی لقائک یارسول اللہ''

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ کی منشاء پوچھتے ہیں اللہ تو تیرے دیدار کا مشتاق ہے، کریم کرم ہو۔ حضور آ جاؤ میرے نبی نے فرمایا عزرائیل تمہیں اجازت ہے۔ عزرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ دراز فرمایا میرے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر جملے فرمائے، فرمایا ''الصلٰوۃ الصلٰوۃ وما ملکت ایمانکم'' او جاتے جاتے میرا پیغام سن لو۔ فرمایا میرے امتیو! نماز نہ چھوڑنا اور غلاموں سے پیار کرنا، نوکروں کا خیال کرنا، جاتے جاتے بھی دُکھ کس کا صدقے جایئے پھر وہی جملہ ''اللھم الرفیق الاعلی'' پس یہ جملہ آیا ''لا الہ الا اللہ'' تو پڑھ ہی چکے ہیں صدقے جایئے میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اچانک ہاتھ مبارک نیچے کو ڈھلکا، اچانک سر مبارک دراز ہوا، آنکھیں اوپر کو کھلیں ہیں اور پھر محبوب محبت کے کوچے میں، محب محبوب کے ساتھ، تھوڑی دیر ہوئی مدینے میں اندھیرا چھا گیا اور ایسا اندھیرا چھایا کہ صحابہ کرام کی

عقلیں لٹ گئیں۔ حواس اُڑ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار اُٹھائی ہوئی ہے کبھی دوڑ کے ادھر جاتے ہیں کبھی دوڑ کے ادھر جاتے ہیں۔ صحابہ بے ہوش کوئی اس دیوار کے ساتھ پڑا ہے کوئی ادھر رو رہا ہے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی حالت غیر ہے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رو رو کے مرثیے کی شکل بنی ہوئی ہے یا اللہ تو نے یہ کیا کر دیا۔ میرے پیارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے مقدس پہ چادر اوڑھا دی گئی ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کے دوڑ دوڑ کے کہتے پھرتے ہیں جس نے کہا میرا نبی وفات پا گیا میں اس کی گردن اتار دوں گا میں اس کا خون پی جاؤں گا، میں اسے مار ڈالوں گا۔

جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہ سقطہ طاری ہے، آنسو خشک ہو چکے ہیں، بیٹھے زمین کے اوپر مٹی کو روندر ہے ہیں۔ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا حال غیر ہو چکا ہے۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوگئی تو صدیق دوڑ کے آئے۔ آج مدینے کے اندر قیامت ٹوٹ گئی دیواریں سیاہ نظر آ رہی ہیں، موسم کالا ہو چکا ہے، جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے صحابہ کرام کا حال دیکھا۔ سارے بے حال ہیں، سیدھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کے اندر گئے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے پردہ اُٹھایا۔ ماتھے پہ بوسہ دیا، بوسہ دے کے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی زندگی بھی پاک ہے۔ آپ کا انجام بھی پاک ہے۔ پھر رو کے پیچھے ہٹے اپنے آپ پہ ضبط نہ کر سکے پھر کہا ''وانبیا'' او میرا نبی مجھے چھوڑ گیا۔ پھر پیچھے دوڑا صدیق کہ اگر میں نے اپنے آپ پہ قابو نہ پایا تو برباد ہو جائے گی آج امت۔ پھر رو کے بوسہ دیا، میرے نبی سے عرض کر رہا ہے ثبات دو، استقلال دو، استقامت دو۔ آج سارے مر جائیں گے سر مار مار کے، صدیق پھر اپنے آپ پہ قابو نہ پا سکے پھر کہتے ہیں ''وانبیا'' میرا سوہنا نبی ہم کیا ہو گئے،

پھر دوڑ کے پیچھے گئے تین بار بوسہ دیا۔ طاقت نصیب ہوئی میرے پیارے نبی کے قدموں سے۔ آ کے کہا او عمر کیا بولتا ہے۔ آ کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اولوگو اگر خدا کی عبادت کرتے ہو تو وہ زندہ ہے میرے پیارے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں، انبیاء کو اجل آنی ہے اگرچہ ایسی آنی ہے کہ فقط آنی ہے۔ او پیارو لوٹ آؤ، او ہوش میں آؤ، پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں، جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب قرآن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا ذرا ہوش آیا۔ ہوش میں آئے سیدھا دوڑ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے آئے۔ آپ کے چہرے سے چادر اُٹھائی۔ اب بے ہوش ہوش میں آ کے کہتا ہے۔ رو کے بیٹھ کے کہتا ہے، آقا آپ ہمیں چھوڑ گئے۔ بس یہ لفظ تھا کہ پند ٹوٹ گئے عمر رضی اللہ عنہ کے۔ عمر جی بھر کے رویا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگ مجھے کہتے ہیں تو پاگل ہو گیا، دنیا مجھے کہتی ہے تو دیوانہ ہے، آقا ایک لکڑی تھی جب ہم نے آپ کا منبر بنایا تھا۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے جدا ہوئے تھے، لکڑی روئی تھی، بول ہم نہ پتھر ہیں نہ لکڑیاں ہیں تو تو ہمیں ہمیشہ کے لئے چھوڑے جا رہا ہے میں پاگل نہ بنوں نہ روؤں تو کدھر جاؤں۔ عمر نے قیامت برپا کر دی اس کے لہجے میں اب بلال کیسے نہ روتا، ادھر اذان کا وقت ہو گیا۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا او پیارو اذان بولو، کوئی تو اذان کہے، بلال رضی اللہ عنہ نے دل پہ پتھر رکھ کے کانوں میں انگلیاں دھر کے جب اذان شروع کی۔ اور کہا ''اشھد ان محمدا رسول الله'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آیا، بلال رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پہ نظر پڑی ادھر بے ہوشی طاری۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہیں، حسنین کریمین اماں کے قدموں میں پڑے ہیں صحابہ کرام پہ قیامت ٹوٹی ہوئی ہے کوئی نہیں ہے جس کو ہوش ہو کوئی سلام کرتا ہے جواب کوئی نہیں دیتا کسی کو سلام کے

جواب کی ہوش نہیں۔

میرے مسلمان بھائیو یہ مدینے کے اوپر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے یہ دنیا کالی سیاہ ہو گئی ہر کوئی روتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت جو ساری زندگی وصف بیان کرتے رہے، آج رو رو کے کہتے ہیں اولوگو زہر لے آؤ میری آنکھوں میں بھر دو۔ مجھے اندھا کر دو۔ اب کسی کو نہیں دیکھوں گا ان کے بغیر۔ اب کیا ملے گا دنیا میں۔ صحابی بیٹھا ہے ہاتھ اُٹھا کے آنکھوں پہ رکھ لیتا ہے۔ حضرت عبداللہ نام ہے کہتا ہے اب کیا ملے گا دنیا میں۔ کہتا ہے آنکھیں دینے والے مجھے اندھا کر دے۔ تجھے تیری قدرت کا واسطہ مجھے اندھا کر دے، میری آنکھیں لے لے۔ آنکھیں دینے والے اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کس کو دیکھوں گا۔ تیری پوری کائنات میں کیا ہے اس سے سوہنا کیا رکھا ہے۔ جب ہاتھ اپنی آنکھوں سے اُٹھاتا ہے صحابی نابینا ہو جاتا ہے۔

میرے نبی کی سواری میرے نبی کا گدھا یافور گلی گلی میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ کبھی ادھر جاتا ہے، کبھی اُدھر جاتا ہے، آج کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک نہ آنے دیوے، روتا روتا یہاں تک کہ جب سرکار نظر نہ آئے سرکار مکھ موڑ گئے، وہ جانور تھا، اس نے کوئیں میں چھلانگ لگا دی اور لوگوں کو بتایا گیا کہ:

پیارے تجھ بن نہ جینے کا کہتے تھے ہم
سو وہ عہد تھا ہم وفا کر چلے

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو پکڑا گیا سر دیواروں سے ٹکراتی پھرتی ہے۔ سر دیواروں میں مارتی پھرتی ہے۔ صحابہ جانوروں کو دیکھتے ہیں جانور رو رو کے پاگل ہو گئے۔ کسی نے گھاس اٹھایا، اونٹنی کے منہ سے لگایا۔ اونٹنی نے منہ دیوار میں مارا اس نے کہا تیرے بغیر کھانا کیسا تیرے بغیر پینا کیسا۔ اونٹنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں دنیا سے چلی گئی۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی

اللہ عنہا چھ مہینے بعد دنیا میں رہیں لیکن کسی نے نہ بی بی کو ہنستے دیکھا نہ مسکراتے دیکھا بلکہ بی بی روتی ہے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزار اقدس میں سلایا گیا۔ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پہ جاتی ہیں روتے روتے، بچے پیارے ساتھ ہیں یتیمی کی چادر سر پہ تنی ہوئی ہے مٹی پہ جا کے اپنے جنتی گھٹنے رکھے، عرض کی بابا چھوڑ گئے ہو، آپ کے بعد پہاڑ میرے سر پہ گر گئے۔ اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے پہاڑوں پہ پڑتیں وہ سرمہ بن جاتے بابا چھوڑ گئے منہ موڑ گئے پھر بی بی سے رہا نہ گیا ارے جس کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوہنے جیسا بابا۔ وہ بی بی حق بجانب ہے کہ وہ بولے حضرت انس رضی اللہ عنہ کھڑے تھے رو رہے تھے، نوکر تھے فرمایا انس رضی اللہ عنہ بابا، انس چاچا تو مجھے یہ بتا کہ تیرے دل نے کیسے برداشت کر لیا تو نے مٹی میرے بابا کے منہ پہ ڈالی۔ تو نے میرے کریم کے جسم پہ مٹی کیسے ڈالی صحابہ کرام چُپ روتے ہیں کہتے ہیں بی بی تجھے کیا بتائیں حکم یہی تھا اللہ کی رضا یہی تھی۔ بی بی پھر پوچھتی ہے کہ مجھے بتاؤ تم لوگ کہ تم نے میرے بابا کے اوپر مٹی کیسے ڈالی تم نے اللہ کے رسول کے اوپر مٹی کیسے ڈالی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مٹی پہ بیٹھے ہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ گئے جا کے کہا ''السلام علیکم یاعثمان'' عثمان نے جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کو یہ بات چیر گئی آ کے کہا ابوبکر کریم نے تک کیا موڑا ہے کہ ہم صحابہ بیگانے ہو گئے۔ عثمان مجھے سلام کا جواب نہیں دیتا۔ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جا کے کہا عثمان ایسا نہ کر خدا کے لئے ایسا نہ کر۔ ابھی تو ہم سرکار کو مزار شریف میں سلا کے آئے۔ اوئے پیارو تم اس طرح کرنے لگے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے قسم ہے رب تعالیٰ کی میں نے کچھ نہیں سنا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تین مرتبہ سلام کیا ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا

کہ علی اس کو بولو میں نے نہیں سنا۔ اوئے کیوں نہیں سنا۔ پھٹ پڑا کلیجہ عثمان کا۔ اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا ہو گئے۔ میں بہرا ہو گیا میں گونگا ہو گیا میں اندھا ہو گیا، وہ طوفان وہ قیامت بن کے ٹوٹی ہوئی ہے، میں نے کچھ نہیں سنا کسی سے، میں نے کسی کا سلام نہیں سنا، نبی کی یاد سے دل زندہ تھے، نبی کی یاد سے کان سنتے تھے، جس کے جمال کو دیکھ کے جیتے تھے، آج وہ نظریں وہ چہرے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ سارے جہاں کی دھوپ میرے گھر میں آ گئی، اوئے سایہ تھا جس درخت کا آج وہ کٹ گیا، تین چادروں میں کفنایا میرے نبی کے جنازے کا وقت جب آیا صحابہ ایک ایک جماعت میں پہلے اہل بیت کے مرد پھر عورتیں پھر بچے پھر مرد پھر عام لوگ جاتے۔ سب سے پہلے ملائکہ جوک در جوک، ایک ایک ٹولی کی شکل میں جاتے درود وسلام پڑھ کے نکل آتے۔ کوئی امام نہ تھا جماعت جماعت جاتی تھی درود وسلام پڑھ کے نکل آتی کوئی امام نہ تھا۔

لیکن آخری بات سن لو جب میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب عباس، جناب علی، جناب عباس کے بیٹے رضی اللہ عنہم نہلا رہے تھے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکوں میں پانی جمع ہو گیا۔ پانی کو کپڑے سے خشک کرنا تھا، لیکن مولا علی سے رہا نہ گیا جذبات میں آ گئے اور منہ رکھ دیا میرے نبی کی آنکھوں پر جتنا پانی تھا پی لیا۔ بعد میں دنیا نے پوچھا اے حیدر تو باب مدینۃ العلم ہے تجھے یہ دانائی عقل ملا کیسے، کہا وصال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں تھوڑا سا پانی جمع تھا۔ وہ پی لیا کائنات کا علم سینے میں آ گیا۔ جب میرے نبی مزار میں سو گئے آپ کی ایک چادر تھی آپ کا ایک غلام تھا خادم تھا، اس نے چادر نیچے بچھائی اور کہا مجھے قسم رب کی آپ کے بعد یہ چادر کوئی نہیں پہن سکے گا کیوں نہ آپ کا بچھونا بنا دیا جائے قبر مبارک میں بچھا دی جب باہر نکلنے لگے دیکھا تو آج وصال کرنے والا، جانے والا، ہونٹ ہلا رہا ہے۔ شاہ عبدالحق

محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم قبر میں اُترے اُتر کے کان لگایا۔ سونے والا بول رہا ہے۔ "رب حبلی امتی رب حبلی امتی" آپ فرماتے تھے میرے امتیوں میرے وصال کو یہ نہ سمجھنا میں تمہیں چھوڑ گیا۔ فرمایا "حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم"۔

میرا دنیا میں رہنا بھی تمہاری بھلائی ہے یہاں سے جانا بھی تمہاری بھلائی ہے۔ فرمایا اللہ جب کسی امت کو برباد کرتا ہے تو اس کے نبی کے سامنے امت کو تباہ کر دیتا ہے۔ نبی دیکھتا رہتا ہے اور جس امت کے ساتھ اللہ بھلائی کرتا نبی کو پہلے بلا لیتا ہے۔ امت نیکیاں غلطیاں کرتی رہتی ہے نبی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔ یہ سوہنی سچی حدیث دل کی تختی پہ لکھ لو دماغ میں رقم کرلو میرے نبی نے فرمایا "انا فرط لکم" میرے امتیوں میں تمہارے لئے فرحت ہوں فرط اس کو کہتے ہیں کہ پیاسوں کی ایک جماعت ہو جنہیں پانی نہ مل رہا ہو، وہ ایک بندے کو اپنا امام بنائے کہ تو دوڑ آگے ڈول بھی ڈھونڈ، رسی بھی ڈھونڈ تا کہ پیاسے کنوئیں پہ آویں آنے تک مر نہ جاویں پیاس سے۔

میرے نبی نے فرمایا "انا فرط لکم" میرے امتیوں میں پہلے جاؤں گا۔ رسی کا بندوبست بھی کر رکھوں گا، ڈول کا بندوبست بھی کر رکھوں گا، جام کوثر کا بندوبست بھی کر رکھوں گا تم باقی امتوں کی طرح دَر دَر کی ٹھوکریں نہیں کھاؤ گے، پل صراط پہ بھی پہلے موجود ہوں گا پیاسے آؤ گے، حوض کوثر پہ پہلے موجود ہوں گا میزان قیامت پہ آؤ گے وہاں بھی پہلے موجود ہوں گا اور پھر اب بھی میرے تمہارے رابطے قائم رہیں گے۔ فرمایا "تعرض علی اعمالکم" فرمایا تمہارے اعمال ہر صبح اور شام میرے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ خطا دیکھوں گا استغفار کروں گا بخشش کی دعا مانگوں گا۔ تمہاری نیکیاں دیکھوں گا اللہ کی حمد کروں گا۔ ہر صبح تمہارے ساتھ رابطہ ہر شام تمہارے ساتھ رابطہ رہے گا۔

وما علینا الا البلغ المبین

حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين o على سيد المرسلين وسيد العالمين. سيد الاولين والاخرين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الهادين المهديين واولياءه الكاملين وعلماء ملته واهلسنته اجمعين o اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم o بسم الله الرحمن الرحيم o

قد نرى تقلب وجهك في السماء o

وقال الله تبارك وتعالىٰ في مقام آخر o

فاصبر لحكم ربك فانك باعيننا o

(صدق الله العظيم)

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا عاشق
حسین ایسا بھی ہے اے دل بھلا کوئی حسینوں میں

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
یہی کہتے ہیں اگلے زمانے والے

کوٹھے تے چڑھ دیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھا ہک میں دکھی ایہہ تے دکھیا سارا جگ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

برادرانِ اسلام!

آج کا موضوع ہے حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حسن جسے دنیا حُسن کہتی ہے۔ اس کے اوپر تغیر و تبدل موسم کے اثرات وقت کی تیز دھاری اثر کرتی رہتی ہے، حُسن کو ثبات نہیں۔

سدا نہ باغی بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

بہار کا موسم آتا ہے اسے خزاں آ کے نگل جاتی ہے۔ سورج نکلتا ہے دوپہر پہ پہنچتا ہے، کائنات کو روشن کرتا ہے غاروں اور تہہ خانوں کو روشن کرتا ہے لیکن جب شام ہوتی ہے تو کالی رات اپنے جبڑے کھول کر اپنی کالی زلفوں میں چمکتے دمکتے سورج کو اس طرح دبوچ لیتی ہے کہ چارسُو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ پھر چاند نکلتا ہے رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ پہلے ہلال ہوتا ہے چودھویں ہوتی ہے تو بدر کمال ہوتا ہے لیکن پھر اٹھائیسویں ہوتی ہے تو اسی پہ زوال آتا ہے جس وقت ستائیسویں، اٹھائیسویں آئی تو پھر وہ بھی شرمندہ ہو کر ڈوب گیا۔ غرضیکہ اس کائنات میں حُسن کا کوئی بھی استعارہ سورج ہو چاند ستارے ہوں یا سیارے کسی کے اوپر ثبات نہیں ہے دوام نہیں ہے حسن مانگے کا ہے جیسے منگتے کے پاس خیرات ہوتی ہے۔ سورج نکلتا ہے شام ڈھلے ڈوب جاتا ہے۔ زرد منہ لے کر ڈوبتا ہے۔ کالی رات کا ایک طمانچہ سورج بھی برداشت نہیں کر سکتا یہی حال چاند کا ہے اس بے چارے کے پاس تو روشنی بھی اپنی نہیں۔ چھوٹی سی ایک بدلی آتی ہے اتنے بڑے سورج کے سامنے آ کے اپنا پردہ تان کر بلکہ چھاتی تان کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا ہے لیکن صدقے تیرے مدنی میرے کہ جس پر نہ موسم اثر کرتا ہے، نہ دن اثر کرتے ہیں نہ وقت اثر کرتا ہیں نہ مہینے اثر کرتے ہیں نہ سال اثر کرتے ہیں۔ آپ حضرات پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ کو

پتہ ہے کہ زمانے پر بڑھاپا آ رہا ہے زمانہ سمٹتا جا رہا ہے، سورج کی روشنی گھٹ رہی ہے، ہر چیز زوال کی طرف سفر کر رہی ہے اسی لئے کسی عربی نے کہا تھا اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو کہ تم عمارت بناتے ہو تم سمجھتے ہو کہ عمارت مکمل ہو گئی حالانکہ عمارت اپنی خرابی کی طرف سفر کر رہی ہے۔

بچہ پیدا ہوا اور وہ جس وقت ارتقائی مراحل طے کرنے لگا ماں باپ جشن منانے لگے سالگرہ منائی جا رہی ہے بچہ جوان ہو رہا ہے لیکن یہ موت کی طرف سفر کر رہا ہے ہر چیز عدم کی طرف جا رہی ہے ہر چیز بڑھاپے کی طرف جا رہی ہے اور بڑھاپا وہ ظالم عنصر ہے جسے رب نے ارزل العمر کہا ہے جوانی آئی بازو میں طاقت ہے چہرے پر رونق ہے آنکھوں کے اندر چمک ہے چہرے پر چمک ہے لیکن جب بڑھاپا گردن میں ہاتھ ڈال کر جھنجھوڑتا ہے تو وہی چھاتی جس میں سے سریلے نغمے نکلتے تھے وہ کھانسی سے پھٹی جا رہی ہے کھڑک رہی ہے۔ وہ ہاتھ جو ہاتھ میں ہاتھ دے کر جھٹکا دیتے تھے تو کہتے تھے کہ گناہ جھاڑ رہے ہیں۔ ابھی انہی ہاتھوں سے رعشہ طاری ہے وہ آنکھیں جن میں بڑی چمک ہوا کرتی تھی آج اردگرد سیاہی چھائی ہے گردن کے اندر رعشہ طاری ہے اتنی جھکی ہے کہ اب اُٹھائے سے نہیں اُٹھتی ہے، پسلیاں اپنی جگہ چھوڑ رہی ہیں۔

ٹانگیں اپنی جگہ سے گئیں ہاتھ اپنی جگہ سے گئے دماغ بھی گیا۔ عینک پہنے ہوئے ہے پوچھ رہا ہے عینک کہاں ہے، دماغ کے پورے پُرزے بھی گئے۔ غرضیکہ آنکھیں دیکھنے سے رہ گئیں کان سننے سے رہ گئے، دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں ہیں دن میں کئی مرتبہ دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے ہائے میرا دل۔ یہ حشر ہے جو جوانی کے بعد بڑھاپے نے آ کر کیا ہے۔ لیکن صرف ایک فرد ہے جس کی ذات پہ نہ زوال آیا ہے نہ بڑھاپا آیا ہے تریسٹھ سال کی عمر ہے، جھری ایک نہیں ہے اس کے ظاہری حُسن پر، داڑھی مبارک کو جس نے دیکھا ہے جنہوں نے عشق سے اس کا عضو عضو دیکھا ہے گنا ہے وہ کہتے ہیں گن چُن کے سترہ بال سفید

تھے، حالانکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ یہ ہمارے تیس سال کے بوڑھے بیٹھے ہیں ابھی گھٹنے پر ہاتھ رکھ کے اُٹھتے ہیں یہ پچیس پچیس سال کے بوڑھے ان کو پکڑا دو بلاّ، بلاّ آگے ماریں گے تو خود پیچھے جا کر گریں گے۔ ہمارے ہاں جوانی کا یہ عالم ہے لیکن صدقے اس کے کہ جس پر بڑھاپا آیا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ بڑھاپا زوال ہے اور وہ آمنہ کا لال ہے، نہ اس کے ظاہر پہ زوال ہے نہ اس کے باطن پہ زوال ہے، داڑھی مبارک سیاہ رہی چہرے پر ایک جھری نہیں پڑی یعنی بڑھاپے کا نشان قدرت نے نہیں آنے دیا ہے اس کی وجہیں ہزار ہوں گیں۔

ایک تو وجہ یہ بھی ہو گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک یا داڑھی مبارک کیوں سیاہ رہے کیا وجہ ہے عموماً ہوتا یہ ہے کہ ادھر سفید بال آیا ادھر جوانی پہ زوال آیا۔ ادھر بیگم کے ہونٹوں پر سوال آیا فٹ انہوں نے فرمایا۔ ہُن شیخ جی تسی بڈھے ہو گئے او۔ ہُن چوہدری صاحب تُسی بڈھے ہو گئے او۔ ہُن ملک صاحب تُسی بڈھے ہو گئے او۔ بس ادھر سفید بال آیا ادھر گھر والوں کے لہجے کی تھکن تھوڑی سی نفرت کہ اب تو بوڑھے ہو گئے ہو اور تجھ سے اور مجھ سے کوئی نفرت کرے تو کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن نبی کی ذات کے بارے میں ہلکا سا تحقیر کا انداز اگر لفظوں میں آ گیا تو انسان ایمان سے خارج ہو گیا۔ قدرت کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ تیری ذات پر بڑھاپا آئے کوئی اور بولے نہ بولے کہیں گھر والے ہی اس طرح کہہ کر ایمان سے خارج نہ ہو جائیں تو اس لئے میں کہتا ہوں ہر چیز پر بڑھاپا آتا ہے ہر چیز کے اوپر بڑھاپے نے آنا ہے۔

پینگھاں بہت ہلارے چڑھیاں
آخر ترٹ زمین پر جھڑیاں

پینگھ کو کبھی دیکھا ہو، جاتے کبھی دیکھا ہے تو آتے ہوئے بھی کبھی دیکھا کرو۔ پھر آتے ہوئے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔

پینگھاں بہت ہلارے چڑھیاں
آخر ترٹ زمین پر جھڑیاں

کڑیاں فر نہ مڑیاں پیکے
ساوریاں جد چھک کھڑیاں

اس لیے میاں محمد صاحب نے کہا کہ جو جمیا اس نے مرنا یعنی ہر چیز پر زوال ہے، گلاب کو ہم نے دیکھا غنچہ بنا دیکھ کر دل بڑا خوش ہوا کہ یہ غنچہ ہے کہ ابھی یہ رات گزرے گی صبح کو ٹھنڈی باد صبا چلے گی، شبنم آ کے قطروں کی شکل میں اس کی چھاتی پر بیٹھے گی، یہ گلاب ہے کھل جائے گا لیکن پتہ نہ تھا کہ دوپہر کا جب تھپٹر پڑے گا اس کی پتی پتی قدموں میں پڑی ہوگی کیونکہ زوال اس کا مقدر ہے ہر حُسن کا زوال مقدر میں ہے کیا تم نے دیکھا نہیں یوسف کتنے حسین تھے لیکن:

ہم نے مصر میں دیکھا ہے دولت کو
کہ ستم ظریف پیغمبر خرید لیتی ہے

یہ تماشا ہر حسن کے ساتھ ہوا ہے نہ سورج کے حُسن کو دوام ہے نہ چاند کے حُسن کو ثبات ہے صرف ایک مدنی کی ذات ہے جس کے حُسن پر زوال نہیں ہے۔ جس کے نام پہ زوال نہیں ہے، جس کے ذکر پر زوال نہیں ہے کمال ہی کمال ہے، پروفیسر کارلائل عیسائی تھا اپنا نہیں غیر تھا، بیگانہ تھا، وہ کہتا ہے حیرت ہے آنے کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آیا اور قطار اندر قطار آیا اور ہر نبی صاحب عزت وجلال آیا وہ کہتا ہے کہ عجب یہ ہے کہ جو آیا جانے کے لئے آیا لیکن ایک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو صرف آنے کے لئے آئے یہ ایک عیسائی کا تبصرہ ہے کہ جو بھی آیا جانے کے لئے آیا مگر صرف ایک آیا جو جانے کے لئے نہیں جو صرف آنے کے لئے آیا اور علم وفن کا شہنشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کا سچا گدا سراپا عشق مصطفےٰ نام ہے مولانا احمد رضا کتنی سچی سچی

میٹھی بولی بول گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

زمانہ بدلا نبی بدل گئے نبی آتے بھی رہے نبی جاتے بھی رہے لیکن:

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
پر نہ بدلے نہ بدلا ہمارا نبی
حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ حسین دل آرا وہ ملیح دل آرا ہے ہمارا نبی

سب حسین چاند سورج سے لے کر جناب یوسف علیہ السلام تک ہر حسین نے اپنے حسن پر ناز کیا پھولوں سے لے کر کرنوں تک ہر حسن والی چیز نے اپنے حسن پر ناز کیا لیکن ایک میرا نبی ہے جس پر حُسن ناز کرتا ہے۔

چکور نے دیکھا کہ چاند حسین ہے چکور ناچ رہا ہے کہ چاند حسین ہے لیکن اس کے حسن کا انتخاب کرنے والا صرف چکور ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ خوبصورت دیئے، یہ قمقمے، یہ روشنی بڑی حسین ہے ان کی روشنی بڑی حسین ہے مگر اس کا چاہنے والا یہ پتنگا ہے یہ کیڑا ہے ہر چیز میں حُسن ہے ہمارا ایمان ہے ہم یہ مانتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام بڑے حسین ہیں ماہ جبین ہیں مگر ان کو منتخب کرنے والی ایک زلیخا ہے لیکن ایک ایسا بھی حسین دنیا میں آیا اس کو منتخب خود رب نے فرمایا اور منتخب کر کے یہاں تک فرمایا کیونکہ جس کو بندہ منتخب کرے کوئی اس کے سامنے رقص کرتا ہے کوئی اس کو تکتا ہے تکتا رہتا ہے، تک کے مر جاتا ہے، کوئی زندگی سے گزر جاتا ہے، کوئی اسے تکتا ہی تکتا رہتا ہے۔ لیکن ایک نہ ایک دن نظر بھی گئی، نظارہ بھی گیا لیکن اللہ نے اپنا حسین محبوب بنایا، پھر قرآن میں فرمایا ''فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا'' ہر چاہنے والے کا یہی من کرتا ہے کہ میں جسے چاہتا ہوں وہ میری نظر میں رہے وہ میرے من میں رہے وہ میرے

دل میں رہے وہ میری نظروں میں رہے، سدا رہے، یعنی:

کبھی یوں بھی آ میری آنکھ میں کہ میری نظر کو خبر نہ ہو

مجھے ایک رات نواز دے لیکن اس کے بعد سحر نہ ہو

ہر چاہنے والے کا من کرتا ہے کہ میں جسے چاہتا ہوں وہ ایک پل دور نہ ہو لیکن میرا نبی پھر میرا نبی ہے جسے زلیخا نے نہیں مصر والوں نے نہیں خالی عرب والوں نے نہیں یا چکور نے نہیں یا اس دنیا نے نہیں بلکہ اس کا چاہنے والا لازوال ہے ابدی ہے سرمدی ہے دائمی ہے خود خدا ہے انداز محبت اور اظہار محبت کیا ہے۔ "فاصبر لحکم ربک" جان والیا ذرا رک جا ٹھہر جا صبر کا معنی اصل ثبات ہے، پیار بھی ہے، اپنی تکڑائی کا اظہار بھی ہے کہ اپنے رب کے حکم سے ٹھہر جا، رُک جا، قدموں کو روک لے جما لے پیارے، آگے کیا فرمایا، "فانک باعیننا" تو جہاں بھی جائے تو جدھر بھی جائے، بڑا نازک مقام ہے تو جہاں بھی جائے تو جدھر بھی جائے تو حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرائے یا سیدہ آمنہ کی گود میں آئے یا مکے کے صحرا میں جائے چمن زہرہ میں جائے یا مدینے کی سرزمین میں چلے، تیری تریسٹھ سالہ زندگی کا لمحہ لمحہ "باعیننا" رب کہہ رہا ہے تو ہماری آنکھوں میں ہے، اس سے بڑا بھی کوئی حسین ہے جس کو بے نیاز بولے جس کو وہ ذات جو صمد ہے، جو کسی کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں تکتی اس انداز کے ساتھ، کائنات کو بنانے والا جس کی جھلک کے لئے کلیم اللہ بیٹھے رو رہے ہیں، عرض کی "رب ارنی" مولا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں میں تجھے تکنا چاہتا ہوں جس کے نبی دیوانے وہ اللہ کا حُسن ہے، کائنات جس کے حُسن کا تصور بھی نہ کر سکے وہ کائنات کا بنانے والا بے نیاز میرے نبی کو بول رہا ہے تو ہماری آنکھوں میں رہتا ہے ترجمہ سیدھا تو یہی ہے لیکن علمائے کرام ظاہر ہے وہ وکالت فرمانے لگے کہنے لگے کیسے کہیں کہ رب بولتا ہے "فانک باعیننا" وہ ہندی میں کسی نے کہا۔

نین میں جو آن بسو میں نیناں جھانپ ہلوں
نہ میں دیکھوں غیر کوں نہ تو ہے دیکھن دوں

پلکوں کی جھالر میں کبھی آ بیٹھو کبھی نینوں میں آ بیٹھو یہ حسرت ہے یہ آرزو ہے لیکن رب آرزو نہیں کر رہا سنا رہا ہے بتا رہا ہے، حقیقت کا اظہار ہے، اعلان ہے کہ "فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا" رُک جا ٹھہر جا قدم جما۔ یہ بھی نہیں کہا کہ تو میری آنکھ میں ہے بلکہ فرمایا تو ہماری آنکھوں میں رہتا ہے، یہ قرآن ہے یہ روایت نہیں ہے کہ ملا جی اُٹھ کے کہیں کہ روایت ضعیف ہے، یہ راوی بھی کمزور نہیں اس کا فرمانے والا خود رب غفور ہے۔ "علی کل شئی قدیر" ہے اور کتاب لاریب ہے لاشک ہے اور ایک ہے اور حق ہے اور کیا مدنی کے حُسن میں کوئی شک ہے۔ کیسا حسین کہ رب جس کو اس انداز سے بول رہا ہے "انک باعیننا" اور اگر وہ اللہ کی نماز میں ہے اور نماز کا انداز تو آپ نے پڑھا ہے نماز کے لئے بزرگ فرماتے ہیں۔ آؤ وضو فرماؤ پھر۔

"قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین"

کا نقشہ بناؤ کہ میری صبح، میری شام، میری دھڑکن دھڑکن، میرا سانس سانس، مولا میرا قیام، میرا رکوع، میرے سجود تیرے لئے، بندہ آ کے نماز پڑھے، بڑے ادب کے ساتھ بڑے حیا کے ساتھ بڑی وفا کے ساتھ ہاتھ باندھے اور نظریں اپنے سجدے والی جگہ پر گاڑھ کر رکھے اور یوں سمجھے کہ میں بے نیاز کے حریم میں کھڑا ہوں میرا نبی بھی آیا ظہر کی نماز تھی بنو سلمی کی مسجد تھی دل میں خیال آیا خیال بھی کیا کمال آیا اپنے چہرے کو اٹھایا پھر نیچے فرمایا پتہ نہیں اللہ کو یہ انداز کیسا لگا، کہ اس نے فٹ قاصد بھیجا۔ ڈائریکٹ بولنے میں بڑا کمال ہوتا ہے لیکن قاصد ذرا درمیان میں آ جائے تو ذرا چس آ جاتی ہے۔

کیا بتائیں کتنے مراسم تھے ہمارے اس سے
وہ جو اک شخص ہے منہ پھیر کے جانے والا

اب جب اس نے چہرہ اُٹھایا دل میں خیال آیا کہ ان ظالموں نے ہمیں آج طعنہ دیا ہے کہ مذہب اپنا، کعبہ مشترکہ میرے نبی کے ذہن میں صرف خیال آیا خیال میں نازک سوال آیا دل کی دھڑکن میں لہر اُٹھی اور چہرہ اوپر اُٹھا اب حکم کیا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندہ منہ اوپر اُٹھاتا ہے، نماز میں تو صدا آتی ہے کہ دل کرتا ہے تجھے اندھا کردوں، میری نماز میں اوپر منہ کیوں کرتا ہے نیچے منہ رکھ تجھے پتہ نہیں تو کس کے سامنے کھڑا ہے ہم منہ اُٹھائیں خواہ شیخ الحدیث اُٹھائے یا شیخ الاسلام اُٹھائے یا پیر شریعت جو بھی اوپر چہرہ اُٹھاتا ہے تو آواز آتی ہے منہ نیچے کر حریم قدس میں کھڑا ہے میں تجھے اندھا کردوں گا یا اللہ ہم منہ اُٹھائیں تو دھمکی دیتے ہو منہ نیچے کرو ورنہ تجھے اندھا کردوں گا لیکن سرکار نے منہ مبارک اوپر اُٹھایا عجب پیار ہے، عجب بھاتے ہیں بھانے والے جو بھائے اس کا سب کچھ ہی بھائے جو نہ بھائے اس کا کچھ بھی نہ بھائے، اب ہم نے چہرہ اُٹھایا ہمیں کہا کہ منہ نیچے کرو۔ نہیں تو اندھا کردوں گا، انہوں نے جو چہرہ اوپر اُٹھایا دل میں پیارا سا نمکین سا خیال آیا اور فٹ قاصد بھجوایا اور پھر بات ہوئی ملاقات ہوئی بول رہے ہیں۔

"قد نری تقلب وجھک فی السماء" ہم دیکھ رہے ہیں کیا دیکھ رہے ہیں او جی پہلے تسی کدی نہیں ویکھیا، یہ تو وہ بولے جس نے پہلے نہ دیکھا ہو آپ تو روزانہ تکتے ہو، پل پل تکتے ہو ہم تو سو جاتے ہیں، آپ تو سونے سے بھی پاک ہو آپ تو تکتے ہی رہتے ہو، پھر آج کیوں بول رہے ہو، "قد نری" ہم نے دیکھ لیا ہے کہا دیکھتے تو پہلے بھی رہے ہیں، پل پل تجھے دیکھا آنکھوں میں جو بسایا تو پیچھے رہا کیا لیکن آج تیرے انداز:

ناز حسینوں کو دکھائے نہیں جاتے
یہ اُمی لقب ہیں پڑھائے نہیں جاتے

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدارِ محمد ﷺ
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

عشاق کا حصہ ہے امانت کا اٹھانا
افلاک سے یہ بوجھ اُٹھائے نہیں جاتے

پلا ہوں جن کے ٹکڑوں سے انہیں کو
یہ باتیں سناؤں گا محفل اغیار میں

وہی بات رہی "قد نری تقلب" آج جو ہم نے تیرا انداز دیکھا ہماری نماز تیرا انداز، ہماری نماز ہے اور نماز میں نیاز ہے لیکن انداز میں یہ نیاز ہے اور نیاز میں یہ انداز ہے، تو نے پلکوں کو اُٹھایا تیری پلکیں کچھ مانگ رہی تھیں بھیگی بھیگی پلکیں تیرے نشیلے نشیلے نین یہ تیری حسین حسین نظریں یہ تیری پلکوں کی جھالر سوال کر رہی تھیں۔ "قد نری تقلب وجهک فی السماء" تیرے مکھڑے کو اُٹھتا ہم نے دیکھ لیا آج دلبر کو ہم نے دیکھ لیا۔

ان کی شوخی نگاہ میں ہر دم تیر و خنجر کو ہم نے دیکھ لیا
اب کسی پیر کی حاجت نہیں شیخ اکبر کو ہم نے دیکھ لیا

آج دلبر کو ہم نے دیکھ لیا تیرا مکھڑا پھرتا گھومتا ہم نے دیکھ لیا، اب کسی کو خبر نہیں ہے کہ بات کیا ہو رہی ہے۔ اب حضور نماز پڑھا رہے ہیں، یہ نماز نہیں تھی یہ ملاقات تھی، یہ نماز ہوئی تھی یہ صلوٰۃ ہوئی تھی، صلوٰۃ میں بات ہوئی تھی اور اس صلوٰۃ میں دو کریموں کی ملاقات ہوئی تھی، صلوٰۃ میں ملاقات "فول وجهک" تو نے چہرہ اٹھایا، وہ ہمارے فرید نے کہا:

گھول گھتاں سوہنے یار دے تاں اُتوں
بال بچے اُس گس دے میاں

یہ تو ریگستان والا بابا تھا، ایک اور تھا کہنے لگا۔

میرے ہتھ ارشد کائنات ہووے
تیرے نقش قدم توں گھول سٹاں

یہ حُسن کی تاثیر ہے اللہ اکبر۔ یہاں ہی پہلے حدیث بیان کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب آئے مدینے میں، صحابہ اپنا کام کر رہے ہیں، صحابیات اپنا کام کر رہی ہیں، عبداللہ بن سلام یہودیوں کا عالم کھجور کے تنے کے ساتھ لگ کے تماشا دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا اس کی پھوپھی ساتھ کھڑی تھی کہا عبداللہ کیا کر رہا ہے، جاہل نہیں عالم یہودیوں کی ناک کا بال تھا یہودیت کے ماتھے کا جھومر تھا لیکن میرا کریم جو آیا اس نے نظر کو جو اُٹھایا بس نظر نذرِ نظر ہوئی اب کھڑا مسکرا رہا ہے میں مختصراً بیان کر رہا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے اب جو نعرہ لگایا مدینے والوں نے اللہ اکبر۔ وہ کھڑا تھا تنے کے ساتھ اس نے بھی کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھوپھی نے پکڑ لیا اوتو کون وہ کون اوتو اس طرح جھوم رہا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام آگئے ہیں۔ پھوپھی نے کہا اپنے بھتیجے کو، عالم ہو کے ایسے جھوما ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنے پر جیسے موسیٰ علیہ السلام آگئے ہیں۔ اس نے دل کو پکڑ کے کہا پھوپھی جان موسیٰ علیہ السلام نہیں آیا لیکن یہ وہ آیا ہے جس کی خبریں موسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں مجھے ملامت نہ کر۔ اس نے کہا تو نے دیکھا کیا ہے اس نے کہا ابھی ذرا تکنے دے، ہے کیسا باتوں میں نہ الجھا، باتوں میں نہ لگا، ادھر اُدھر نظر نہ کرا۔ ابھی ذرا تکنے دے، ہے کیسا نظر کو جو اُٹھایا بس پہلی نظر۔

تیری وہ پہلی نظر کا چکر
تعلق اس سے ہے عمر بھر کا
حسین کوئی شباب وچ ھا
تے شورِ محشر نقاب وچ ھا

گزر دے لاشیں دے ڈھیر لے گئے
اجاں تک قاتل حجاب وچ ها

عجیب بات ہوئی بس نظروں کو اُٹھایا یہودیوں کا بڑا علامہ زمان تھا۔ بڑا شیخ تھا لیکن صرف ایک نظر جو اُٹھی اب جو لوٹ کے آیا سمجھانے والوں نے سمجھایا بلکہ کچھ نے پکڑ کے فرمایا نہ مناظرہ، نہ مجادلہ، نہ دلیل، نہ اپیل تینوں کی ہویا۔

ایہہ تیرے من وچ کون وڑیا اے
ایہہ نشہ تینوں کتھوں چڑھیا اے

اللہ اکبر عجیب بات ہے اس نے کہا نہ دلیل کی لوڑ، نہ اپیل کی لوڑ ہے نہ مناظرے کی لوڑ ہے، نہ مجادلے کی لوڑ ہے، دیکھو ناں حُسن کی کوئی تھوڑ ہے، لفظ دیکھو:

"ان وجهه ليس بوجه كذاب"

اس یہودی عالم نے کہا نہ مجھے دلیل کی ضرورت ہے نہ مجھے کتاب کی ضرورت ہے، خواجہ صاحب فرماندے نیں۔

نہ ہادی سمجھ ہدایہ نہ کافی سمجھ کفایہ
کر پرزے جلد وقایہ ایہو دل قرآن کتاب ہے

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خ خلق خدا دی علم پڑھے
ساکوں اِکو مطالعہ یار دا ای

اُگے کہندے نیں۔

ملاّ نوں فکر نماز دی حیدر
انہاں عاشقاں طلب دیدار دا ای

عجیب نظارہ ہے صرف جو نظر پڑی اب کلمہ زبان پہ آیا یہودی ہے کوئی بازو پکڑے کوئی ادھر ہاتھ رکھے او امام۔ یہودیوں کا امام قبول کر چلا اسلام۔ نہ

کوئی مناظرہ کیا، نہ کوئی مجادلہ کیا، نہ کوئی دلیل مانگی، دلیل کیا مانگتا۔ ''ان وجھہ لیس بوجہ کذاب'' اوئے آنکھ اُٹھاؤ۔ آنکھ رکھ مزہ چکھ سارے جہاں توں وکھ یہ تبصرہ کسی کلمہ گو کا نہیں کلمہ پڑھے گا تو بعد کی بات ہے ابھی یہودی ہے۔

اور پھر کمال یہ ہے اپنے تو واہ واہ کرتے ہی ہیں اپنے تو ہوتے ہیں اپنے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ اپنے جے مارن گے تے چھاں وچ سُٹن گے اپنے پھر بھی اپنے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مجنوں صاحب سے پوچھے کہ لیلیٰ کیسی ہے اس نے تو کہنا ہے کہ حُسن کا پیکر ہے اصل ہے۔ آپ کہتے پھریں کالی میں کہتا رہوں کالی مگر مجنوں اپنا جو ہے۔

جہاں جاتے ہیں تیرا ذکر چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل یاد آتا ہے

اور کسی نے سرائیکی میں کہا۔

ہر کٹھ کون ڈیکھ کر ٹھک تھیندی
متاں مل پوے کہیں میل دے وچ

او نیں ملدا اوہدا ذکر تے ہے
دل رج پوندا اے ایں کھیل دے وچ

اوندا نام پکا بِت وجد کراں
ہر وقت اویل سویل دے وچ

ناشاد ہان تَن تے ترے لیرے
اوہ دے آئی آں کل ویل دے وچ

اس لئے جب کوئی جاتا ہے تو وہ یاد آتا ہے ہر کسی کو محبوب اپنا یاد ہے اپنا ہو تو اپنا یاد آتا ہے لیکن یہاں تو بیگانے ہیں سُنے افسانے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں یہاں بیگانہ ہے دشمن ہے پھر یہود ہے مدینے میں موجود ہے۔ جہاں آجکل سعود ہے لگتا ہے یہ بھی آل یہود ہے عجیب تماشا بنا ہے، یہودی عالم نظر اُٹھا

کے میرے نبی کا حُسن دیکھ کے ایسے بدل گیا ہے، کہتا ہے" ان وجهه لیس بوجه کذاب " یہ جو مکھڑا ہے یہ جو چہرہ تاباں ہے یہ جو حُسن کائنات ہے یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا، یہ چہرہ کھلی کتاب ہے۔ ظاہر سارا حساب ہے، لوگوں کا دماغ خراب ہے، یہ چہرہ خود کھلی کتاب ہے، اس لئے میں نے عرض کیا میرے نبی کا حُسن باکمال ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حسن تیرا نہ دیکھا نہ سُنا
یہی کہتے ہیں اگلے زمانے والے

چاندنی رات تھی حدیث پاک ہے، ادھر چاندنی رات ادھر سرخ دھاری دار لباس میں حضور تشریف فرما ہیں اوپر چاند چمکے اوپر بدرِ کمال ہے، ادھر آمنہ کا لعل ہے، ادھر چاند کی چمک ہے ادھر چہرے کی چمک ہے فرق یہ ہے کہ وہ جاگ رہا ہے یہ سو رہا ہے مولا یہ کیا ہو رہا ہے، چاندنی رات ہے اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے ہیں چاندنی رات میں اور آپ سوئے آنکھ بند ہے وہ اوپر والا چاند جاگ رہا ہے صحابی درمیان میں کمنٹری کر رہا ہے سٹیج سیکرٹری بنا ہوا ہے اب اس کو بھی تکتا ہے اس کو بھی تکتا ہے اس کا مطلب ہے صحابی خشک مزاج نہیں تھے بڑے تر مزاج تھے وہ خواجہ فرید نے کہا۔

عشق دی بات نہ مجھن اصلوں ایہہ ملوانے رکھڑے
ہور فرید نہیں کوئی حاجت ہاں دیدار دے بکھڑے
ایں راہوں مول نہ مڑساں میں بھاویں سر تھیون ٹکڑے

عجیب بات ہے وہ صحابی ہے وہابی نہیں ہے کبھی چاند کو تکتا ہے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکتا ہے، بندہ اچھا منظر دیکھے دل شگفتہ پھول کی طرح ہو جاتا ہے پھر اُسے تبصرہ کرنا بھی آجاتا ہے۔

کل چودھویں کی رات تھی
شب بھر رہا چرچا تیرا

اچانک کریم نے اپنا نقاب سرکایا بس وہ بے نقاب ہوا۔ کسی نے کہا چاند ہے کسی نے کہا چہرہ تیرا۔ صحابی کہتا ہے میں نے اُدھر دیکھا اِدھر دیکھا پھر میں نے اپنے دل سے کہا سچ سچ بول پورا پورا تول، کون ہے حُسن انمول، تو دل کی کُوک نکلی اندر سے ہوک نکلی "ھو احسن من القمر" دل کی چیخ نکلی کہا وہ بے چارہ مہتاب کہاں اور یہ سراپا آفتاب کہاں اس مدنی کا جواب کہاں۔

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے جس کا دھواں نہیں

ذرہ وہ واقعہ یاد کرو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے چلے تھے راہ میں پہنچے جب بھوک پیاس نے ستایا یہ قافلہ حسینوں کا ایک بڑھیا کے ڈیرے آیا جس کو اُم معبد کہتے ہیں جب وہ قافلہ آیا سارا کچھ دکھلایا جب قافلہ چل نکلا اُٹھ اُٹھ کے دیکھتی تھی جب تک قافلہ نظر آتا رہا دیکھتی رہی اب جو خاوند گھر آیا اس نے سراپا سوال بن کے پوچھا کون آیا، مہک رہی ہے فضا، یہ گلیاں بتا رہی ہیں خوشبوئیں آرہی ہیں۔

سوہنا عبداللہ دا چن مٹھا مدنی سجن
جتھوں لنگھدا گیا رنگ لیندا گیا

جس راہ چل گئے کوچے بسا دیئے ہیں

ہم بھی بڑا کا جل لگاتے ہیں پر گھنٹے بعد نظر نہیں آتا، ہم نے بھی بڑا منہ کو بنایا بیوٹی پارلر والوں کو بھی ہزار ڈیڑھ ہزار لگوایا لیکن رات تھی تو ہم اور تھے صبح تھی تو ہم اور تھے ایک یہ بھی حُسن ہے ایک وہ بھی حُسن ہے رات آئے دمک چمک جائے ایک ہمارا حُسن ہے چند گھنٹے جو گزرے تو پھر نظر ہی نہیں آیا۔ اِدھر یہ ٹی وی پہ ہمارے صدر صاحب وزیر اعظم صاحب آتے ہیں لگتا ہے بڑے سوہنے ہیں لیکن جب گھر جاتے ہیں تو لگتا ہے اتنی منہ شریف پہ مٹی ہے اتنی پاکستان کی

سڑکوں پہ نہیں۔ تو یہ جتنے وزیر مشیر جو سوہنے موہنے بنے ہوتے ہیں یہ غضب کے قہر کے کوجھے ہیں اندر سے بھی باہر سے بھی اور چہروں پر کمال ہے لیکن صرف دو گھنٹوں کا کمال ہے پھر زوال ہی زوال ہے لیکن صدقے تیرے مدنی میرے۔

محبوب سبھے رکھ ہک پاسے
اور مدنی متوارا ہک پاسے
تلوار دو دستی ہک پاسے
اودے ابرو دا اشارہ ہک پاسے
ایہہ اوہندا نمکیں رخسار ہک پاسے
قرآن دا پارہ ہک پاسے
سارے نبی تے مرسل ہک پاسے
میڈا نبی سہارا ہک پاسے
میڈے درد دے دفتر ہک پاسے
تے مجنوں بچارہ ہک پاسے

عجیب بات ہے رات ہے چاہے دن ہے جس حال میں دیکھو سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے، جا رہا ہے یا آ رہا ہے، چپ ہے یا مسکرا رہا ہے، میرا محبوب دوپہر کو جو آوے عین کڑکتی دوپہر اور سورج اپنے شباب پر ہے ہلکا سا جو مسکراوے، سورج شرما شرما جاوے۔ حدیث پاک میں ہے سورج شرما جاوے شرمندگی سے مکھ چھپاوے۔ میرے نبی کے مکھڑے کی روشنی پہاڑوں کے سینوں تک جاوے۔ ہے کوئی ایسا جو سورج کے سامنے ایسا کمال والا ہے۔

لیکن صدقے تیرے مدنی میرے جا کر کوئی حلیمہ سے پوچھے بول حلیمہ تو کہتی ہے کہ میرے گھر بڑا اندھیرا تھا پر اوہناں قدم رکھیا تے مڑ سویرا ای سویرا ہو گیا۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی فرماتے ہیں، حلیمہ نے جب مدنی کو اُٹھایا جا کے کو سُلایا کپڑا اوپر اوڑھیا اور دیے ڈھونڈ رہی ہے چراغ ڈھونڈتی

پھرتی ہے، اندھیرا پڑ گیا ہے، مہمان تازہ لائی ہوں، رات کو بنے گا کیا جھونپڑے میں اندھیرا۔ ادھر جاوے اُدھر جاوے لیکن کوئی چیز ہاتھ میں نہ آئی۔ اچانک کریم نے جو ہاتھ اُٹھایا نقاب کو جو سرکایا تو چاند جیسا نظر آیا۔

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ
کہ نور باری حجاب میں ہے

چہرے سے کپڑا اُٹھایا پھر روشنی کا اجالا جو آیا تو بی بی نے دوڑ کے قدم جو اُٹھایا تو پورا جھونپڑا جگمگاتا نظر آیا۔ بی بی نے کمرے کو روشن دیکھا تو دوڑ لگائی انگلیاں دانتوں میں دباوے حیرت میں گم ہو ہو جاوے، نظریں مُڑ مُڑ چہرے پر ٹکاوے ایہہ روشنی کتھوں آئی، مُڑ مُڑ تک کے، نظریں رکھ کے مزے چکھ کے تیران ہورہی ہے، کہتی ہے واہ مولا۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہی نکلے میرے خانۂ دل کے مکینوں میں

حلیمہ کہتی ہے کہ میں اس دن سے چراغ بھول گئی، تیل بھول گئی ہر چیز بھول گئی۔ ایک جھونپڑا کیا سارا گھر اجالا ہی اجالا ہو گیا، سہیلیاں کہتی تھیں حلیمہ بڑی فضول خرچ ہوگئی کہ ہر پاسے تیرے دیوے ای بلدے رہندے نیں۔ اوہنیں کہیا اوہ دیوے ہورسن، ہُن ایہہ دیوا ہوراے، بلھے شاہ کہتا تھا۔

اِکو رانجھا مینوں لوڑی دا
جدے سر تے میم مروڑی دا

آپ تے مُڑ جاندے نال نہ جاندے
منتاں کر کر موڑی دا

ایک مدنی آیا ہر سو اجالا فرمایا، یہ حُسن ہے یہ چہرے کی دمک ہے، مولا علی رضی اللہ عنہ نے جو اُٹھائی نظر تو تبصرے کرتے پھرتے ہیں فرماتے ہیں جو بھی

بولے گا وہ یہی بولے گا۔ ”لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ “حُسن تیرا نہ دیکھا نہ سُنا
یہی کہتے ہیں اگلے زمانے والے نہ پہلے کوئی نہ بعد میں کوئی آیا۔

لم یاتی نظیرک فی نظر مثل تو نہ شُد پیدا جاناں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ میرے ابا جان شاہ عبدالرحیم کی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات ہوئی، بس دیکھا کہا بابا آپ سوہنے تو کمال کے ہیں عرض کی حضور ایک سوال ہے فرمایا بول عبدالرحیم عرض کی آپ حسین تو ہو لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن پر تو ہاتھ کٹ گئے تھے، آپ نے فرمایا کہ ”انا املح واخی یوسف اصبح “۔ میرا حُسن نمکین ہے یوسف کا حسن میٹھا تھا۔ آپ کے سامنے حلوہ لایا جائے بہترین پکا ہوا ہو، اصلی دیسی گھی اس میں ڈالا گیا ہو آپ کے سامنے ایک پلیٹ ٹکائی جاوے آپ ایک پلیٹ کھاویں، دوسری دفعہ آئے وہ پلیٹ آپ منہ مروڑ کے فرمائیں گے کے جی ہُن کوئی نمکین چیز لے آؤ۔ پر نمکین صبح بھی کھاؤ، شام بھی کھاؤ جب بھی کھاؤ دل بھردا نہیں دل انکار کردہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی فرمایا، فرمایا میں نمکین حُسن والا، یوسف میٹھے حُسن والا جس نے مجھے دیکھا پھر اس نے کسی کو نہیں دیکھا، آپ کے حُسن پر جس نے نگاہ ڈالی چاہے بلال کی شکل میں، چاہے زید کی شکل میں ہو، زمانہ لاکھ بن بن کے آیا لیکن جس نے آپ کے مکھڑے پہ نظر ٹکائی اس نے پھر غیر کو کبھی دیکھا نہیں ہے بلکہ جس نے کبھی دیکھا پھر نہ راتوں کو چین آیا نہ دن کو چین آیا اس لئے میں نے کہا ہر حُسن پہ زوال آتا ہے، ہر حُسن پہ شام آتی ہے لیکن میرے نبی کے حُسن پہ نہ زوال ہے نہ شام ہے بلکہ پل پل درود وسلام ہے، لحہ لحہ درود وسلام ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی بات بتاتے ہیں کہ میں سویا میں نے سنتیں چھوڑیں تھیں کیونکہ تھکاوٹ سے چور تھا صرف فرض نبھایا، سر ٹکایا، یہ بھی تو کرم فرمایا کوئی آیا آ کے مکھ موڑ کے ناز سے فرمایا، مہر علی شاہ تو تو میری اولاد ہے

غیر چھوڑے میری سنت بات اور ہے، تیری بات اور ہے غیر کی بات اور ہے، یہ فرمایا پھر جانے والے نظر نہیں آئے، اب جو آنکھ کو اُٹھایا تو پلکوں کی جھالر بھیگ گئی ساون کے بدلے برس رہے ہیں وقت کا غوث روتا پھرتا ہے بلکہ رستے میں دوڑتا پھرتا ہے کبھی ادھر جاوے کبھی اُدھر جاوے پر یار کا نقش قدم کہیں نظر نہ آوے۔ اس راہ پر مر جاؤں جس راہ پر تیرے قدم پڑے اب روتا پھرتا ہے روتا روتا پلٹ کے جو آیا آنکھوں کو بند فرمایا سر پھر ٹکایا نظروں کو پھر بلند فرمایا پتہ نہیں پھر آ جائیں یعنی:

جب تک آنکھ بند تھی سامنے نظر کے وہ نور جمال تھا
کھلی آنکھ تو نہ خبر رہی کہ یہ خواب تھا یا خیال تھا

یہ خود آنے والا آمنہ کا لال تھا اب مہر علی شاہ روتا ہے چلاتا ہے آنسوؤں کے موتی پرو رہا ہے اور رو رو کے کہتا ہے ہائے افسوس کہ میں سویا رہتا اور سو کے میں روتا رہتا اور تیرا دیدار ہوتا رہتا، ہائے میں سویا رہتا میری آنکھ کھلی میرا مقدر مجھ سے روٹھ گیا میرا کیسا نصیب دور گیا اب جو اُٹھا تو ساری عمر رویا ساری عمر مہر علی شاہ روئے یعنی:

اک بار مل گئے تھے وہ سرِ راہ گزر کہیں
پھر دل نے بیٹھنے نہ دیا عمر بھر کے لئے
صرف ایک بار آنکھ بھر کے انہیں دیکھا تھا
زندگی بھر میری آنکھوں کا اجالا نہ گیا

زندگی بھر رویا اور اسی رونے کی وجہ سے دل میں انگارے بن گئے ان انگاروں نے لفظوں کا روپ دھارا تو وہ بول رہا تھا۔

مکھ چند بدر شاہ شانی اے متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان تو شاناں سب بنیاں
آخر میں قلم توڑ دے آخر میں ہتھیار عشق نے پھینک دیئے تھک کے رو کے گھٹنے ٹیک کے بول رہا ہے۔

سبحان الله ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں
اساں کتھاں تساں کتھاں
پے گئیاں لمیاں لمیاں وتھاں

بابا فرید روتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم سمجھے کہ ہم گئے پر جب آ کے دیکھا۔

کوٹھے تے چڑھ ڈیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھا اک میں دُکھی ایہہ تے دُکھا سارا جگ
تو عرب وچ خوش میں جھنگ وچ تنگ
تو رانجھن کتھ میں ہیر کتھاں
تیڈا شانِ کرم لولاک لما
میڈا اجڑیا حال ظہیر کتھاں
تو حسن دا شاہ میں محض کوجھی
آپن دا میل آخیر کتھاں
ناشاد ہے سر تے خالی ہتھ
کوئی لیر کتھاں کوئی مدنی پیر کتھاں

ہم تو سمجھے تھے کہ ہم دیوانے ہوئے لیکن یہاں آ کے دیکھا کہ انسان جاندار ہے حیوان جاندار ہے تو تو پتھروں سے بھر گزرا ہے تو ان کے اندر بھی جان آئی ہے ان کی چیخیں نکلی ہیں۔

بخاری اُٹھاؤ جنگ تبوک سے کریم آ رہے تھے نظر کو جو اُٹھایا کتنے میل لمبا

چوڑا پہاڑ ہے۔اس کو بھی میرے مدنی سے پیار ہے یہ کسی اور کی بولی نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر کو جو اُٹھایا سامنے اُحد پہاڑ نظر آیا خود بول کے بتایا رونا شروع کر دیا صحابہ نے جو روتے دیکھا ساری دنیا روئی، صحابہ بھی روئے، پیر جو رویا سب مرید بھی روئے، مرکز کائنات جو زلزلے میں آیا ساری کائنات پھڑ کنے لگی۔

ایک آگے بڑھا میرے ماں باپ آپ پر فدا میرا کریم کیوں روتا ہے فرمایا دیکھتے نہیں ہو۔''جبل احد یحبنا ویحبه'' یہ جو اُحد پہاڑ ہے اس کے اندر اس کے دھڑکتے دل میں اس کے سینے میں ہمارا پیار ہے۔''یحبنا ویحبه'' اس کے دل میں میرا پیار ہے میرے دل میں اس کا پیار ہے۔

کوٹھے تے چڑھ ڈیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھی اک میں کُٹھی ایہہ تے کُٹھا سارا جگ

ایک پہاڑ کو کیا تکتے ہو، آج بھی مسجد نبوی جو تین کلو میٹر دور ہے اُحد پہاڑ سے۔آپ مسجد نبوی کے اندر داخل ہو جائیں پھر مڑ کے پیچھے دیکھیں اُحد پہاڑ نظر آتا ہے۔سر جھکا کر کھڑا ہے۔

سرو آزاد حیران کھلوتا پیر زمین وچ گڈے
اُچا ہو ہو رستہ ویکھے متاں یار کتوں سر کڈے

آج تک اس کی پیاس نہیں بجھی بلکل سامنے جھانک رہا ہے۔

تجھے لاکھ بار دیکھا نہیں روح سیر ہوتی
تیرے حُسن سرمدی کا ہے عجیب تر نظارہ

اتنا بڑا چوڑا پہاڑ ہے اس کو بھی میرے مدنی سے پیار ہے پتھر دیکھو پہاڑ دیکھو میرے پہلو میں تو دل ہے تیرے پہلو میں تو دل ہے لیکن وہ تو پتھر ہے۔

میری فُغان پہ آنسو بہائے غیروں نے
تیرا دل کوئی پتھر سا تھا پگھل نہ سکا

لیکن وہ کیسا حسین ہے پتھر پگھل رہے ہیں، سوکھے تنے زمین میں دھنسے ہوئے، اوپر سے کٹے نیچے سے کٹے، سوکھ گئے ہیں، مسجد میں گاڑھ دیئے گئے ہیں تا کہ یار ہاتھ لگا کر خطبہ دیوے، سوکھا جگہ جگہ سے کٹا ہوا اوپر نیچے سے کٹا ہوا مٹی میں اٹا ہوا، پھر آج یاروں نے منبر بنایا صرف دو اڑھائی فٹ کا فاصلہ ہوگا یہ بھی شاید زیادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دور بیٹھ گئے، لیکن اتنی بھی جدائی مار گئی اتنی جدائی کا تیر بھی دل میں ترازو ہوا، اونٹ روتا تو سمجھ میں آتا، پہاڑ روتا ہے تو چلو پانی نکلتا ہے سمجھ میں آیا لیکن یہ تو کٹا پھٹا مٹی میں اَٹا اس میں جان کہاں سے آ گئی مٹی میں گڑھا ہوا ہے لیکن یہ عشق کی آگ ہے۔

بھٹی تتی تیرے عشق والی اوہ بھڑکے تے بھاہ کرے
عاشق سڑدے تڑ تڑ کردے کول عشق کھڑا واہ واہ کرے
سلمان بھٹاری دا بھٹ بالے یوسف نال زلیخا نکاح کرے
جیہڑا اپنا آپ نہ مارے حیدر اوہ جنت دی کیوں چاہ کرے

یہ کیا حُسن ہے یہ کیا جاذبیت ہے یہ کیا کشش ہے یہ کیسا حسن ہے، نہ پتھر چھوٹے نہ پہاڑ چھوٹے نہ سوکھے تنے چھوٹے، کہاں کہاں تیرے لگن کی آگ لگی ہے نہ عرش چھوٹا نہ فرش چھوٹا۔

کہتے ہیں کہ فرشتوں میں درد نہیں ہوتا فرشتے بے درد ہوتے ہیں۔ ان میں عشق نہیں ہوتا ہے، لیکن معراج کی رات تھی رحمت کی برسات تھی، دو کریموں کی ملاقات تھی، پہلے آسمان کا پھیرا تھا یعنی میرے مدنی کا پہلے آسمان پہ ڈیرہ تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کنڈا کھٹکھٹایا مسلم شریف میں آیا، سمجھانے کے لئے یہی بتایا کہ کنڈا کھٹکھٹایا آگے سے جناب دربان نے فرمایا "من" کون، کہا جبریل "من معک" آپ کے ساتھ کون ہے آپے آئے ہو یا کسی نے بلایا ہے۔ کائنات محو انتظار ہے بلکہ جو خود پروردگار ہے اسے بھی انتظار ہے آرہا کونین کا تاجدار ہے عرش کی عقل دنگ ہے۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ تازہ دھوم دھام ہے
کان جدھر لگائیے اُدھر تیری ہی داستان ہے

ہر طرف تیرے ڈنکے بج رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرہے ہیں چھڑکاؤ ہوتے جارہے ہیں اکیلے ہوتے تو کوئی بات تھی دو چار ہوتے تو کوئی بات تھی، ادھر بھی ستر ہزار فرشتہ ہے اُدھر بھی ستر ہزار ہے، بیچ میں جارہا آمنہ کا لال ہے، اب بھی کوئی سوال کرے تو عجیب بات ہے۔

آج مدنی جو آئے فرشتوں کی دنیا میں محبت اور عشق کی آگ بھڑک اُٹھی وہ بے درد تو تھے لیکن جب وہ آئے عشق یہاں بھی آیا اور پھر انہوں نے وہاں سوال مولا سے فرمایا مولا آج وہ آرہے ہیں آکے اوپر جارہے ہیں، ہماری دھڑکنیں بولتی ہیں وہ آئے گا قدم نہیں ٹکائے گا وہ تو بجلی سے تیز گزر جائے گا، ہماری حسرتیں رہ جائیں گی، آج معاف کرنا پیار کی گستاخیاں اجازت دے ہم ذرا سی دیر حیلہ بہانہ بنائیں گے، سوال جواب کا کھاتہ سجائیں گے، اس کو رکوائیں گے کہیں گے ''من'' کون اوتسی ہم پوچھیں گے ''من'' کچھ تو دیر لگے گی سوال و جواب میں۔

جی چاہتا ہے چھیڑ کر ہوں ان سے ہم کلام
کچھ تو دیر لگے گی سوال و جواب میں

روکیں گے دیکھیں گے او کیوں پوچھو گے ''من انت'' کہتے ہیں اس لئے ہم پوچھیں گے ''من انت'' ہوسکتا ہے وہ بول پڑے، ہم دیکھیں گے وہ بولتا کیسے ہے یعنی:

وجد آتا ہے تیری باتوں پر
ہم تو بک چکے ہیں تیرے ہاتھوں پر

بلکہ ریگستانی بابا تو کہتا ہے۔

تیڈی ہک ہک بولی تو قربان کراں سارے جُمل جہاں دی بولی
میں ہر بولی تے کن لایا پر تیں وانگ نہ کسے دی بولی

فرشتوں میں آگ بھڑک اُٹھی ہے، کہتے ہیں دیکھیں گے بولتا کیسے ہے، فرمایا چلو ایک سوال کرلو "من انت" پھر آنے دو۔ مولا دوسرا سوال کریں گے "من معک" کہیں گے آپ آئے ہو یا کوئی اور بھی آیا ہے، فرمایا یہ کیوں پوچھو گے، وہ بولے ہم پوچھیں گے "من" ہوسکتا ہے وہ بول پڑے اور کہے "انا محمد" ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام کیسے لیتا ہے بس فرشتوں کی دنیا میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرہ پر پہنچے ہیں تو امام قرطبی کہتے ہیں۔ "یغشی انوار اللہ" بلکہ مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتے کہتے تھے مولا ہمیں چھٹی دے، او چھٹی کر کے جاؤ گے کہاں، بولے ہم سدرہ پر جائیں گے دیکھیں گے تیرا محبوب کیسا ہے، یہ حسن ہے بلکہ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ "فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا" محبوب تو تو ہماری آنکھوں میں بستا ہے۔ کہیں فرمایا "قد نری تقلب وجھک فی السماء" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک صحابی سے پوچھا ہاں بھائی بول بتا تیرا من کیا چاہتا ہے کسی نے کہا میرا دل کرتا ہے، نماز پڑھتا رہوں، کسی نے کہا روزہ رکھتا رہوں، کسی نے کہا میرا دل چاہتا ہے میں تلاوت کرتا رہوں، کسی نے کہا میرا دل چاہتا ہے نفل پڑھتا رہوں، اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ اُٹھایا صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نظر گاڑھ کر فرمایا ابوبکر تو بول، عرض کی حضور لوگ ایک ایک بولی بول رہے ہیں میں تین بولوں گا، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بولو۔ صدیق بولے میرے کریم میرے دل کی آرزو پوچھتے ہو، میرے دل کی دھڑکن پوچھتے ہو اور میرے دل کی دھڑکنوں کا سوال پوچھتے ہو، بولے میرا من کرتا ہے بیٹی میری ہو زوجہ تیری ہو اور دولت میری ہو ملکیت تامہ تیری ہو، آخری بات یہ ہے جو میری زندگی کا نچوڑ ہے "النظر الی وجھک یارسول اللہ" حضور میرا دل کرتا ہے

چہرہ تیرا ہو نظر میری ہو اس کا ترجمہ میں ذرا اور بولی میں کروں۔

سوہنے سائیں پچھیا اصحاب کنوں
ڈسو دنیا تے کیہڑی چیز ہووے

صدیق آکھیا قربان تھیواں
تیڈی دید ہووے میڈی عید ہووے

کھولی عشق قلب کلید وے
گُھڑے راز پدید وے

ایہو ادنی عبد فرید وے
ایہہ ازلوں دید فرید وے

جڈاں تھیسی تیڈی دید وے
منیساں تڈاں ہاں عید وے

غلام فریدا لکھ عید منیساں
جڈاں وچھڑے ملسن ماہی

اس لئے صدقے اس کے صدیق ہو یا عمر ہو، انسان ہوں یا حیوان ہوں سب تیرے حسن پہ قربان ہیں۔ مقام منیٰ میں دیکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا علی، عرض کی حضور حاضر ہوں، فرمایا اونٹ کہاں ہیں، ساٹھ اونٹوں کا قافلہ مولا علی لے آئے، عرض کی سرکار حاضر ہیں، اونٹ لائے گئے فرمایا سو پورا ہونا چاہیے۔ عرض کی سو پورے ہو گئے، فرمایا چھری پکڑاؤ، اب غور کریں قربانی کا موسم ہے مقام منیٰ ہے صحابہ عرض کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نازک ہو نازک ہاتھ ہیں اور سو اونٹ کی قربانی اور پھر سو عربی اونٹ ہیں، ہاتھ جوڑے عمر نے، ابوبکر، حیدر رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازک ہو تھک جاؤ گے، کریم نے فرمایا پیچھے ہٹو آگے مت آؤ۔ چھرا مجھے پکڑاؤ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب مددگار کون بنے اسے پکڑائیں فرمایا مددگار کی لوڑ

نہیں ہے ادھر کوئی حُسن کی تھوڑ ہے اس زنجیر کے ہوتے ہوئے نہ رسے کی لوڑ ہے اس شکنجے کے ہوتے ہوئے جو آئے گا وہ کہاں جائے گا۔

آ کے بیٹھا تو نہ اُٹھا تیری محفل سے
پھر کہیں اور تیرا چاہنے والا نہ گیا
جس نے دیکھے تیرے نین متوالے
مست و بے خود نہ ہو تو کیا کرے

فرمایا اونٹ میرے سامنے لاؤ حکم یہ ہے چھپا کے چھری تیز کرو، خون کم ہو جاتا ہے لیکن اونٹ سامنے آیا چھرے کو پتھر پر رکھ کر تیز جو فرمایا۔ اونٹ مستی میں آیا، لوگ موت سے گھبرا دیں لیکن یہ موت کے لئے ترس رہے ہیں عجیب نظارہ ہے۔

سامنے آ آ کے گرتے ہیں یہ حسن ہے جانور بھی کھچے چلے آ رہے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں۔

تو پھیر چھری ہمارے گلے پہ تب مزہ ہو
اور ہم دل سے دعا دیں ہمارے قاتل کا بھلا ہو

وما علینا الا البلغ المبین

ختم نبوت

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین o علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین الطاهرین واصحابه الهادین المهدیین واولیاءه الکاملین وعلماء ملته واهلسنته اجمعین o اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیمo بسم الله الرحمن الرحیمo

قال الله تعالیٰ وتبارک فی القرآن المجید والفرقان الحمید ماکان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وقال النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم انا خاتم النبیین لانبی بعدیo

(صدق الله العظیم)

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله
الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب الله

چھوڑا نہ کبھی ہم نے تیرے پیار کا دامن
کہتی رہی دنیا ہمیں پتھر کا پجاری
سائے کی طرح ساتھ رہا تیرا تصور
تنہائی بھی کبھی ہم نے کبھی تنہا نہ گزاری
اللہ کی سرتا بقدم شان ہے یہ
ان سا نہیں کوئی انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
مگر ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ
محمد کی محبت دینِ حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرات گرامی! اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین بنایا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اللہ کا یہ احسان ہے جس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب جو کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اس کتاب کو خاتم الکتب بنایا۔ اس کتاب کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں اور یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو خاتم الامم بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بعد کوئی امت نہیں ہے یعنی حضور خاتم النبیین ہوئے۔ قرآن خاتم الکتب ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت خاتم الامم ہوئی اسی لئے حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تھا۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد

اللہ تعالیٰ نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر رسالت ختم کر دی۔ اب اس رسول کے بعد کوئی رسول نہیں آسکتا اور اس قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی اور اس امت کے بعد کوئی امت نہیں آسکتی اور جو اس قرآن کے بعد کسی کتاب کا دعویٰ کرتا ہے وہ بھی جھوٹا مرتد ہے جو اس امت کے بعد کسی نئی امت کا دعویٰ کرتا ہے وہ بھی دجال اور کذاب ہوگا اور جو ہمارے نبی کے بعد کسی نبی کے آنے کا دعویٰ کرتا ہے یا کوئی

کسی نئے نبی کو مانتا ہے وہ بھی دجال اور کذاب ہے مرتد اور واجب القتل ہے، یہ پوری امت کا متفق علیہ فیصلہ ہے اس پر کوئی دوسری رائے مانی نہیں جائے گی۔
آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے تاریخ ہے پچیس اگست۔ آج کا مبارک دن جمعہ کا دن ہے ہم نے آج کے جمعہ کو صد سالہ جشنِ ختم نبوت کے طور پر منایا ہے۔ آپ پوچھیں گے کیوں اشتہارات کے ماتھے پر ہم نے لکھوا دیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پچیس اگست کا دن تھا جب ایک جھوٹا دعویدار، نبوت کا جھوٹا دعویدار، ہاتھ سے ٹنڈا، آنکھ سے کانا، پاؤں سے لنگڑا اور کوئی سو بیماریوں کا مریض جس کو تیس سال مسلسل دست لگے رہے، بیماریوں کا ایک غلیظ خزانہ، نام تھا مسٹر قادیانی۔ قادیان کی پیداوار اس نے پیارے نبی کی عزت، اللہ تعالیٰ کی عزت، قرآن کی عزت، صحابہ کرام کی عزت اور امہات المومنین کی عزت اولیاء کرام کی عزت پوری امت مسلمہ کی عزت پر ڈاکہ ڈالا اس بھیانک قسم کے کردار والے نے جولائی کے مہینے میں اپنی جھوٹی نبوت کو مشتہر کرنے کے لئے پوری امتِ مسلمہ کو مباہلے اور مناظرے کا چیلنج کیا اور بالخصوص غوث زمان چشت اہل بہشت، عنبر سرشت، جنتی کشت، سُنی حنفی قادری بزرگ آل نبی ابن علی حسنی حُسینی شہزادہ، غوث زمان تاجدار گولڑہ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ کو اس نے للکارا، جولائی کا مہینہ تھا وہ سمجھا تھا کہ شاید پیر پیر ہوتا ہے اس کو خانقاہ سے باہر آنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ پیران پڑھ ہوتے ہیں یہ اس کے دماغ میں تھا اس نے للکارا اور حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ نے پچیس جولائی کو اس کو واپسی مناظرے اور مباہلے کی قبولیت کا چیلنج قبول کر کے پیغام بھجوایا کہ ہم معمور الاوقات لوگ ہیں شہرت ہمیں اچھی نہیں لگتی۔

دولت کے پجاری ہم نہیں ہیں مصلیٰ نشین ہم ہیں نبی کے غلام ہم ہیں

باہر نکلنا، قدم اُٹھانا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے لیکن تو نے آج للکارا ہے پوری امت محمدیہ کو اور تو نے للکارا ہے خونِ شبیری کو، تو نے صدا دی ہے خونِ حسین کو، تو

نے صدا دی ہے ایک اہلسنت وجماعت کے رہنما کو، ایک حنفی کو تو نے صدا دی ہے، ایک چشتی بہشتی کو تو نے صدا دی ہے۔ عبدالقادر جیلانی کے بیٹے کو تو نے صدا دی ہے۔

مجبور ہو گئے اس ستم گر سے
جواب آخر دینا پڑا پتھر کا پتھر سے

پچیس جولائی کو جواب بھجوایا، اور اس قادیانی نے کہا تھا تین آدمی مناظرے کے ثالث ہوں گے اور مناظرے کے ثالث بھی خود مقرر کر دیئے۔ دو اہلحدیث ایک مولوی عبداللہ لاہوری تین آدمی اس نے ثالث مقرر کئے اور اس نے کہا دن آپ مقرر کریں پیر صاحب جگہ بھی آپ مقرر کریں کیونکہ آپ نہیں آئیں گے کیونکہ ساری امت جھوٹی ہے میں سچا ہوں میں آؤں گا۔ پیر صاحب نے واپسی جواب بھجوایا لیجئے مسٹر غلام احمد قادیانی، پچیس اگست ہوگا یہ بھی تیرے لئے یوم الست ہوگا۔ شہر لاہور ہوگا بھاگنے والا کوئی اور ہوگا، مہر علی شاہ آوے گا، اب پچیس اگست کا دن مقرر ہوا اور چوبیس اگست کو بذریعہ ریل حضرت قبلہ پیر صاحب اور امت مسلمہ کے لوگ جوق در جوق لاہور آئے کہتے ہیں لاہوریوں نے چوبیس سے انتیس اگست تک تاریخی دعوتیں دیں۔ لاہوریوں نے سخاوت کی انتہا کر دی وہ سخاوت لوٹائی گلی گلی میں دیگیں پکیں اور لاہور اس دن واقعی ہی لاہور بن گیا۔

برادران اسلام الحمد للہ تو اسی پچیس اگست کے حوالے سے ہم نے موضوع منتخب کیا ہے، مسئلہ ختم نبوت اور مسئلہ ختم نبوت میں مشائخ وعلماء کا کردار تاکہ ایک طرف وہ دجال اور فریبی اور مکار اور کذاب جو اللہ کا بھی گستاخ تھا میرے نبی کا بھی گستاخ تھا۔ پوری امت کا گستاخ اس کے چہرے سے بھی نقاب پلٹ دیا جائے اور وہ قادیانی وہ مرزائی جو آج چہرے پر طرح طرح کے نقاب چڑھا کے حضور کی امت کو لوٹ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی ہمیں پتہ چل

جائے مسئلہ واضح ہو جائے اور علمائے اہلسنت نے جو جاندار کردار ادا کیا تھا اس سے بھی ہمیں واقفیت ہو جائے۔ حضرات یہ ہمارا اعلان نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یہ اعلان خداوندی ہے یہ احسان خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر حضور کی ختم نبوت کا کھلا اعلان کیا فرمایا

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین''

فرمایا خبردار میرا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں، کیا مطلب آپ کے جتنے بچے تھے وہ بچپن میں چلے گئے کوئی بھی سنِ بلوغت کو نہ پہنچا لہٰذا بچے تو بچپن میں چلے گئے۔ اس لئے کوئی آدمی تم میں سے یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کا حقیقی باپ ہے۔ یہ الگ بات کہ پوری امت کا روحانی باپ ہے لیکن حقیقی باپ میرا نبی کسی کا نہیں۔ ہاں ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' ہاں میرا محمد اللہ کا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ اور خاتم کا معنی اگر ہو خاتِم تو معنی ہو گا مہر لگانے والا، خاتم ''تا'' کی زیر کے ساتھ۔ اور اگر ہو ''تا'' کی زبر کے ساتھ خاتَم تو معنی ہو گا آخری۔ قرآن مجید میں ہے لفظ ''خَاتَمْ'' معنی یہ کہ سارے نبیوں میں آخری نبی میرا نبی ہے۔ پہلے نبی ستاروں کی طرح تھے چاند کی طرح تھے لیکن میرا نبی سورج بن کے آیا اس کو سورج کسی نے نہیں بنایا اس کو سراجِ منیر اللہ نے خود بنایا۔ رب فرماتا ہے کہ اس کو سراجِ منیر میں نے بنایا۔ پہلے اعلان کیا قرآن نے کہ میرا نبی خاتم النبیین ہے۔ پہلے یہ اعلان کیا کہ یہ آخری نبی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ کوئی رسول نہیں ہے کوئی نبوت کا دعویدار اگر آوے گا تو جھوٹا کہلاوے گا۔ قرآن کا غدار کہلاوے گا، رب کا غدار کہلاوے گا اور اگلا جملہ دوسری آیت پاک میں فرمایا۔

''یایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا''۔

اس آیت پاک میں یہ اعلان ہے کہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہم نے آپ کو شاہد بنایا مبشر بنایا، نذیر بنایا۔ داعی الی اللہ بنایا اور آخری بات اس آیتِ پاک میں یہ فرمائی کہ "سراجاً منیراً" آپ کو اندھیروں کو چمکانے والا آفتاب بنایا آفتاب کیوں کہا "قمراً منیراً" کیوں نہیں کہا، چاند کیوں نہیں کہا۔ اس وجہ سے کہ جب سورج منہ دکھلاتا ہے چودہویں کا چاند بھی نظر نہیں آتا ہے۔ اللہ اسی لئے فرماتا ہے کہ باقی نبی ستارے تھے وہ بھی ہمیں پیارے تھے لیکن تو "سراجاً منیراً" ہے جب تو آیا ہے پھر کوئی ستارہ نظر نہیں آیا۔ میاں محمد بخش کھڑی والے نے قرآن کا ساتھ نبھایا۔ ہمارے بزرگوں کی بولی بھی کیا میٹھی ہے فرماتے ہیں۔

تخت چوبارے شاہی کنبے
تے ڈھٹے کفر منارے

آنے کو موسیٰ کلیم اللہ بھی آئے لیکن قیصر و کسریٰ کے تخت نہیں کانپے شاہوں کے تخت نہیں کانپے لیکن جب میرا مدنی آیا اللہ نے آپ کی والدہ کو یہ خواب دکھایا۔

ستاروں سے کہہ دو کوچ کریں اب مہر منور آتا ہے
رب کے پیغمبر آہی چکے اب سب کا پیغمبر آتا ہے

ذرا غور کریں پہلے کھلا اعلان صریح اعلان "ولکن رسول اللہ" فرمایا میرا محبوب میرا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے آخری نبی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر قرآن مجید نے دوسرے مقام پر ایک خوبصورت بات کہی کہ یہ سراج منیر ہے۔ یہ آفتاب ہے کیا مطلب کہ نبی سارے حق ہیں سارے سچے ہیں لیکن تو سراج منیر ہے کیونکہ تو آفتاب ہے اسی لئے ہم نے تیرا نام سراج منیر رکھا کہ جب تو آیا پھر عیسیٰ نظر نہیں آیا، پھر موسیٰ نظر نہیں آیا، اگر کوئی پلٹ کے آوے گا اپنی نبوت کا نعرہ نہیں لگاوے گا۔ تیری امت کا قلادہ گلے میں پاوے گا۔ تیرا امتی کہلاوے گا۔ اس لئے قادیانی کہتے ہیں کہ آپ کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو کہ وہ آئیں گے جب وہ آئیں گے تو نبی تو آ گیا ہم نے کہا اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی بلی کو خواب چھیچھڑوں کے۔ یہ کہتے ہیں عیسیٰ آوے گا تو ہمارا بھی مان لو۔ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے نبی کی حیثیت سے نہیں امتی کی حیثیت سے۔ تو یہ سوال کا جواب ذہن میں رہے۔ یہ قادیانی مردود کہتے ہیں کہ وہ آئیں گے تو ختم نبوت تو نہ رہی۔ ختم نبوت رہی آپ نے سمجھا نہیں کہ اللہ نے سورۃ احزاب میں فرمایا کہ مردوں میں کسی کا باپ نہیں میرا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یااللہ ایسا کیوں ہوا ہر کسی کی اولاد زندہ رہے میرے نبی کو تو نے جتنے بیٹے دیئے واپس لے لیے فرمایا اس میں نبی کے بیٹوں کی بھی عزت ہے تمہارے نبی کی بھی عزت ہے، کیونکہ اگر نبی کے بیٹے ہوتے زندہ رہتے جوان ہوتے نبی نہ بنتے تو نبی کے بیٹوں کی توہین تھی کہ یعقوبؑ کے بیٹے تو نبی بنے، ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تو نبی بنے، داؤد علیہ السلام کے بیٹے تو نبی بنے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے نبی نہ بنے۔ فرمایا اس لئے ہم نے بیٹے واپس لے لیے یااللہ میرے نبی کی اولاد کیوں لی فرمایا اس لئے ہم نے بیٹے واپس لیے کہ اگر بیٹے زندہ رہتے نبی نہ بنتے تو بیٹوں کی توہین اور اگر وہ نبی بن جاتے تو ختم نبوت نہ رہتی۔

اور اللہ تعالیٰ نے اگر کوئی اور نبی بھجوانا ہوتا تو میرے نبی اپنے بیٹے ابراہیم کو ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ فرماتے تھے لوگو اگر یہ میرا پنگھوڑے والا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا لیکن خدا کو میرے بعد نبوت منظور نہیں ہے۔ اس لئے جب ایسے سوہنے نبی نہ بنائے تو کانے کانوں کی کیا ضرورت ہے یاد رکھو نبی کبھی کمینی قوم میں سے نہیں ہو گا۔ نبی کبھی کوجھا نہیں ہوتا۔ رب نبی چن کر بناتا ہے۔ ساری کائنات میں سے سوہنا ساری کائنات میں سے پاورفل، ساری کائنات میں سے سچا، نبی کوئی کمی لے کر، کوئی عیب لے کر نہیں آتا لیکن یہ مردود یہ قادیانی یہ پلید، یہ اولادِ یزید اوئے نہ عقل ہے نہ شکل ہے، نہ منہ ہے نہ متھا ہے

نہ منہ ہے نہ آنکھ ہے نہ ہاتھ ہے عجیب اس کی بات ہے بہر حال پہلے قرآن مجید سے اچھی طرح دماغ میں بٹھالو کہ آخری نبی میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، خدا نے فرمایا۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نزیراO

اللہ پاک فرماتا ہے میرے پاک نبی پہلے جتنے نبی آئے، کوئی تحصیل کا نبی، کوئی بستی کا نبی، کوئی ضلع کا نبی، کوئی ایک قوم کا نبی، کوئی گنتی کے چند آدمیوں کا نبی لیکن اب پچھلے قانون ختم ہو گئے اب میں رب العالمین ٹھہرا۔ تو رحمۃ للعالمین ٹھہرا۔ فرمایا تو نذیر للعالمین ہے۔ اب کائنات کا کوئی گوشہ کوئی چپہ، کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں تک تیری نبوت پہنچی نہ ہو۔ فرمایا۔ "**وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین**" ہے کوئی ایسا تو سامنے آوے۔

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت
ہم زمانے میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

میرے نبی جیسا کوئی نہیں، نذیر للعالمین سارے جہانوں کا نبی، رحمۃ للعالمین سارے جہانوں کے لئے رحمت، فرمایا۔

"وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لایعلمون"O

فرمایا میرے حبیب ہم نے تمام انسانوں کے لئے تجھے بشیر بنایا نذیر بنایا آگے ایک اور مقام پر فرمایا۔ "قل" میرا نبی بول یااللہ تو آپ بول اس نے کہا نہیں اعلان تو کر اچھا لگے گا ہم سنیں گے "قل" تو بول:

ہِک لکھ ڈیندی ڈو لکھ ڈیساں
ہِک واری چا بول مدنی ڈھول

"قُل" رب کہتا ہے میرا مدنی بول۔ او قادیانی کانیا، مرزائیا کبھی تجھے بھی میرے اللہ نے کہا او مرزئیا بول او لُولے، لنگڑے او یہودیوں اور عیسائیوں کی

مشترکہ نسل، بدشکل، بے عقل دیکھ میرے نبی سے میرا خدا کیسے پیار سے بول رہا ہے۔ فرماتا ہے میرا مدنی بول یا اللہ قرآن تیرا بولوں میں۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

میرا کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بولتا تھا موتی رولتا تھا۔ پھر اللہ فرماتا ہے میرا نبی آپ اعلان کر صرف مسلمانوں کو نہیں تو ساری کائنات کو بول ''قل یایھا الناس'' او مشرق والو او مغرب والو، شہر والو، او چوک والو، او بستی والو، او ملکوت والو، ساری کائنات سن لو''یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' یہ تو رب کا اعلان ہے اب ذرا نبی سے بھی پوچھیں کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آیا تو نہیں کوئی آئے گا تو نہیں میرے نبی نے فرمایا ناں ناں''بعثت الی کل احمر و اسود'' فرمایا میں سرخ لوگوں کا بھی نبی، میں گوروں کا بھی نبی، میں کالوں کا بھی نبی، میں حبشیوں کا بھی نبی، میں عجمیوں کا بھی نبی، میں غریبوں کا بھی نبی، میں امیروں کا بھی نبی فرمایا۔''ارسلت الی الخلق کافۃ'' فرمایا جس جس کو رب نے بنایا ہے اس چیز کی طرف مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے، میرے نبی نے فرمایا۔''ارسلت الی الخلق کافۃ'' خلق کس کو کہتے ہیں اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ خلق ہے جبرائیل ہو میکائیل ہو، اسرافیل ہو چودہ طبق ہوں جو کچھ ہے فرمایا جس جس کو رب نے بنایا ہے ہمارا نبی اس کا نبی بن کے آیا ہے۔ یہ اللہ نے کرم فرمایا ہے اللہ اکبر۔

میرے نبی نے فرمایا''انا خاتم النبیین'' میں آخری نبی ہوں میرے اوپر نبوت ختم ہوگئی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''لانبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے نبی بیٹھے تھے فرما رہے تھے کہ ایک وقت آوے گا میرے بعد کچھ ایسے لوگ میری امت میں سے آویں

گے میری امت کو بہکاویں گے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا اپنے علم غیب سے پردہ اُٹھادو تاکہ علم غیب کے منکروں کو بھی پتہ چل جائے۔ آقا بتاؤ کتنے ہوں گے وہ غدار فرمایا۔"ثلاثون کذابون" فرمایا میرے امتیوں گن لو وہ تیس ہوں گے کہتے ہیں نبی کو کل کا پتا نہیں۔ اوئے نبی نے پہلے بتادیا قادیانی کل آرہا ہے نبی اسی دن بتا رہا ہے یہ مؤرخ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں سارے۔ کوئی کسی نبی کی شان کا منکر، کوئی کسی شان کا منکر الحمد للہ ہم نبی پر قربان ہیں میرے نبی نے غیب کے نقاب اُٹھائے فرمایا "ثلاثون کذابون" تیس دجال کذاب آئیں گے ہر کوئی ان میں سے کہے گا میں نبی ہوں۔ "الا" خبردار میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایک دفعہ میرے نبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پاک میں ٹھہرایا۔ میرا نبی جنگ پہ جا کے واپس آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ آقا آپ چلے گئے مجھے چھوڑ گئے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مواخات کروائی بھائی بھائی بنایا ایک دوسرے کو، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اکیلے رہ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روتے کیوں ہو۔ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہر کسی کو کسی کا بھائی بنا دیا میرا کون ہے۔ فرمایا "انت اخی فی الدنیا والاخرۃ" تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ جنگ سے واپس آئے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ روئے آقا آپ چلے گئے۔ ہم رہ گئے فرمایا علی تو مجھے ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھا۔ مگر ہارون نبی تھا تو نبی نہیں ہے، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو میرا نبی مولا علی رضی اللہ عنہ کو تو حصہ دیتا۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کیونکہ یہ سٹپ بائی سٹپ چلا ہے یہ سیڑھیاں رکھ کے چلا ہے۔ پہلے مجدد بنا، پھر مہدی بنا، پھر مسیح بنا، پھر مسیح موعود بنا چلتے چلتے پھر ظلی نبی، پھر بروزی نبی، پھر حقیقی نبی، پھر خدا کا بیٹا، پھر خدا کی بیوی میں ایک ایک

بات کا ذمہ دار ہوں۔ کہتا ہے مجھے خدا نے کہا کہ قادیانی تو میری اولاد ہے پھر کہتا ہے میرے ساتھ خدا نے شادی کی پھر خدا نے کہا تو میرے نطفے سے ہے۔ یہ مردود، یہ پلید وہ کچھ بکتا رہا جو میں بتا نہیں سکتا۔ پھر خود خدا بن بیٹھا۔ کہاں سے چلا کہاں پہنچا۔ میں ابھی آپ کو بتاتا چلوں گا لیکن پہلے یہ ذہن میں رکھو یہ قادیانی یہ مردود اگر اس کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی بنانا تھا۔ یا اللہ نے اس کو نبی بنانا تھا تو مولا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار تھے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار تھے کہ نبی بنتے نبی کے سائے والے نبی کا ظہور بنتے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ بنتے، امام حسن بنتے، امام حسین بنتے کہ جن کی شکل بھی نبی جیسی جن کی عقل بھی نبی والی، جن کی سیرت بھی نبی والی جن کی صورت بھی نبی والی، اگر نبی بنتے نبی کی آل سے بنتے، نبی کے اصحاب بنتے اگر نبی بنتے ابوبکر بنتے اچھے لگتے جچتے، اگر نبی بنتے حضرت عمر بنتے جچتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنتے مزا تو آتا اور نہیں تو اویس قرنی بنتا جچتا بجتا۔ اگر بعد میں کوئی نبی بنتا تو میرا داتا علی ہجویری کہہ دیتا میں نبی ہوں، کوئی کام تو ہے کوئی نام تو ہے۔

معین الدین اجمیری کہتے، فرید الدین گنج شکر کہتے، حضرت مجدد الف ثانی فرماتے میں نبی ہوں لیکن نبی بھی بنایا تو کس کو بنایا، کیا نام ہے، غلام احمد او اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بنائے کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہے ہر ایک کا نام منفرد ہے۔ موسیٰ، عیسیٰ، آدم، نوح، الیاس، زکریا، یحییٰ، ابراہیم علیہم السلام کسی نبی کا نام غلام زکریا، غلام یحییٰ، غلام آدم، غلام نوح، غلام محمد نہیں ہر نبی کا نام ایک مفرد ہے، آدم، نوح، ابراہیم، ادریس، خلیل، اسماعیل، یعقوب، داؤد، سلیمان، موسیٰ، عیسیٰ، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام مگر یہ کیسا نبی ہے غلام احمد نام ہے او ایسا تو نام ہی رب نے کسی کا نہیں رکھا۔ تیرے نام سے پتہ چلتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ یاد رکھو جو بھی نبی آیا پیدائشی نبی تھا۔ گورداس پور میں نہیں بنا، سیالکوٹ میں نہیں بنا، نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتا رہا یہ خبیث۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتا تھا

کہ عیسیٰ کنجریوں کو سینے سے لگاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبیث بکواس کرتا ہے کہ عیسیٰ شرابی تھا، نعوذ باللہ۔ ایسا پلید جو نبی کو گالیاں بکے وہ واجب القتل مرتد ہے۔ جو ایسے کو نبی مانے مسیح مانے، مہدی مانے، مجدد مانے وہ بھی مردار ہے، پلید ہے۔ ہم نبی کی عزت کے رکھوالے ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متوالے ہیں ہمارے آقا کملی والے ہیں۔ یہ مردود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتا تھا کہتا تھا عیسیٰ بن باپ کے پیدا نہیں ہوا۔ اس عیسیٰ کی ماں زنا کار عورت تھی معاذ اللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں بکتا رہا اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتا تھا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے صحابہ وہ چیز کھاتے تھے معاذ اللہ جس میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی تھی۔ یعنی یہ پلید ہمارے نبی پاک، ہمارے سوہنے نبی کے بارے میں کہتا ہے کہ خنزیر ملی ہوئی چیزیں کھاتے تھے لعنت ہو اس پلید کے اوپر۔ اس کی پوری آل کے اوپر، اس کے ماننے والوں پر خدا کی لعنت ہو یہ مغل برلاس قوم میں پیدا ہوا قادیان میں پڑھتا رہا۔ کبھی استاد مرغا بناتا جوتے کھاتا۔ او کوئی نبی مجھے بتا دو جو کسی مدرسے کا پڑھا ہوا ہو۔ پوری روئے زمین پر جو بھی نبی آیا اس کو اللہ نے پڑھایا یہ واحد قادیانی آیا ہے جو جوتے کھا کھا کے آیا ہے۔ استادوں نے مرغا بنایا ہے۔ خود قادیانی مردود لکھتا ہے، کہتا ہے ایک میرا استاد چرسی تھا، وہ اتنا مارتا کہ ہم بے ہوش ہو جاتے، آج تک پتہ نہ چلا کہ مرد ہیں یا نامرد ہیں۔

ماشاء اللہ یعنی ساری صفتیں آنکھیں بھی گئیں ہاتھ بھی گئے عقل بھی گئی، دل کا حال بُرا، مالیکوریا کا مریض ہے اور مرضوں کا شہر ہے پورا۔ برطانیہ سے یہودیوں نے ایک نبی بنانا تھا امت کو برباد کروانا تھا۔ ان کو یہی لنگڑا لولا نظر آیا۔ اس مکار کو اپنی طرف بلایا اس کے سر پہ جھوٹی نبوت کا تاج سجایا۔ پھر یہ جو خبیث میدان میں آیا ادھر بھی انگریز یہودی ادھر بھی عیسائی انہوں نے پڑھایا یہ کہ ایک گالی عیسیٰ کو دے سو گالی مسلمانوں کو دے تاکہ انہیں پتہ نہ چلے یہ بھی سازش تھی تا

کہ انہیں پتہ نہ چلے کہ یہ ہمارا دشمن ہے کہ کس کا دشمن ہے اب میں آپ کو ذرا اس کے نمونے بتاؤں۔

آپ یہ نہ کہتے پھریں کہ قادری صاحب اور پوری امت مرزے کے پیچھے کیوں پڑ گئی اس لئے کہ یہ خبیث اس امت میں سرطان پھوڑا تھا۔ میرے حضور پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے تھے کہ فتنۂ قادیانیت خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہے۔ یہ وقت کے غوث کا کلام ہے اور حضرت علامہ اقبال فرماتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اگر کسی نے یہودیت کی بگڑی شکل دیکھنی ہو تو قادیانیوں کو دیکھ لے، اللہ اکبر۔

میرے دوستو قادیانی کون تھا دعوے کیا تھے اس نے دعویٰ کیا، کتاب ہے اس کی آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ نمبر 564 کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو خدا ہوں پھر کہتا ہے خدا میرے وجود میں داخل ہو گیا پھر کہتا ہے میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں پھر کہتا ہے یہاں تک کہ میرا نام و نشان مٹ گیا ہے اور اللہ کی الوہیت میرے اندر موجزن ہے، اللہ کی الوہیت میرے اندر یعنی خدا میرے اندر آ گیا ہے۔

خدا کی الوہیت میرے اندر جلوے دکھانے لگی پھر کہتا ہے خدا میری حمد کرتا ہے مجھ پر رحمت بھیجتا ہے اور پھر کہتا ہے خدا مجھ سے ہے میں خدا سے ہوں خدا میرے اندر سے بنا میں خدا سے بنا، نعوذ باللہ یہ کس کا دعویٰ ہے قادیانی کا کافرانہ دعویٰ ہے پھر کہتا ہے کہ خدا کہتا ہے جو مرزا کی زبان سے جاری ہو وہ میری زبان ہے، اور آگے چل کر کہتا ہے کہ مرزا خدا تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہے جہاں پر تو کھڑا ہے۔ یہ بھی دعویٰ مرزے نے کیا اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا اے مرزا قادیانی اگر میں تجھے نہ بناتا تو کچھ بھی نہ بناتا۔

پھر کہتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا کہ اے مرزا قادیانی تو میری روح ہے۔ پھر کہتا ہے خدا نے مجھ سے کہا تو میرے فرزند کی طرح ہے یعنی تو میرے

بیٹے کی طرح ہے پھر یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ اے مرزا میرے بیٹے میری بات سن۔ مرزا کہتا ہے مجھے رب نے کہا اے میرے بیٹے میری بات سُن خدا کے بارے میں بکواس کرتا رہا۔ پھر کہتا ہے میں خدا کے نطفے سے پیدا ہوا کہیں کہتا ہے میں خدا کی بیوی ہوں۔ استغفر اللہ وہ وہ بکواس کرتا رہا کوئی عقل مند کوئی ذہن والا، کوئی انسان نہیں مانے گا۔ اسی لئے ایک جسٹس منیر تھا پاکستان کا۔ اس نے ایک عالم سے پوچھا بتاؤ نبی کے لئے کیا صفت ہونی چاہیے۔ اس نے کہا اور کچھ ہو نہ ہو وہ کم از کم شریف انسان تو ہو۔ اوئے مرزا تو کمینا آدمی تھا۔ اس کو کہتے ہو نبی ہے اب ذرا ظالم کی دوسری بات میرے نبی علیہ السلام کے بارے میں سنو۔ کہتا ہے خدا نے مجھے نبی بنایا ہے میرا خدا وہ جس نے اس عاجز کو رسول بنایا اور کہتا ہے خاتم النبیین مجھے بنایا ہے خدا نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہیں بنایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے چودہ ہزار معجزہ دیا لیکن مجھے ایک لاکھ معجزہ دیا۔ اور پھر کہتا ہے کہ جو بات میرے خلاف ہو چاہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہو اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دو نعوذ باللہ۔ پھر کہتا ہے قرآن وہی ہے جو مرزے کے منہ سے نکلتا ہے۔ قرآن مجید کو بھی جھٹلانے والا۔ پھر کہتا ہے ''منم مسیح زماں منم کلیم خدا'' مسیح بھی میں ہوں موسیٰ بھی میں ہوں۔ توریت کے اندر بھی میرا ذکر ہے، انجیل کے اندر بھی میرا ذکر ہے حتیٰ کہ کہتے کہتے یہاں تک آیا کہ جو میری جماعت میں آ گیا وہ صحابی ہو گیا جو میری بیوی بنی وہ ام المومنین ہو گئی۔ جو میری اولاد میں آیا وہ اہل بیت ہو گیا۔ اس خبیث نے اپنی اولاد کو اہل بیت کہا اپنی بیویوں کو ام المومنین کہا اپنے کمینے کمینے چیلوں کو صحابہ کہا میں اپنی آنکھوں سے وہ رجسٹر دیکھ کر آیا ہوں ربوے میں جس پہ لکھا ہوا ہے مرزا صاحب کے صحابہ، اہل بیت، سنی سنائی بات نہیں ان اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔ یہ وہ کمینہ انسان ہے جس نے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو اس

طرح برباد کرنے کی کوشش کی۔ کہتا ہے نبی خنزیر کی چربی والی چیزیں کھاتا تھا، نعوذ باللہ کبھی کہتا ہے میری بیوی ام المومنین، کبھی کہتا ہے میری آل اہل بیت، کبھی کہتا ہے میرے چیلے سارے صحابہ، اور تو اور جنت کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ بنوا ڈالا اور یہ بھی کہہ ڈالا جو قادیان آوے گا وہ اس طرح سمجھ لے میں نے حج کرلیا ہے۔ پورے اسلام کو برباد کرتا رہا کہنے لگا یہ جو جہاد ہے یہ امت پہ حرام ہو چکا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ غرضیکہ ہر چیز کے اوپر ہاتھ صاف کرتے کرتے میرے نبی کی آل واولاد کی میرے نبی کی بیٹیوں میرے نبی کے بیٹوں کی بھی توہین کرنے سے باز نہیں آیا۔ اس کمینے نے اپنے ہاتھ سے لکھا، کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت بی بی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں اور آپ نے مجھے پکڑ کے اپنی جھولی میں سُلا لیا۔ اتنی غلیظ کمینہ دنیا کا یہ خنزیر میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹی کی توہین کر رہا ہے۔

وہ سیدزادی جس کو زہرہ کہتے ہیں بطول کہتے ہیں اس بی بی کے بارے میں کہتا ہے کہ بی بی نے مجھے اپنی جھولی میں سُلایا اور کہا مرزا تو میرا بیٹا ہے۔ ہائے اُف افسوس ہے تیری عقل کے اوپر، پھر آگے کہتا ہے اوشیعوں تم مردہ حسین کے پیچھے پھر رہے ہو، میں زندہ حسین جو ہوں بکواس کرتا ہے کہ ایک حسین نہیں سو حسین میرے گریبان میں موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین کرتا ہے کہتا ہے علی کیا ہے وہ مر گیا میں زندہ ہوں اور میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی اس کے چیلوں نے توہین کی اس کا ایک خبیث خلیفہ تھا مرزا بشیر۔ اس نے کہا ابوبکر اور عمر تو اس لائق بھی نہیں تھے کہ مرزا قادیانی کے جوتے کے تسمے کھولتے۔ معاذ اللہ نبیوں کے بے ادب خدا کے بے ادب، قرآن کے بے ادب، آل کے بے ادب، ازواج کے بے ادب، دین کے بے ادب اور کہتا ہے جو مجھے نہیں مانتے یہ سارے سوروں کی اولاد ہیں اور ان کی بیویاں کُتیاں ہیں پوری امت مسلمہ کی ماؤں کو کتیاں کہنے والا۔ اب بھی آپ کہتے ہیں کہ قادیانی کو

اتنا بُرا بھلا کہتے ہو۔ او جو میری ماؤں کو پوری امت کی ماؤں کو کُتی کہے اس کو میں سلام کروں۔ کچھ ہمارے اندر غیرت ہوتو ہم جاگیں ان کمینوں کو تو سلام کرنا بھی حرام ہے یہ کہتے ہیں جو مجھے نہیں مانتے وہ خنزیر ہیں اور تو اور آج آپ ہمیں تو بڑا پڑھاتے ہو کہ وسیع ظرف بنو۔ لیکن تم بھول گئے ہو سر ظفر اللہ خنزیر وہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا۔ جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح دنیا سے چلے گئے، جنازہ پڑھنے کا وقت آیا جنازہ رکھا تھا ظفر اللہ پیچھے ہو کے غیر مسلم سفیروں کے ساتھ اکڑ کے بیٹھ گیا کسی نے پوچھا مسٹر ظفر اللہ تمہارا گورنر جنرل تھا تم وزیر خارجہ تھے تم تو جنازے میں شرکت کر لو شریک ہو جاؤ، کہنے لگا مجھے ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم سمجھو۔

میں جو اب بات کر رہا ہوں چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے سننے والی ہے۔ مسٹر ظفر اللہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ خبیث جب کراچی جہانگیر پارک کے اندر قادیانیوں نے جلسہ کیا جلسے میں اس وزیر خارجہ کو بلایا۔ خواجہ ناظم الدین اس وقت وزیر اعظم تھا۔ پاکستان میں ہلچل مچ گئی اور اس کمینے کا موضوع تھا زندہ اسلام اور مردہ اسلام یعنی قادیانیت زندہ اسلام ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین مردہ اسلام ہے۔ اتنی بڑی بات اور اگر ہمارے کسی بھائی کو کلرکی مل جائے کہتا ہے کیا کریں ملازمت ہے ہم کلرکی نہیں چھوڑ سکتے لیکن وہ کتنے پکے ہیں اپنے مذہب میں خواجہ ناظم الدین نے کہا ظفر اللہ تو وزیر خارجہ ہے پاکستان کا۔ آگ لگ جائے گی ملک میں۔ اس جلسے میں نہ جا اس نے کہا مسٹر وزیر اعظم وزارت خارجہ چھوڑ سکتا ہوں اپنے مذہبی پیشوا کے حکم کو نہیں چھوڑ سکتا یہ لے وزارت خارجہ لیکن ہم مجبور بنے رہے وہ کمینہ ہمارے دین کو مردہ اسلام کہتا رہا۔

لیکن آفرین ہے اے میری ملت کے علماء میری ملت کے مشائخ تمہیں آفرین ہے یہی ظفر اللہ جس وقت وزارت خارجہ سے گیا آپ نے چھاتیوں پہ گولیاں کھائیں میں سلام کرتا ہوں لاہور کے ان بزرگ عالم دین حضرت قبلہ

علامہ سید ابو الحسنات محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کو اس سید کے بیٹے کو جس نے کراچی سے گرفتاری دی بڑھاپے کا عالم ہے اور کسی نے کہا آپ کے بیٹے کو حکومت نے سزائے موت دے دی ہے باپ کراچی میں جیل میں ہے بیٹا لاہور کی کال کوٹھڑی میں پڑا ہے۔

ذرا غور کریں ذرا توجہ کریں بیٹا کہاں، باپ کہاں کسی نے کہا بوڑھے بابا جی تیرے بیٹے کو پھانسی لگ جائے گی اور باپ خوش ہو کے کہتا ہے میں اپنے کریم نبی کی عزت کی خاطر یہاں سلاخوں میں بند، میرا بیٹا اگر پھانسی پہ چڑھ جائے تو قیامت کے دن نانا کے سامنے سرخرو ہو جاؤں گا۔

ختم نبوت کے مسئلے پر جسے پھانسی کی سزا ہوئی وہ عالم علامہ خلیل القادری مسجد وزیر خان کا خطیب سُنی حنفی، دوسرا عالم حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، پھانسی کی سزا ہوگئی آج بھی طرے والا بابا زندہ ہے پھانسی کی سزا ہوگئی۔ مجسٹریٹ نے پوچھا مسٹر نیازی تم اتنے حوصلے میں ہو تم اتنے جوشیلے کیوں ہو اسی نیازی نے کہا تھا کہ اگر ظفر اللہ پنجاب یونیورسٹی میں آیا تو ہم یونیورسٹی کو آگ لگا دیں گے غیرت ہو تو پھر بولتا تو ہے اندر۔ وہ عبدالستار خان نیازی جب پھانسی کی سزا ہوئی دس آدمی پھانسی کے پھندے پہ لٹکنے والے تھے نو کو بری کر دیا گیا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی کو آ کر قلعے میں بند سلاخوں کے اندر ملٹری کورٹ فوجی عدالت نے کہا مسٹر نیازی نو آزاد ہو گئے تم سمجھتے ہو شاید تمہیں بھی آزادی مل گئی نہیں۔

You will be hand by neck till you are dead.

تمہیں ہم پھانسی پہ چڑھا دیں گے تمہیں تختہ پر لٹکا دیا جائے گا۔ تمہاری گردن تمہارا سر پھندے پر لٹکے گا۔ یہ جھولے گا کب تک Till you are dead جب تک جان نہیں نکلتی لٹکے رہو گے اور مسٹر عبدالستار خان نیازی مرد حق، مرد غازی ہمارا سینوں کا خان نیازی اس سنی مرد مجاہد نے کیا کہا اس نے کہا اوئے کوئی

پرواہ نہیں۔

I am willing to face even more severe affliction than that.

اس نے کہا میں تو پھانسی سے بھی بڑی سزا جھیلنے کے لئے تیار ہوں تم ڈراتے ہو پھانسی سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کو، میں پھانسی سے آگے تیار ہوں اور آگے کہا۔

If I would had got one hundred thousand lives. I would let on those lives for the cause of the Holy Prophet Muhammad.

اس نے کہا یہ تو ایک نیازی کی جان ہے اگر ایک لاکھ زندگی ہوتی تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پہ وار دیتا۔ ملٹری والے جرنیلوں کے سزا سنا کے پاؤں کانپ رہے ہیں لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ ہنس ہنس کے کہہ رہا ہے کہ ایک لاکھ زندگی ہو تو وہ بھی یار کے نام پہ فدا کردوں۔

کروں تیرے نام پر جان فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جان نہیں

اب انہوں نے کاغذ آگے کیا۔ .Please sign it مسٹر نیازی اس پر دستخط کرو اپنی موت کے وارنٹ، ڈیتھ وارنٹ پہ سائن کرو۔ اب نیازی نے جواب دیا۔

I will sign it when I kiss the death.

گھبراؤ نہیں سائن کروں گا، کہنے لگے مگر کب، کہا جب موت کے تخت کو چوموں گا تو پہلے سائن کروں گا۔ کیا سمجھے۔

محمد کے نام لیوا جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

تختہ پر لٹک گئے ہیں پر منزل سے پیچھے نہیں ہٹے ہیں۔ 1973ء آیا بھٹو کا دور آیا اس وقت قادیانیوں کو جس نے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا وہ کوئی اور نہیں سنی تھا نام مولانا شاہ احمد نورانی تھا اور ہماری نشانی تھا۔ نام ہے جس کا شاہ احمد نورانی الحمد للہ وہ شاہ احمد نورانی تھا جس نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ ایک آدمی نے سوال کیا وہ مرزائی تھا، اس نے کہا مسٹر نورانی ہمارا نبی قادیانی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنا ہو کر آہستہ آہستہ نبی بن گیا ہے مولانا نورانی نے برجستہ جواب دیا کہا اس کا مطلب ہے اگر کوئی فنا فی اللہ ہو جائے تو وہ آہستہ آہستہ خدا بن جائے گا۔ منہ بند کر دیا نورانی نے۔ اور جب 1988ء آیا مرزائیوں نے جا کر اقوام متحدہ میں شور مچایا تو جناب مسٹر صدر ضیاء الحق نے آ کے کہا ہے کوئی جو جاوے قادیانیوں کا منہ بند فرماوے۔ اسلام کا جھنڈا لہراوے تو اللہ پاک نے میرے مرشد میرے پیر حضرت پیر کرم شاہ کو یہ توفیق بخشی آپ جنیوا گئے اور جا کر قادیانیت کے پرخچے اُڑا دیئے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ یہ وہ ہمارے بزرگ ہیں اللہ اکبر جب لاہور کے اندر قادیانیوں نے شور مچایا تھا تو پیر جماعت علی شاہ علی پور سے آیا تھا۔ یہ موچی دروازہ گواہ ہے یہاں رات دن دیگیں چڑھی رہتیں اور پیر جماعت علی شاہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بول رہا ہے فرماتے تھے قادیانی اگر تو چوبیس سال بھی لاہور رہے گا تو جماعت علی شاہ یہیں رہے گا لیکن جب باری آئی غوث زمان کی۔ اب آئی گولڑے والے تاجدار کی باری، قادیانی بڑا چالاک تھا بڑا مکار تھا، گورنمنٹ اس کی سپورٹر تھی اس کے اوپر چھتری تھی انگریز کمینے کی۔ اسی کے نیچے چلتا، کھاتا، پیتا، اُٹھتا، بیٹھتا تھا۔ 1989ء میں یہ منٹو پارک جہاں مینار پاکستان ہے وہاں سٹیج لگا ہے اور قادیانی بھونکے جا رہا ہے کہتا ہے اگر میں جھوٹا ہوں تو کسی کو ہمت ہے تو مجھے جھٹلا دے کسی کو طاقت ہے تو سامنے آوے۔ اب بیچارہ کون آتا۔ تھے تو سارے لیکن تھوڑے ہوتے ہیں محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے۔ وہ ہیں سنی راج دلارے۔ پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بازار حکیماں میں بیٹھے تھے کسی نے کہا پیر جی تیرے نانے کی عزت داؤ پہ لگ گئی قادیانی کہتا ہے کوئی ہے تو آوے مجھے جھٹلاوے پیر سائیں نے نہ کسی کو بلایا خود آیا۔ واہ مہر علی شاہ۔

مہر علی ہے حب نبی ۔۔۔ حُب نبی ہے مہر علی
لحمک لحمی جسمک جسمی ۔۔۔ فرق نہیں مابین پیا

مہر علی شاہ آیا اور جب اس مینار پاکستان والی جگہ پر قدم ٹکایا تو سید کے بیٹے نے للکارا۔ کہا قادیانی تو نے للکارا ہے ادھر بھی ابن حیدر کرار ہے تو میرے نانے کا غدار ہے او قادیانی تو کہتا ہے کوئی مجھے جھٹلا دے۔ میرے چار سوالوں کا جواب دے یا تو رہے گا یا میں رہوں گا۔ او مولویو ہمیں کہتے ہو مشرک، ہمیں کہتے ہو بدعتی، ہماری بلی ہمیں میئوں میئوں۔ ہمارا کھاتے ہو ہمیں ٹوکتے ہو۔ الحمد للہ ہم نے تمہیں بچایا ہے ورنہ تمہارے پلے ہی کیا رکھا ہے۔ قادیانی بھونکتا رہا کسی میں دم نہیں تھا کہ سامنے آتا۔ میرا پیر مہر علی شاہ آیا میرے پیر سیال کا پروردہ آیا اور آ کے کہا او قادیانی چار سوال ہیں۔ کہا اگر تو سچا ہے تو دریائے راوی کو حکم کر دریائے راوی کو آرڈر کر اپنی جگہ چھوڑے منہ موڑے راوی ابھی راستہ بدلے۔ فرمایا تیرے اندر کہاں یہ دم۔ کہا تو نبوت کا دعویدار ہے۔ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ ابن غلام ہوں میری ساری آل اولاد غلام، میں آیا ہوں قادیانی دوسری شرط سن سر دُھن، ہوش اُڑ گئے تیرے پہلے سوال پہ فرمایا قادیانی دوسرا سوال سن قادیانی کانپ رہا ہے، فرمایا ایک کنواری لڑکی لاؤ یہاں بٹھاؤ اور مانگ دعا ابھی بغیر کسی مرد کے اللہ اسے حاملہ بناوے ابھی بچہ دنیا میں آوے اور تیرا کلمہ پڑھ کے سناوے اگر تو نہیں کر سکتا تو لڑکی تم لاؤ اگر مہر علی کے نعرے نہ لگے تو کہنا۔

فرمایا تیسرا سوال سُن یہاں ایک کڑوا کنواں ہے چل تو بھی کنارے،

چلوں میں بھی کنارے، تو بھی لعاب دہن ڈال تھوک اس میں اگر تیری تھوک سے میٹھا تو تُو سچا، ورنہ مہر علی ابھی میٹھا کرے گا۔

اور فرمایا قادیانی چوتھی بات سُن، ہوش اُڑ گئے، قادیانیت کے پرزے پرزے بکھر گئے، میرے مہر علی شاہ نے کہا چوتھا سوال، فرمایا قادیانی یا تو شیر بن اور مہر علی کو کھا ورنہ محمد کا شیر تجھے ساتویں زمین کے نیچے دفن کر دے گا۔ اور کہتے ہیں آپ کی وہ گھنگھریالی زلفیں اُٹھ چکی تھیں۔ زلفیں اس طرح کھڑی ہو گئیں لگتا تھا محمدی کچھار کا شیر آ گیا ہے اور علماء نے کاندھے پر ہاتھ رکھے کہا پیر جی شریعت، شریعت، شریعت۔ شریعت کے پردے نہ پھاڑو رہنے دو۔ آپ واپس پلٹے فرمایا تم نے واپس بلا لیا ورنہ یہ ساتویں زمین میں بھی چلا جاتا میں آج اسے دفن کر کے چھوڑتا شاید خدا کو کچھ اور منظور ہے واہ سینوں واہ۔

جب بھی چمن کو ضرورت لہو کی پڑی
سب سے پہلے گردن ہماری کٹی
اب یہ کہتے ہیں اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

اب جس وقت چلتے چلتے اگلا 1900ء دو سال کے بعد آیا۔ پھر مہر علی شاہ صاحب کو چیلنج کر دیا کہ آؤ اگر تم سچے ہو۔ آؤ مل کے لاہور کے شہر میں تفسیر لکھیں گے بیس ورقے کی۔ جس کی تفسیر اچھی وہ سچا دوسرا جھوٹا۔ پیر صاحب نے فرمایا نہ گھبرا مہر علی شاہ آ رہا ہے۔

اس کو کسی نے کہہ دیا تھا مہر علی شاہ اب نہیں آتا وہ بڑا مصروف ہے اور پھر پیر صاحب کو کسی نے کہا کہ قادیانی کے مقابلے میں اب نہ جانا۔ اس کے پاس تین جن ہیں جو مقابلے میں جاتا ہے وہ زبان بند کر دیتے ہیں۔ مہر علی شاہ نے کہا:

وہ اور ہوں گے جنہیں ڈبو دیا تو نے
کبھی ہماری راہ میں آنا بھنور بن کر

میرا پیر مہر علی شاہ گولڑے سے چودہ اگست کو چلا، راولپنڈی سے تار بھجوایا، قادیانی میں آ رہا ہوں، جب لالہ موسیٰ پہنچے پھر تار بھجوایا او قادیانی مہر علی شاہ آیا، جب شام کو آپ نے یہاں لاہور اسٹیشن پر قدم ٹکایا، پہلا سوال فرمایا قادیانی آیا یا نہیں آیا۔ سرکار ابھی تک نہیں آیا۔ آپ کہنے لگے بھیج اس کو خدایا ابھی تک نہیں آیا۔ دو گھنٹے تک پیر مہر علی شاہ کے شیعہ سنی، اہلحدیث، دیوبندی، چکڑالوی ہاتھ چومتے رہے، ارد گرد گھومتے رہے کہ او مہر علی شاہ تو ہے پوری ملت کا اکیلا راہنما، واہ سنی واہ، سبحان اللہ۔

الحمد للہ اب پچیس اگست بھی آیا مہر علی شاہ نے ڈیرہ لگایا اور قادیانی پھر نہیں آیا۔ پھر کہنے لگے جی انہیں کہو کہ ہم تقریر والا مناظرہ نہیں کریں گے، لکھنے والا کریں گے پیر مہر علی شاہ جوش میں آئے، فرمایا کہ وہ کہتا ہے میں بڑا اچھا منشی ہوں ارے میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہاتھوں سے نہیں لکھیں گے قلم رکھ دو قلم پہ نگاہ ڈالیں تو قلم آپے لکھے۔ پھر قادیانی کہنے لگے او جی ہم کہتے ہیں ایک لُولا، لنگڑا ادھر رکھو ایک ادھر رکھو۔ جس کی دعا سے لولے لنگڑے ٹھیک ہو جائیں وہ سچا۔ میرا پیر مہر علی شاہ بولا فرمایا ارے لولے لنگڑے کی کیا بات ہے قادیانی سے کہو مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجا۔

فرمایا تمہاری برادری میں یہ نہیں ہوسکتا، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کر سکتے ہیں واہ مہر علی شاہ فرمایا کہ مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجا۔ قادیانی نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ جب ستائیس اگست کو جلسہ ہوا شاہی مسجد لاہور میں تو حضرت پیر مہر علی شاہ کو مولانا غلام محمد بگوی بھیروی کہنے لگے حضور اتنے بڑے بڑے دعوے آپ کیسے کر گئے فرمایا تجھے پتہ نہیں ہے کہ جب میں بولتا تھا۔ جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھوں کے سامنے تھا میرے مرشد کا ہاتھ میرے کاندھوں پہ تھا، فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں تھا کسی اور کا کام تھا

؎ سرِ آئینہ میرا عکس ہے پسِ آئینہ کوئی اور ہے

مہر علی شاہ نے کہا لاہور والو، میں نے آج تک کوئی پیشین گوئی نہیں کی لیکن آج سنو مسیح وہ ہے جو آخری دور میں آوے گا حج فرماوے گا پھر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے پر جاوے گا میرے نانے کو سلام فرماوے گا میرا نانا اپنے مزار سے جواب عطا فرماوے گا۔ وہ سچا مسیح ہے یہ جھوٹا ہے فرمایا میں کہہ کے جارہا ہوں کہ قادیانی نہ کبھی کعبے میں جائے گا نہ مدینے جائے گا اس کو جاکے کہو اگر سچا ہے تو زور لگا مکہ مدینہ جا کے دکھا واہ مہر علی شاہ۔

تم نے جو کہا وہی تقدیر کا لکھا نکلا
اور لگتا ہے کہ تم کاتب تقدیر بھی ہو

آپ جا رہے تھے پیر جماعت علی شاہ صاحب وہاں تھے آپ نے کاندھے پہ ہاتھ رکھا فرمایا جماعت علی شاہ، مہر علی شاہ جا رہا ہے لیکن تو نے نہیں جانا، تو ڈیرے لاہور میں لگا۔ اب یہ کام تیرے حوالے کر کے سید جا رہا ہے کیونکہ تو بھی اسی کی نسل میں بھی اسی کی نسل اور نہ بولے کوئی بد شکل کہ ہم نے کام کیا۔ 1908ء آیا پیر جماعت علی شاہ صاحب نے رات کو جلسہ فرمایا اور رات کے دس بجے ہاتھ اُٹھایا۔ سنو مسلمانوں رات کو دس بجے پیر جماعت علی شاہ صاحب نے ہاتھ اُٹھایا اور ہاتھ اُٹھا کے فرمایا لاہور والو جماعت علی شاہ بھی لاہور ہے اور مرزا قادیانی بھی لاہور ہے اور قدرت کا پروگرام آج کچھ اور ہے۔ کہا پیر جی کیا۔ فرمایا اگر چوبیس گھنٹے کے اندر مرزے قادیانی کا لاہور سے جنازہ نہ نکلے تو جماعت علی شاہ جھوٹا۔ اب یہ بھی لاہور وہ بھی لاہور قادیانی کو ہیضہ تو پہلے تھا ادھر دست لگے اور پھر دست نیچے کی بجائے منہ سے آنے لگے سن لو مسلمانوں میرے نبی کے دشمن کا حال، منہ سے گندگی نکلنے لگی نیچے سے بھی جاری منہ سے بھی جاری، بول بھی جاری اور تڑپے پھڑکے۔ رات کو دس بجے تقریر تھی اور دوسرے دن دس بجے خدا کی تقدیر تھی۔ اعلان ہو گیا کہ مرزا قادیانی آج فانی ہو گیا ہے ارے ہمارے بزرگوں نے جو فرمایا اللہ پاک نے سچ کر دکھایا یہ جھنڈا اہلسنت نے لگایا۔ اس لئے

ہم نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیوں آج سے ٹھیک سو سال پہلے تم نے للکارا تھا سنیوں نے تمہیں مارا تھا آج سو سال پورا ہوا ہے اور آج ہم پھر تجدید کر رہے ہیں یہ میرے غیرت مند مسلمان میرے سامنے بیٹھے ہیں میں ان کے سامنے بیٹھ کر مہر علی شاہ قادری حنفی کا ایک چھوٹا سا غلام ہوں، داتا نگر کی مسجد کا خطیب اور امام ہوں مجھے اپنے بزرگوں کو تو سلام ہے لیکن تمہارے منہ میں لگام ہے ۔ آج میں پھر سے مرزا طاہر قادیانی اور اس کے چیلوں کو مباہلے اور مناظرے کا چیلنج کر رہا ہوں۔ قادیانیوں میں اگر دم ہے تو ہم لاہور میں ہیں اگر دم ہے تو آ ؤ اپنے منہ کی کالک مٹاؤ۔ خان محمد قادری بمعہ اپنے ساتھیوں کے جہاں چاہو گے پورے ملک میں آوے گا اور تمہیں پھر پرانا سبق یاد دلاوے گا۔

جاگ اُٹھے ہیں اہلسنت گونج اُٹھا یہ نعرہ ہے
دور ہٹو اب دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے

دوسرا اعلان انٹرنیشنل ختم نبوت آرگنائزیشن آج ہم بنا رہے ہیں اب اس کے تحت انشاء اللہ ختم نبوت کا بھی کام چلے گا۔ میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام جام در جام چلے گا انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ آپ ہاتھ میں ہاتھ ملاویں گے۔ انشاء اللہ حوض کوثر تک جاویں گے۔ آقا دعا فرماویں گے ہمیں پار لنگھاویں گے جب کریم دعا فرمادیں گے مزے بڑے آویں گے۔

وما علینا الا البلغ المبینo

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیمo بسم الله الرحمن الرحیمo وما ارسلنک الا رحمة للعالمینo صدق الله العظیمo

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
ایسی آنی ہے کہ فقط آنی ہے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ہم جس فتنہ پرور دور سے گزر رہے ہیں اس کی کیفیت کچھ اس طرح ہے کہ:

نہ کہیں آگ ، نہ شعلے ، نہ دھواں اُٹھتا ہے
آہ! کس رنگ میں الفت کا نگر جلتا ہے
اشک آنکھوں سے رواں اور جگر جلتا ہے
کیا قیامت ہے کہ برسات میں گھر جلتا ہے

عالم کفر سے مل کر ایک تانا بانا بنا۔ جس کا مقصد وحید اسلام کے قلب پر وار کرنا تھا اور یہ بات مسلم ہے کہ قلب اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے اور کفر بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ جب تک مسلمانوں کا رشتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے استوار ہے ان کو کسی بھی طاقت کے بل بوتے پر زیر نہیں کیا جا سکتا۔ نہ تو انہیں تیر وتفنگ ختم کر سکتے ہیں اور

نہ ہی ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل ختم کر سکتے ہیں۔ یہاں ان کی صورت حال یہ ہے کہ:

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

عالم کفر کے تمام ذہین وفطین لوگوں نے مع شیطانی قوتوں کے تجزیہ کیا کہ مسلمانوں کو کس طرح کمزور کیا جائے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ عالم کفر نے سوچ و بچار کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کا اور صفحہ ہستی سے مٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہ نسخہ کفر کا نسخہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس نسخے کو آزمانے کے لئے کافروں کو کچھ مہرے درکار تھے کچھ زرخرید قسم کے دماغ چاہیے تھے۔ جن کا تعلق یونیورسٹیوں سے بھی ہو، کالجوں سے بھی ہو، جن کا تعلق عوام سے بھی ہو اور جن کا تعلق مدارس سے بھی ہو۔ ہر طبقے سے انہوں نے لوگ خریدے۔ ان زرخرید غلاموں نے کافروں کا مہرہ بن کر مسلمانوں کے روپ میں اس کام کو سرانجام دینے کا بیڑہ اُٹھایا اور انہوں نے ناموس رسالت پر وار کیا قلب کائنات پر وار کیا اور بے شک قلب کائنات آقا کی ذات ہے۔

مسلمان حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتے کے دم قدم سے زندہ ہے۔ جوں جوں وہ رشتہ کمزور ہوتا جائے گا توں توں خود بخود کمزور ہوتے چلے جائیں گے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا رشتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے ساتھ دیوانگی اور جنون کی حد تک تھا تو چھ سو مسلمان دریائے دجلہ کی خونی لہروں کے سامنے کھڑے ہو کر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالا کرتے تھے۔ کفر کا ستر ہزار کا لشکر جرار سامنے ہے۔ درمیان میں

دریائے دجلہ کی لہریں جبڑے کھولے ہوئے ہیں پانچ یا چھ سو مسلمان جسم پر چیتھڑے لپیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس میزائل نہیں ہیں۔ ان کے پاس بم نہیں ہیں، ظاہری قوت کی بہتات نہیں ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ سامنے سپر پاور ہے۔ سالار لشکر صدا دیتا ہے، ہے کوئی جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس خونی لہروں والے دریا کو پار کرنے تو پانچ چھ سو سوار نکلتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دھرتے ہیں اور نتیجہ دنیا دیکھتی ہے کہ:

ع ہم جو دریا میں اترے تو دریا اتر گیا

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

سپر پاور کا ستر ہزار کا لشکر ہے، سامنے سے آگ کے گولے پھینکے جا رہے ہیں لیکن یہ بے نیازی کے ساتھ کبھی گردن ادھر پھیر دیتے ہیں اور کبھی ادھر پھیر لیتے ہیں۔

آ ہنر مندا ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

آپ اندازہ کریں کہاں پانچ سو کہاں ستر ہزار کا خونی لشکر۔ ادھر ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے اور اُدھر حال یہ ہے۔

نہ تیر و تفنگ پہ تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو فقط اک کالی کملی والے پر

پھر نگاہ فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ ستر ہزار کے لشکر کو چھ سو آدمی نے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور ایران کی دھرتی پہ اسلام کا پرچم لہرا دیا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ رشتہ مضبوط کرنے والوں کی ایک اور مثال سنیے۔ مسلمان قیروان میں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں۔ دنیا حیران ہے کہ یہاں جنگل ہے درندوں کا ڈیرہ ہے، ویرانہ ہے، سانپوں کا گھر ہے،

بچھوؤں کی آماج گاہ ہے مسلمان چھاؤنی کیسے بنائیں گے؟ کتنے درندوں کو بھگائیں گے کتنے سانپوں کو ماریں گے لیکن پھر دنیا نے دیکھا کہ مسلمانوں کا سپہ سالار جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر اک صدا بلند کرتا ہے اے جنگل کے درندو! اے حشرات الارض! ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں ہم یہاں اسلام کی چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں۔ تمہیں اتنا وقت دیتے ہیں کہ سانپوں تم بھی جنگل سے نکل جاؤ بچھوؤ تم بھی نکل جاؤ، درندو تم بھی نکل جاؤ۔ یہ بھیڑیے ان کی زبان سمجھتے ہیں۔ بچھو ان کی بولی سمجھتے ہیں، سانپ ان کی صدا سمجھتے ہیں تاریخ کہتی ہے ادھر صدا بلند ہوئی ادھر سانپ بھی، بچھو بھی، درندے بھی بھاگ کر جنگل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جنگل خالی ہو جاتا ہے۔ تھوڑا سا رک کر ہم اپنی طرف دیکھیں کہ ہم بھی چھاؤنی بنانے نکلے ہیں۔ ہمارے صدر کا سانس پھول گیا ہے، وزیر اعظم کے ہوش اُڑے ہوئے ہیں ہماری سوچ بے بس اور بے کس ہو چکی ہے چھاؤنی نہیں بن رہی یہاں تو نہ جنگل ہے نہ ویرانہ نہ سانپ ہیں نہ بچھو، میزائل ان کے پاس ہیں طاقت ان کے پاس ہے لیکن چھاؤنی پھر بھی نہیں بن رہی کیوں! وجہ کیا ہے، اس لئے کہ:

ہم جو تیرے غلام تھے خلق کے پیشوا تھے
تجھ سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

عالم کفر کا یہی منصوبہ تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے مسلمانوں کے رشتے کو کمزور کر کے ان کو ذلیل و رسوا کیا جائے کیوں کہ جب تک ان کا یہ رشتہ مضبوط رہے گا۔ کائنات ان کی غلام رہے گی۔ بقول اقبال:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو نبوت کا وفادار بن، کائنات تیری وفادار رہے گی۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غدار ہو گیا تو تیری ساری کی ساری سطوت اور قوت کی دھجیاں بکھر

جائیں گی۔ آج ہمارے حکام نے غلامی رسول کو چھوڑ کر عیسائیت و یہودیت کی غلامی کو اختیار کیا ہے تو نتیجہ بھی سامنے ہے کہ طاقت کے باوجود کہیں پاؤں جمنے نہیں پا رہے۔ سندھ ہاتھ سے نکلتا دیکھائی دیتا ہے، بلوچستان ہاتھ سے پھسلتا دکھائی دیتا ہے، طاقت وقوت کے نشے ہرن ہورہے ہیں لیکن دوسری جانب غلامی رسول کا فیض دیکھیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر نکلتے ہیں بڑھاپے کا عالم ہے ایک جگہ سے گزر ہوتا ہے وہاں پر رونے لگتے ہیں اور زاروقطار روتے ہیں۔ ساتھی حیران ہیں کہ جس کا نام دنیا میں چل رہا ہے، بڑی بڑی طاقتیں جس کا نام سن کر لرز جاتی ہیں، آج رو رہا ہے۔ ساتھیوں نے کہا عمر تو اس طرح کبھی بے بسی سے رویا نہیں تھا وجہ کیا ہے۔ فرمایا مجھے ایک بات یاد آ گئی۔ آج میں پچیس لاکھ مربع میل پر حکومت کر رہا ہوں دنیا کی سپر طاقتوں کو مسخر کر چکا ہوں لیکن ایک زمانہ تھا کہ یہی جگہ تھی میں جوان تھا میرے بازوؤں میں طاقت تھی میرے باپ نے مجھ کو بکریاں چرانے کے لئے دیں۔ میں بکریوں کو قابو میں نہ رکھ سکا میرے باپ کو مجھ پر غصہ آیا طمانچہ منہ پر مارا اور کہا تو جوان ہے طاقتور ہے لیکن دس بکریاں نہیں سنبھال سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آج مجھے وہ بات یاد آتی ہے کہ جب جوان تھا بکریاں بھی نہیں چرا سکتا تھا اور آج بوڑھا ہوں جوانی نہیں ہے لیکن 25 لاکھ مربع میل پہ حکومت کر رہا ہوں۔ سوکھے نیل کو دو لفظوں سے حکم دوں تو دریا چلنے لگتا ہے۔ اگر زلزلہ آتا ہے تو عمر زمین کی چھاتی پر کوڑا مارتا ہے تو زلزلہ رُک جاتا ہے۔ فرمانے لگے یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صدقہ ہے کہ ہر شئے حکم مان رہی ہے۔

میرا منشا و مقصد یہ ہے کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ رشتہ مضبوط تھا تو دریاؤں کی ریت بھی کہا مانا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ مضبوط تھا تو جنگل کے جانور بھی صدا پہ لبیک کہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ مضبوط تھا تو چُپ کر کے دو رکعت نماز پڑھ رہا

ہے اور جنگل کے شیر اور بھیڑیئے بکریاں چراتے پھر رہے ہیں۔ لیکن جب مسلمانوں کے اس رشتے کو کمزور کیا گیا۔ کمزور کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ نبی سے جو محبت کا رشتہ ہے اس کو کمزور کر دو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس رسول کی عظمت پر وار کرو۔ اس کی عزت پر وار کرو۔ جب اس رسول کی ذات ہی مشکوک ہو جائے گی اور اس رسول کی عزت پر اگر کانٹے چبھو دیئے گئے تو یہ اپنے نبی کی عزت کو کیسے بچائیں گے۔ اس لئے ان ظالموں نے نہ تو علماء پر وار کیا نہ عوام پر وار کیا نہ توحید پر وار کیا اور نہ قرآن پر وار کیا ان ظالموں نے سیدھا سیدھا نبوت پر وار کیا اور قادیانیت و مرزائیت کا ایک سانپ پالا اور اس کے منہ سے یہ زہر اگلوایا کہ صدا دو کہ رسول چلا گیا ہے، رسول معاذ اللہ دنیا سے ختم ہو گیا لہٰذا اب مرزا نیا رسول آ گیا ہے لیکن یہودی سمجھتا تھا کہ ہمارا یہ ایک مہرہ سارا کام نہیں کرے گا۔

اس لئے کئی مہروں کی ضرورت ہے انہوں نے اس کی مدد کے لئے کئی مہرے کھڑے کئے، کوئی دائیں سے کوئی بائیں سے۔ یہ بکے ہوئے دماغ، بکے ہوئے قلم میدان میں نکلے اور انہوں نے وار کرتے کرتے کبھی علم پر، کبھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلاحیتوں پر، کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں پر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پر وار کر دیا۔ انہوں نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر انگلی دھر دی کہ جس رسول کا تم کلمہ پڑھتے ہو جس کے لئے تم روتے ہو، جس کے نام پر زندہ ہو وہ رسول تو معاذ اللہ موت کے گھاٹ اتر گیا ہے۔ یہ کہنے کا مطلب کیا تھا عقیدہ حیات النبی پر کاری ضرب لگانے کا مطلب کیا تھا کہ اس نبی کو مردہ ثابت کیا جائے اور اس کی جگہ پر ایک کانا دجال لایا جائے۔ وہ اس منصوبے میں اس حد تک کامیاب ہوئے کہ انہوں نے کئی جماعتوں کو ہمنوا بنا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے مسئلے کو شک و شبہ کی نظر کر ڈالا۔ جس مسئلے میں دسویں صدی ہجری تک نہ کوئی شک تھا نہ شبہ نہ اعتراض تھا ہر کسی

کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات زندہ تھی، لیکن ظلم یہ ہوا کہ:

تیر کھا کے جو دیکھا کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی
ایک تاب ہو تو سی لیں اپنا گریباں یارب
ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

ہم قادیانیت سے لڑ رہے تھے، نصرانیت سے نپٹ رہے تھے لیکن ہمیں کیا پتا تھا کہ کچھ کلمہ پڑھنے والے ظالم بھی ان کے ہمنوا ہوں گے۔ ختم نبوت کے راگ الاپنے والے ختم نبوت کے زندہ باد کے نعرے لگانے والے وہی بولی بولیں گے جو قادیانیت کا کانا دجال بولتا رہا اور وہی بولی ہی بولی گئی کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں تم زندہ سمجھتے ہو معاذ اللہ وہ تو دنیا سے چلے گئے۔ ایک مردہ نبی سے تعلق رکھنے کا فائدہ کیا۔ قادیانیت میں تو کانا دجال کھڑا کیا لیکن دوسرے ذرا پیچھے رہے نبی تو کھڑا نہ کیا لیکن اس سازش کا حصہ ضرور بنے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پر وار کیا گیا کہ معاذ اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت سے رشتے ختم ہو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے قطعاً جدا ہو گئے ہیں حالانکہ علماء امت کا اجماع رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ برکات المصطفیٰ فی الہند میں فرماتے ہیں کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں پوری امت کا ایک ایک فرد متفق ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے، ہمارا آقا زندہ ہے، بزرگوں کی اس بات کے بعد کہ پوری امت میں ایک فرد کو بھی اس میں اختلاف نہیں۔ پوری امت کا طے شدہ مسئلہ متفق علیہ مسئلہ جس میں کبھی کوئی شک ہی نہیں رہا۔ ان ظالموں نے صرف شک کے کانٹے نہیں چھبوئے اس مسئلے کو مختلف فیہ بنا ڈالا گویا اپنے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اوپر شک کرنے

لگے جس شاخ پہ بیٹھے ہیں اس شاخ پر کلہاڑا مار دیا۔ جس کے وجود کی وجہ سے زندہ ہیں اسی کے وجود کا انکار کر ڈالا تو اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اگر ڈاکو اس دیدہ دلیری کے ساتھ ڈاکے ڈال رہا ہے تو دفاع کی پوزیشن پہ بیٹھنے والا بھی سر نیچے کر کے، معصوم بن کے راستہ نہ بدلے بلکہ چوروں اور ڈاکوؤں کا راہ روکے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا نبی زندہ ہے بلکہ اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "تو زندہ ہے واللہ" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے رب کی قسم کہ آپ زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح آپ کی دنیاوی حیات تھی اس سے بھی کامل حیات کے ساتھ زندہ وتابندہ ہیں۔ آپ اپنی امت کے احوال اور معمولات سے باخبر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات روحانی نہیں جسمانی حیات ہے آپ نے صرف موت کا ذائقہ چکھا۔

دارالعلوم دیوبند کے بانی علامہ قاسم نانوتوی انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت اور عام موتوں میں فرق ہے۔ جس طرح عام لوگوں کی زندگی میں فرق ہے اسی طرح نبی کی موت اور عام آدمی کی موت میں بھی فرق ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت یوں سمجھو جیسے شمع جل رہی ہو اس کے اوپر کوئی چیز ڈال دو شمع تو جلتی رہے گی لیکن دیکھنے والوں کو نظر نہیں آئے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ایسی ہے کہ اس کے اوپر پردہ ڈال دیا گیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی شمع جلتی تھی جل رہی ہے اور جلتی رہے گی۔

قرآن مجید کی یہ آیت مسلمہ ہے "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل

اللہ اموات بل احیاء" جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں ان کو مردہ مت بولو۔ وجہ استدلال کیا ہے آپ غور کریں کہ جو فی سبیل اللہ جان دے وہ زندہ ہے نوک زبان پر یہ بھی لفظ مت لاؤ کہ مردہ ہے وہ زندہ ہے اور قائم و دائم ہے کیوں! فرمایا کیونکہ وہ فی سبیل اللہ جان دے رہے ہیں۔ اب کتنی عجیب بات ہے کہ وہ شہید جو صرف اپنی جان اپنا جسم فی سبیل اللہ دے وہ تو زندہ ہے تو وہ نبی جس کی جان نہیں بلکہ قل ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین ۔ نبی کی جان بھی فی سبیل اللہ جس کی ممات بھی فی سبیل اللہ جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ فی سبیل اللہ ہے وہ نبی کیسے مردہ ہے۔

وہ شخص جو صرف ایک پل کے لئے فی سبیل اللہ جان دے گا وہ تو زندہ ہے اس کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ اسے مردہ سوچو بھی نہیں تو وہ نبی جس سے رب نے خود کہلوایا کہ میرے نبی تو بتا دے کہ میری قربانی بھی فی سبیل اللہ میرا دنیا سے جانا فی سبیل اللہ میرا دنیا میں آنا بھی فی سبیل اللہ زندگی کا لمحہ لمحہ فی سبیل اللہ دنیا سے جانا بھی فی سبیل اللہ ہو اس کو مردہ کہنا مردہ ضمیری نہیں تو اور کیا ہے یہ علمی افلاس نہیں تو اور کیا ہے یہ فکری قلاش نہیں تو اور کیا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ شہید تو پاکستان کا ایک فوجی ہے پتہ نہیں نماز پڑھتا ہے یا کہ نہیں صرف جان دینے سے زندہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات جن کی زندگی کا ایک ایک سیکنڈ فی سبیل اللہ تھا اور جن کی موت بھی فی سبیل اللہ تھی وہ اعلیٰ مرتبے کے ساتھ زندہ ہیں ۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نو مرتبہ اللہ کی قسم کھاؤں تو قسم اُٹھا سکتا ہوں کہ مجھے رب کی قسم میرا نبی شہید ہے۔ اب آپ غور فرمائیں اگر نبی کریم شہید ہیں اور یقیناً شہید ہیں تو وہ شہید جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے شہید ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں شہید ہے وہ زندہ ہے تو نبی شہید بھی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔

اگر آج کوئی قادیانی مرزائی دعویٰ کرے کہ نعوذ باللہ نبی مردہ ہے تو یہ اسلام کے خلاف سازش ہے اور اس سازش کو ناکام بنانا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہیں اور حضور زندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی دنیا کی طرح گزر نہیں گئے بلکہ اللہ کا فرمان ہے۔ **وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین** ٥ محبوب تیری صرف ایک جان نہیں تو تو جانِ جان ہے۔ جان جہان ہے، تو رحمۃ للعالمین ہے اور جہاں عالم ہے وہاں آپ کی رحمت موجود ہے آپ کی جان سے کائنات کی نبض چل رہی ہے پوری کائنات کا وجود حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے قائم ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی روشنی میں کہا تھا۔

ہر کہ ہنگامہ عالم بود
رحمۃ للعالمین حق بود

کہ جہاں جہاں کائنات کی نبض متحرک ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہے۔ دوسرے مقام پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت کے گیت ان الفاظ میں گاتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا بھی تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

خود قرآن حکیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پاک کا نقشہ اس طرح کھینچا "**واعلموا ان فیکم رسول اللہ**" (یقین کرو تمہارا رسول زندہ ہے) علم یعلم کے بعد جب اَنَّ یا اِنَّ آئے تو یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ دماغ کے

غبار کو صاف کرنے کے لئے واعلموا کے بعد (انّ) کو ذکر کیا تا کہ ہر قسم کا شک ختم ہو جائے۔ حیات رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وضاحت کلمہ طیبہ میں موجود ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے رسول تو ''ہیں'' اور جو کہے کہ رسول اللہ تھے ان کا کانا دجال ہے اب جس کو چاہو نبی تسلیم کرو چاہے آمنہ کے لال کی غلامی کا طوق پہنو یا بدمعاش، نشئی کذاب کانے قادیانی کو نبی بنا کر اپنی آخرت کو برباد کرو۔

حضور حاضر سے ہے جس کا معنی ہے موجود اور عجیب بات ہے ادھر ہم لفظ ''حضور'' سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکار جمیل کرتے ہیں اور اُدھر کہتے ہیں کہ وہ ہیں ''دور'' ایسی بوگس سوچ پہ صد ہا حیف ہے۔ اب آقا حاضر تو ہیں لیکن یا اللہ ہیں کہاں ذرا آقا کا اڈریس تو بتا فرمایا۔ ''النبی اولی بالمومنین من انفسهم '' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بسیرا مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ اقرب ہے۔ یہاں صوفیاء نے بڑی عجیب بات کہی عرض کیا مولیٰ تیرے حبیب کا اڈریس تو مل گیا اب اپنا ٹھکانہ بھی بتا دے فرمایا۔ ''نحن اقرب الیه من حبل الورید '' ہم شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جان سے زیادہ قریب خدائے لم یزل شہ رگ سے اقرب اب جان کہاں اور شہہ رگ کہاں کسی نے کہا جہاں جان ہے وہیں ہی شہہ رگ ہے۔ جہاں شہ رگ ہے وہیں جان ہے گویا جہاں مصطفےٰ ہے وہیں خدا ہے اور جہاں خدا ہے وہیں مصطفےٰ ہے۔ خواجہ فرید کے بقول۔

لفظاں دے ہین جھیڑے
رہندے ہین ایک ویڑے

اور اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

جب نبی نزدیک ہے تو پھر حیا بھی کر۔ وفا بھی اور احترام بھی۔
لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اپنی آوازوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند نہ کرو جس طرح تم آپس میں آواز بلند کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں جلوہ گر ہیں، مسجد نبوی ہے خلیفہ منصور آتا ہے بلند آواز سے گفتگو کرتا ہے امام مالک عاشق رسول تلملا اُٹھے فرمایا خلیفہ تیرا مقام اپنی جگہ پر لیکن یہاں اپنی آواز کو پست کر تجھے خبر نہیں کہ کس کے دربار میں کھڑا ہے کوئی تو ہوتا جو کہتا وہ تو گزر گئے۔ یہ پوری امت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باحیات ہیں۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب دیوار میں کیل گاڑھنے کی کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فوراً پیغام پہنچایا کہ اے کیل گاڑھنے والے تجھے معلوم نہیں یہاں سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں کیل آہستہ گاڑھ میرے نبی کو تکلیف ہوتی ہے۔ ثابت ہوا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بھی یہی تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب مزار پر حاضر ہوتیں تو بلا حجاب تشریف لے جاتیں۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول حسب سابق رہا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی وہاں مدفون ہوئے تو آپ نے اوڑھنی کو سنبھالا پردے کا اہتمام کیا کسی نے پوچھا یہ حجاب کا اہتمام اب کیوں؟ آپ نے فرمایا پہلے میرے خاوند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ پھر میرے والد گرامی تھے پردے کی ضرورت نہ تھی اب عمر رضی اللہ عنہ آگئے اس لئے پردہ کر کے آتی ہوں۔ لوگ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پاک کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو نہ صرف آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ حیات عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان کر رہی ہیں۔

سمجھ میں نقطہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو کیا کہیں

اب آگے قرآن کی آیت سنو۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدو الله توابا رحيماo

یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن دلیل ہے کہ جب بھی کوئی گناہوں کی آلودگی میں لت پت ہو جائے میرے حبیب پھر تیری بارگاہ ناز میں حاضری دے اس حال میں کہ وہ اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہا رہا ہو پھر آپ بھی میری بارگاہ میں اس لئے سفارش کریں تو آپ کے وسیلہ سے ہم اسے معاف کر دیں گے۔ اب اس آیت طیبہ میں ''جاوک'' کے لفظ آئے ہیں جو مخاطب کی ضمیر کے ساتھ متصل ہیں گویا رب کریم نے اس آیت طیبہ میں نہ صرف آپ کی حیات کی گواہی دی بلکہ عاصیوں کی راہ ہدایت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے انتخاب اور اپنے گناہوں سے تائب ہونے کا طریقہ بتا دیا اور یہ اعلان فقط عہد صحابہ تک نہ تھا بلکہ قیامت تک ہے۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے سنا ہوتا کچھ ہم سے کہا ہوتا

امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت پاک کی تفسیر میں ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری دنیا سے پردہ فرمائے تین دن گزرے کہ ایک اعرابی آیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا میرا الجپال، دلبر دلدار کہاں ہے آپ نے فرمایا وہ سامنے ان کا مزار ہے۔ یہ بات

سنی تھی کہ وہ اعرابی زار و قطار رونے لگا مزار انور سے مٹی اُٹھا کر سر پہ ڈالنے لگا کہنے لگا ہائے میں اجڑ گیا، برباد ہو گیا قبر انور سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ہم نے قرآن پاک میں پڑھا کہ جو بھی عصیاں شعار اپنے فسق پہ ندامت کے اشک لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو آپ اللہ سے اس کی معافی کی سفارش کریں گے۔ کریم پروردگار اپنی رحمت سے اسے معاف کر دے گا۔ لیکن آپ نے تو پردہ کر لیا اب کس کی خدمت میں حاضر ہوں کس سے دست سوال کروں صحابہ کرام کی جماعت کہتی ہے کہ ابھی بے خود ہوا جاتا تھا کہ قبر سے ندا آئی۔ **انہ قد غفرلک** کہ اے میرے غلام تجھے بخشش کے انعام سے سرفراز کر دیا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم حدیث والے ہیں اب حدیث پاک کی روشنی میں آقا کی زبانی صرف آپ کی حیات پاک نہیں تمام انبیاء کی حیات کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

الانبیاء احیاء کہ تمام کے تمام انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا زندگانی کا لطف بھی اُٹھاتے ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ **یصلون فی قبورھم** اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں رکوع و سجود کرتے ہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا جب آپ انتقال فرما جائیں تب بھی آپ نے فرمایا تب بھی اس لئے کہ **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء** کہ اللہ پاک نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے مزید فرمایا۔ **ونبی اللہ حی** اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے "یرزق" اسے رزق دیا جاتا ہے اور وہ اسے تقسیم بھی کرتا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوئی آپ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر

کے پاس سے گزرے اس کیفیت کو یوں بیان کیا۔ هو قائم يصلى في قبره کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیا نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا میں نماز ادا کی اب جب مقتدی زندہ ہیں تو امام بدرجہ اولیٰ زندہ ہے۔ احمد ندیم قاسمی کہتا ہے۔

کون کہتا ہے موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا

اور اقبال نے موت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے قاسمی کو یوں جواب دیا:

گر ہو خود نگر، خود گر، خود گیر خودی .
یہ بھی ممکن ہے تو موت سے نہ مر سکے

مشہور تابعی سیدنا سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ جب یزید کی فوج نے مسجد نبوی کی بے حرمتی کی تو میں وہاں مجنوں بن کر مسجد نبوی کی دیوار کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جتنے دن یزید کی فوج مسجد نبوی میں رہی نہ اذان ہوئی اور نہ ہی جماعت، لیکن آپ فرماتے ہیں کہ مزار انور سے اذان کی بھی آواز آتی تھی اور تکبیر کی بھی۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جب وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدینہ طیبہ چھوڑ کر چلے گئے اور کئی ماہ تک واپس نہ آئے تو زندہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بلال کی یاد نے ستایا تو خواب میں دیدار کرایا اور فرمایا بلال فرقت کی گھڑی بڑی طویل ہوگئی کیا ہم سے ملنے نہیں آؤ گے؟ اگر بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے قائل نہ ہوتے تو کہتے یہ تو محض ایک خواب ہے لیکن جوں ہی آنکھ کھلی یہ عاشق صادق بلک بلک کر رو رہا تھا۔ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے مزار انور پر منہ رکھ کر روتے ہیں چلاتے ہیں کسی نے فتویٰ نہ لگایا کہ چومنے سے جھکنے سے شرک ہوگیا آج شرک کی مشین کہاں سے چل پڑی۔

حضرت ابوالمواہب شاذلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی میں نے عرض کیا آپ موجود ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں زندہ ہوں عرض کیا پھر ہر ایک کو زیارت کیوں نہیں کراتے؟ فرمایا کہ جسے اللہ پاک کا کامل عرفان حاصل ہوتا ہے میں اسے تکتا ہوں اور وہ مجھے تکتا ہے۔

حضرت ابوالعباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگو! تم کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار انور میں زندہ ہیں حقیقت حال ہم سے پوچھو کہ میں نے چودہ طبق پر نگاہ ڈالی، کائنات کے چپے چپے کو چھان مارا ہر طرف اور ہر کہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نظر آئی۔

جتھاں دیکھاں جتھاں بھالاں جتھاں نظر ٹکاواں
میں جیندے جیندے منہ تو دیکھاں تیرا منہ پکاراں

کسی نے کہا اے اولیاء کے سرتاج یہ آپ نے کیا کہہ دیا۔ ام تعدوت ام تفسحت۔ کیا ایک جسم کروڑ حصوں میں تقسیم ہو گیا یا پھول گیا فرمایا کچھ بھی نہ ہوا۔ کالشمس فی کبد السماء جیسے سورج اپنے مقام پر ہوتا ہے اور پوری ماذر گیتی کو اپنی کرنوں سے منور کرتا ہے بعینہ نور نبوت اپنے مقام پہ ہوتا ہے لیکن ساری بزم ہستی کو جگمگا رہا ہوتا ہے عارف کھڑی فرماتے ہیں:

چم چڑی دے نظرے یارو سورج بہت کلوڑا
بے قدراں نوں یوسف مصری دسے کیونکر سوہنا
جنہاں پھڑ کے کھوہ وگایا کی انھاں دے دھاڑیں
کھوٹے درہمی بیچ دیتا اونے اودی زور ڈھنگاڑے
گھنر گاہ توں زلیخا آدے تے مل بچھے یعقوبوں
تاداہ پوے محمد بخشا صورت سیرت خوبوں

مری رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر پلک جھپکنے کی مقدار بھی آقا ہم سے پوشیدہ ہو جائیں تو ہم اپنے آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

شاہ رکن عالم نے اپنے ہاتھوں سے نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا لیکن اتارتے ہی بے ہوش ہو گئے کسی نے پوچھا (جب ہوش آیا) حضور کیا بات ہوئی آپ نے فرمایا قبر میں اترا تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔

ایک مرتبہ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ خیر الانام میں حاضر ہوئے تو پائتی کی طرف بیٹھ کر درود و وظائف میں محو تھے۔ ایک نوجوان آیا اور عرض کیا حضور آپ کو مبارک ہو آپ نے پوچھا کاہے کی؟ اس نے جواب دیا کہ خواب میں دیکھا کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل جمی ہوئی ہے لیکن آقا خود موجود نہیں پوچھا تو بتایا کہ وہ پیر محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے گئے ہیں۔ ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں اپنی حیثیت سے جا سکتے ہیں۔ عجیب بات یہ کہ ویسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا انکار لیکن جب مدرسے کی شہرت کا معاملہ ہو تو کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں آئے عصا مبارک سے لکیریں کھینچی اسی پر دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی یہ موم کی ناک والا عقیدہ نہ بناؤ صبغتہ اللہ کے رنگ میں ڈھل جاؤ۔

دو رنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا
یا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

کائنات نے دیکھا کہ جس نے بھی صبغتہ اللہ کے رنگ میں اپنے آپ کو ڈھالا کائنات کی ہر شے اس کی ہوگئی۔ پھر وہ مرید نہیں مراد بن جاتا ہے۔ طالب نہیں مطلوب ہو جاتا ہے۔ خواجہ نور محمد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ مقام عرفات میں ہوتے مرید ڈھونڈتا شاید عرفات میں ملاقات ہو جائے دیکھا ایک نقاب پوش کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ مرید باصفا نے دیکھا قدموں کے ساتھ لپٹ گیا۔ جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو نقاب پوش دور سے جا رہے تھے۔ پوچھا حضور یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماتھے کی آنکھوں سے بہتر (72) مرتبہ دیدار کیا اور حالت خواب میں ہر روز دیدار کرتے تھے۔

امام شعرانی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے 500 ساتھیوں سمیت بخاری شریف سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر پڑھی۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ ان سے پوچھو جن کا ہر لمحہ سرکار کی معیت میں گزرتا تھا۔

جدید سائنس نے نہ صرف بہت ساری سہولیات فراہم کیں بلکہ بہت سے پیچیدہ مسائل کو بھی حل کر دیا۔ جہاز امریکہ سے اُڑتا ہے جاسوسی روس کی ہو رہی ہے بغیر پائلٹ کے جہاز اڑ رہا ہے، خود بخود لینڈنگ کرتا ہے۔ وائرلیس سسٹم ڈیجیٹل سسٹم، کمپیوٹرائزڈ سسٹم چل رہا ہے سٹیلائٹ سسٹم سے بیک وقت پوری دنیا کی جاسوسی کی جا رہی ہے۔ ارے ایک بے جان لوہے کی ساخت کی مشین میں اگر اتنی پاور ہے کہ وہ پوری کائنات کو کنٹرول کر رہی ہے تو اس شہکار قدرت میں اتنی پاور نہیں کہ وہ کائنات کا مشاہدہ کر سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو کہو السلام علیکم یا اھل القبور۔ عرض کی حضور نیک آدمی کی روح تو جنت میں گھوم رہی ہوتی ہے جبکہ جسم قبر میں؟ اس کا جواب ابن قیم نے حدیث کی روشنی میں دیا کہ روح کے اندر اتنی پاور ہے کہ روح وہاں جنت میں ہے اس کا تصرف یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کو سمجھ کر عملی نمونہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(وما علینا الا البلاغ المبین)

شان اولیاء کرام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○ بسم الله الرحمن الرحیم ○ والذین امنوا اشد حُبا لله ○ صدق الله مولٰنا العظیم ○

جنت دے نہ دے تیری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے
شربت دے نہ دے تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو کسے پرواہ شکر کی ہے
از حسن ملیح خود شورے باجہاں کردی
ہر زخمی و لبمل را مصروف فغاں کردی
بے جرم و خطا قتلم از نازے بتاں کردی
خود تیغ زدی نام دیگراں کردی
تیرے ہاتھوں کی شمع کی حسرت میں ہم
نیم تاریک راہوں میں مارے گئے
تیرے ہونٹوں کے پھولوں کی چاہت میں ہم
تار کی خشک ٹہنی پر مارے گئے

برادران اسلام! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے شدید محبت ہے ان سے، صحابہ کرام کے کان کھڑے ہو گئے حضور کن سے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تمہارے بعد آئیں گے۔ صحابہ نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون خوش نصیب ہیں جو ہمارے حبیب کے بھی حبیب ہیں۔ فرمایا میرے صحابہ جوتمہارے بعد آئیں گے آہیں بھریں گے روئیں گے ان کا من چاہے گا "یود احدھم لو رانی باھله وبماله" ان کے دل سے یہ صدا آئے گی کاش! کہ مال جائے، جان جائے، اولاد جائے پر کسی طرح سرکار کا چہرہ نظر آئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپ کی دید سراپا عید کے متوالے ہیں آپ کو ان سے پیار ہے فرمایا پیار نہیں شدید پیار ہے۔

صحابہ کرام نے اس راز کو اچھی طرح پایا حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ آپ جب رات ہوتی ساری دنیا سوتی حضرت خالد کی آنکھیں ساون کے بدلے کی طرح روتیں۔ روتے روتے بستر پہ آتے آہیں بھرتے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ایک ایک صحابی کا نام لیتے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہچکیاں بندھ جاتیں آواز گلے میں رک جاتی الفاظ اٹکنے لگتے بچے رحم کرنے لگتے بابا سو جا فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں نیند آئے کیسے۔

فراق یار قیامت سے کم نہیں ہے عدم
نہ دن کو چین نہ رات کو نیند آتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دید کی خاطر کوئی بستر پہ ہوتا ہے، تب روتا ہے کوئی میدان میں ہوتا ہے تب روتا ہے۔ اللہ اکبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دید کے بنا جان بھی اچھی نہیں لگتی کہتے ہیں پروانہ جب شمع پہ آتا ہے اور شمع سے پروانے کا ملاپ ہوتا ہے تو اس ملاپ کے نتیجے میں جب غیرت عشق بھڑک اٹھتی ہے تو پروانہ اپنے پروں کو توڑ کر پھینک دیتا ہے تم میرے غم ہو میرے بیچ کیوں آتے ہو مجھے خود جلنے دو پروانے کو پر بھی اچھے نہیں لگتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والے ایسے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا ایک صحابی کو بیٹے نے جا کر خبر دی

کہ بابا حضور ہم کو چھوڑ گئے ہم سے ناطہ توڑ گئے۔ صحابی نے جب یہ سنا تو جو کچھ ہاتھ میں تھا وہیں زمین پہ دھرا اور ہاتھوں کو آنکھوں پہ رکھا آہ بھری اور کہا آنکھیں دینے والے اب آنکھوں کی ضرورت نہیں رہی اب آنکھیں رکھ لے ان کی ضرورت نہیں رہی۔ تجھے تیری قدرت کا واسطہ محبوب نہیں رہا اب مجھے اندھا کر لے۔ تیری کائنات میں دیکھنے کے لئے اب رکھا کیا ہے اس درد سے اس کی ہوک نکلی کہ جب آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا تو آنکھوں کا نور گم پایا۔ بقول حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ۔

رات ہنیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے
او کی جانن سار اساڈی جیہڑے رہن کنارے

ہائے کم بخت تو نے پی جو نہیں، یہ مئے جنہوں نے چکھی ہے ان سے جا کر پوچھو کہ کوئی کسی کا نام لیتا ہے حضور ضیاء الامت کو جنہوں نے دیکھا ہے ان کو پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے ان کو کسی محفل میں چھم چھم آنکھوں سے برسات برساتے ہوئے دیکھا ہے۔ نعت خواں نے نعت شروع کی ادھر ان کے سرخ ڈوروں نے برسات شروع کی۔ اندر بھٹیاں سلگ رہی ہیں لیکن حوصلے کا یہ عالم ہے کہ نہ ہاتھ ہلتے ہیں نہ سر ہلتا ہے کچھ لوگ ذرا سی پی کر بہک جاتے ہیں لیکن وہ صبر و ثبات کا کوہ گراں کہ اندر بھٹیاں سلگ رہی ہیں لیکن وہ صرف آنسو بتاتے تھے کہ اندر کچھ ہو رہا ہے۔ کسی نے ذکر چھیڑا تب بھی روئے کسی نے بات کی تب بھی روئے اور حضور کی حدیث پڑھانے لگے تب بھی روئے حضور کے بارے میں کسی نے سوال پوچھا تب بھی روئے یہ معاملہ کیا ہے حضور کی یاد کا تذکرہ چلا گاڑی میں بیٹھے ہیں رو رہے ہیں مسند تدریس پہ بیٹھے ہیں رو رہے ہیں۔ یہ خاموش درس تھا کہ ہم بخاری کو اس لئے نہیں پڑھتے کہ یہ امام بخاری کی لکھی ہوئی ہے بلکہ:

ہم تو بک چکے ہیں تیرے ہاتھوں پر
وجد آتا ہے تیری باتوں پر

سرکار کے ساتھ وہ عشق تھا کہ مدینے کا تذکرہ چلتا ہے تو روتے ہیں۔
اصل میں دیدار کی تڑپ ہے اس لئے ہم حضور ضیاء الامت کو محبوبیت کے مقام پر تصور کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو میرے دیدار کے لئے تڑپے، مال لگا دے، جان لگا دے، مجھے اس سے شدید پیار ہے تو ہم نے اپنے مرشد کے دن بھی دیکھے، راتیں بھی دیکھیں، سفر بھی دیکھا، جب بھی حضور کا ذکر آتا تھا آنکھیں بھیگ جاتی تھیں اور آج بھی ان کا یہی درس ہے کہ میرے چاہنے والو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرنا، ان کے دیدار کا انتظار کرنا اور صحابہ کرام بھی یہی درس دے کر چلے گئے۔ ایک صحابی تھے صبح کو آتے شام کو چلے جاتے سارا دن بیٹھے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا کہ نوجوان تجھے لگن کیا ہے؟ کیا چبھن ہے؟ کیوں روتا ہے؟ کیوں آنسو بہاتا ہے؟ اس کی آہ نکل گئی اس نے کہا حضور کل قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں مقام محمود پر لے جائے گا ہم غریب تو جنت کے نچلے درجے پر ہوں گے اب آپ کی زیارت کر رہے ہیں کہ اگر وہاں دکھائی نہ آئے تو ان نظاروں پر گزارہ کریں گے لیکن:

جنت میں پہنچ کر بھی مجھ کو قرار نہیں
یہ کوئی اور جگہ ہے مقام یار نہیں

جنت میں اگر یار کا دیدار نصیب نہ ہو تو پھر نہ انگور کے اوپر نہ حور کے اوپر آنکھ ٹکتی ہے اس لئے حضور کے دیدار کے جو پیاسے ہوں چاہے ان کا تعلق صحابہ کرام سے ہو چاہے اولیاء کرام سے ہر ایک حضور کا دیوانہ ہے۔
اس لئے حضور ضیاء الامت کا درس ہمارے لئے یہی رہا۔ ایک دن تشریف فرما ہیں پوچھا گیا حضور سیال شریف سے آئے آپ کا سفر کیسا گزرا؟ پلکیں بھیگ گئیں رونے لگے فرمایا آج تو کرم ہو گیا۔ حضور روتے کیوں ہیں؟ فرمایا کرم ہو گیا آج غریب نواز مدینے والے نے مجھے نوازا ہے۔ آج میں نے

خواب باصواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے تھے میں نے اپنا سر حضور کے قدموں پہ دھر دیا۔ حضور نے قدم نہیں کھینچے میں نے اپنا ہاتھ قدموں کے نیچے رکھ دیا حضور نے پاؤں نہیں کھینچے فرمایا۔

اتنا دیا سرکار نے مجھے جتنی میری اوقات نہیں

حضور کی دید کے جو پیاسے ہوتے ہیں ہر ایک کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی یہ دولت اسے نصیب ہوتی ہے جس کے شب و روز کا لمحہ لمحہ، ثانیہ ثانیہ، منٹ منٹ جس کی پلک جھپکے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہو آنکھ کھلے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہوتا ہے جس کو ہر لمحہ حضور کا خیال ہوتا ہے اسی لئے حلال یہ جمال ہوتا ہے۔

حضرت سید ابراہیم متولی رحمتہ اللہ علیہ خواب میں حضور کو دیکھا کرتے تھے اور ماں کو آ کر بتاتے اماں آج مجھے مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگئی۔ ماں بھی ماں تھی حضرت ابراہیم کے کاندھے پر تھپکی دیتی اور فرماتی ابراہیم مرد وہ ہوتا ہے جسے حضور بیداری میں دیدار کرائیں تو تو خواب میں دیکھ کر آیا ہے۔ ایک دن وہ بھی آیا جب کریم نے کرم فرمایا اور عین بیداری میں جلوہ فرمایا سید ابراہیم متولی دوڑ کر آئے ماں کو بلایا اور فرمایا ماں تجھے مبارک ہو تیرا بیٹا مرد ہو گیا ماں نے پکڑ کر سینے سے لگایا اور فرمایا بیٹا ہوا کیا ہے؟ فرمایا ماں میرا ماتھا چوم آج انہی آنکھوں سے سرکار کو دیکھ کر آرہا ہوں ماں نے ہاتھ چومے آنکھیں چومیں اور فرمایا بیٹا آج سے تو مرد ہے تو میں کہہ سکتا ہوں حضور ضیاء الامت اس امت میں فرد تھے مرد تھے۔ پڑھاتے ہوئے کسی نے پوچھا حضور آپ کو کبھی سرکار ملے ہیں پلکیں بھیگ گئیں لفظ ٹوٹنے لگے۔ گلے میں آواز رندھنے لگی اور فرمایا پوچھ ہی بیٹھے ہو بتانے والی بات تو نہیں لیکن جب بھی میرا کریم مجھے ملا ہے مسکرا کر ملا ہے۔ دیدار تو کریم آقا سب کو کراتے ہیں لیکن جب بھی میرا کریم مجھے ملا مسکرا کر ملا اور دوسری بات فرماتے تھے مجھ پر یہ بھی کرم ہوا ہے دیدار بہت

خوش نصیبوں کو ہوتا ہے مجھے میرا مدنی ماہی جب بھی ملا ہے میں نے قدموں کے بوسے لیے ہیں۔

برادرانِ عزیز! میں نے بتایا حضور ضیاء الامت ''مرد'' تھے۔ مرد کی نشانی میں نے بتائی کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملیں بایں بینا دیدار ملیں اور بار بار ملیں۔ فرمایا ایک رات عجیب تھی اس رات رحمت کی برسات تھی اس رات کی کیا بات تھی میری اس مدنی ماہی سے ملاقات تھی۔ میرے کریم نے کرم فرمایا میرا مدنی سیڑھی سے اتر کر آیا بس سرکار اُترے ہم نے سر کو جھکایا آنے والے! غریب پہ کرم فرمایہ اپنا قدم اٹھا میرے سینے پہ لگا سرکار مدینہ نے قدم اُٹھایا لے کرم شاہ! حضور نے قدم رکھا پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر پر بھی قدم رکھ دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر پر قدم رکھا۔ حضور پشت پر بھی رکھو پشت پر بھی قدم رکھ دیا۔ ارے اس مرد کے کیا کہنے جس کے سینے پر بھی میرے نبی کا قدم ہے ان ولیوں کو ہم سلام کرتے ہیں جن کے کاندھوں پر غوث اعظم کا قدم ہے لیکن اس ضیاء الامت کو کیوں نہ سلام کروں جس کے سینے پر بھی نبی کا قدم ہے، جس کی پشت پر بھی نبی کا قدم ہے اور جس کے سر کی چوٹی پر بھی میرے نبی کا قدم ہے۔ الحمد للہ! ہمارے ضیاء الامت کی محبت ہمارا دین اور بھرم ہے۔ ہم پہ ضیاء الامت کا کرم ہے۔ پڑھنا پڑھانا یہ کرتا ہے سارا زمانہ، تدریس کی مسند پہ بڑے بڑے مدرس بیٹھے ہیں لیکن صدقے اس مدرس اعظم کے جو روشن ضمیر بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف گل گیر کا اسیر بھی ہے اور ہم نکموں کا پیر بھی ہے اور زبان پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہوتی ہے اور دل و دماغ میں کسی کی ذات ہوتی ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے۔ ایک مرید آیا کہنے لگا حضور اجازت دو حدیث پڑھنی ہے، بغداد جانا چاہتا ہوں فرمایا جا ہمیں تجھ سے پیار ہے اس نے کہا حضور حدیث کا علم پڑھنا ہے آپ پڑھاتے نہیں ہیں آپ

نے فرمایا اچھا اگر تمہیں شوق ہے تو کتاب لے آؤ مجھ سے پڑھ لو۔ کتاب لے کر آیا اس نے حدیث پڑھنا شروع کی جب اس نے ختم کی تو آپ نے فرمایا کہ حدیث بھی ٹھیک ہے اور مطلب یہ ہے۔ دوسری حدیث اس نے پڑھی آپ نے فرمایا یہ ساری کی ساری حدیث میرے نبی کی نہیں ہے۔ اس نے کہا پڑھانے والے صدقے تیرے پہلی کو کہتے ہو کہ ساری درست ہے دوسری کو آدھی درست کہتے ہو اور تیسری پوری کو غلط کہتے ہو۔ آخر آپ کو یہ بتاتا کون ہے کس کتاب میں آپ نے یہ جرح نقد پڑھا ہے فرمایا بابا ہم تہذیب التہذیب پڑھنے والے نہیں ہم میزان الاعتدال والے نہیں ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال والے ہیں۔ ہم راویوں کو نہیں دیکھتے ہم خود کریم کو تکتے ہیں۔ فقیر جو ہوتا ہے روشن ضمیر ہوتا ہے بات یہاں ہوتی ہے نظر وہاں ہوتی ہے تجن جہاں ہوتا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا جب تو نے پہلی حدیث پڑھی تھی میں سرکار کا چہرہ تک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش نظر آ رہے تھے ہم سمجھ گئے ساری بات ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور تم نے دوسری حدیث پڑھی سرکار کا چہرہ آدھی حدیث تک خوش تھا لیکن جب دوسرا حصہ پڑھا سرکار کا چہرہ مرجھاتا نظر آیا ہم سمجھ گئے کہ یہ حضور کی بات نہیں اور جب تو نے تیسری حدیث پڑھی سرکار کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہم سمجھ گئے کہ:

بدلے بدلے میری سرکار نظر آتے ہیں
اپنے گھر کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں

لگتا ہے یہ سرکار کی بات نہیں ہے کسی نے اپنے گھر سے بنائی ہے اس لئے سرکار نے توجہ نہیں فرمائی ہے ہم اس کے مرید ہیں جو حدیث بھی پڑھاتا ہے محبوب بھی ملاتا ہے اس لئے اس کے پڑھانے پہ صدقے۔

جتھاں ڈیکھاں جتھاں بھالاں جتھاں نظر ٹکاواں
جیندے جیندے منہ دو ڈیکھاں تیڈے چرچے پاواں

جگر مراد آبادی نے کہا تھا۔

راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں
کہ جس منزل سے گزرا ہوں وہ اب تک یاد کرتی ہے

میرے ضیاء الامت جس گلی سے گزرے ہیں اپنوں سے نہیں بیگانوں سے جا کر پوچھو کہ ضیاء الامت کس ہستی کا نام تھا جس نے ایک مرتبہ ہاتھ ملایا وہ اب تک ہاتھ چومتا پھرتا ہے۔ میری جان ہم اس مرشد پہ قربان جس کا بیان بھی کمال جس کا دھیان بھی کمال جس کا مشن بھی کمال جس کا آغاز بھی کمال جس کا انجام بھی کمال دیدار مصطفیٰ پر مٹے ہوئے، حضور کی دید ہی جن کی عید ہوا کرتی تھی میں اس کریم کے صدقے علامہ جامی کہتے تھے۔

از حسن ملیح خود شورے با جہاں کردی
ہر زخمی و بسمل را مصروف فغاں کردی

بلکہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشت اہل بہشت عنبر سرشت جنتی کشت مجدد چشت نے فرمایا تم ایک بھیرہ میں ڈیرے کی بات نہ کرو بلکہ:

کوٹھے تے چڑھ ڈیکھ فریدا گھر گھر بلدی اگ
میں سمجھی ہک میں کُٹھی اے تاں کُٹھا سارا جگ

وما علینا الا البلاغ المبین○

حقوق والدین

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین ○ علی سید المرسلین وسید العالمین. سید الاولین والاخرین وعلی اله الطیبین الطاهرین واصحابه الهادین المهدیین واولیاءه الکاملین وعلماء ملته واهلسنته اجمعین ○ اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم○ بسم الله الرحمن الرحیم○

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدهما او کلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما○ واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما کما ربینی صغیرا○

قال الله تبارک وتعالی فی مقام آخر ووصینا الانسان بوالدیه حسنا○ صدق الله العظیم○

قال الله تبارک وتعالیٰ فی کلامه المجید ان الله وملئکته یصلون علی النبی یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما○

الصلوٰة والسلام علیک یارسول الله
الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب الله

گفت آں مقصود حرف کن۔ فکاں
زیر پائے امہات آید جناں
مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول

برادران اسلام ہمارا معاشرہ صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ پورا انسانی معاشرہ اخلاقی لحاظ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے پورا معاشرہ افراتفری کا شکار ہے۔ اخلاقی قدریں اس قدر تباہ و برباد ہو چکی ہیں کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ باپ اور بیٹے کا مقدس رشتہ بھی اسی طرح نفرتوں کا شکار ہے۔ یہاں تک کہ مروت و محبت کا جنازہ اُٹھ گیا ہے۔ پورا معاشرہ قیامت کا منظر پیش کر رہا ہے۔ جہاں انسان انسان کا دوست تھا بلکہ انسان جانوروں سے پیار کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھ کر، اب جانور تو کجا رہے یہ مقدس رشتے بھی تباہ ہو چکے ہیں جن رشتوں کے بارے میں جب سے انسانیت وجود میں آئی ہے تب سے اللہ نے ان کی پاکبازی کا اعلان فرمایا ہے۔ ہر آنے والا نبی ان رشتوں کی پاکیزگی کا اعلان کرتا رہا۔ ان رشتوں کو قائم کرنے کا حکم دیتا رہا لیکن نفرتوں کی ایسی باد سر سر تند تیز ہوا چلی ہے کہ محبت کی تمام وادیاں ویران ہو گئیں اور یہ چمن خزاں کی نظر ہو گیا۔ آج جو کیفیت ہے اس سے آپ سب حضرات واقف ہیں کہ ہمارے معاشرے میں جس ماں کو ماں کہتے ہیں کہ اس کے قدموں تلے جنت ہے اور یقیناً ہے۔ کیا ہم اس کا وہ احترام کر رہے ہیں جو کرنا چاہیے تھا۔ کیا اولاد اپنے باپ کے ساتھ وہ سلوک کر رہی ہے جس کا وہ حقدار تھا۔ کیا والد اپنی اولاد کے حقوق اسی طرح سے ادا کر رہا ہے جس کی وہ حقدار تھی تباہی ایک طرف سے نہیں بلکہ آگ دونوں طرف سے لگی ہے۔ باپ اپنی اولاد کے حقوق سے غافل اولاد اپنے والدین کے حقوق سے غافل ہے اور سب سے بڑا ستم یہ ہے کہ کچھ چیزیں وہ ہوتی ہیں جن کا ہمیں علم ہوتا ہے۔ ہم وہ بدنصیب ہیں جن کو یہ علم ہی نہیں کہ باپ کا فرض کیا ہے اولاد کا فرض کیا ہے۔ باپ اپنے فرائض سے غافل اور اولاد اپنے فرائض سے غافل ہے۔ جب فرائض کا پتا ہی نہیں حقوق کی جنگ جاری ہے حقوق کی بات ہم سارے کرتے ہیں اصل جنگ تب ختم ہو سکتی ہے جب ہر کوئی فرض کی طرف لوٹ آئے۔ باپ کہے کہ میرا فرض یہ ہے ماں بولے میرا فرض یہ ہے اور اولاد کہے کہ

ہمارا فرض یہ ہے۔ حقوق کی جنگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

حضرات محترم انسان کا جسم سر سے شروع ہوتا ہے سینے سے نہیں اسی طرح انسانی معاشرہ ماں اور باپ سے شروع ہوتا ہے۔ اولاد بعد میں آتی ہے بیوی کا رشتہ بعد میں بنتا ہے۔ بہنوں کا رشتہ بعد میں بنتا ہے اصل میں کسی بھی معاشرہ کی بنیاد دو چیزیں ہیں ایک کا نام ماں ہے اور دوسری کا نام باپ ہے۔ اور اس معاشرہ کی ان دو اکائیوں کو بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے جب حقوق شروع ہوں گے سب سے پہلا حق خدا کا ہے اس کے بعد ان شخصیات کا جن کی وجہ سے یہ معاشرہ پروان چڑھا ہے اس لئے جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی ترتیب رکھی ہے۔ فرمایا فقضیٰ ربک کہ تمہارے رب کا یہ فیصلہ ہے۔ تمہارے رب کا یہ کھلا حکم ہے الا تعبدوا کہ عبادت تم صرف اپنے مولا کی کرو۔ عبادت کا حقدار صرف اللہ ہے۔ کیونکہ جن دو وجودوں پر اس معاشرہ کا دارومدار ہے ان کو میں نے جان بخشی ہے اس لئے سب سے پہلے مجھے مانو اپنے حق کے بعد فرمایا (وبالوالدین احساناً) میری عبادت کے بعد جو دوسرا کام ہے وہ فرشتوں پر ایمان لانا نہیں وہ یہ نہیں کہ تم کتابوں پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد فوراً اپنے ماں باپ پر احسان کرو کتنا بڑا فرض ہے۔ فرمایا۔

اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریماo

اور جب تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں پس تو ان کو اُف تک نہ کہہ اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو میٹھے لہجے میں بات کرو۔

واخفض لھما جناح الذل من الرحمة. وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیراo

اور جب تو ان کے سامنے جا تو نہایت ہی عجز و انکساری کے ساتھ جا اور کہہ اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا یہ ہے اس آیت کا ترجمہ اب ذرا حدیث پاک میں والدین کی شان دیکھیں۔

وعن عبدالله ابن عمر بن العاص رضی الله عنهما قال اقبل رجل الی نبی الله صلی الله علیه و آلہٖ وسلم فقال ابایعک علی الهجرة والجهاد ابتغی الاجر من الله تعالٰی قال هل لک من والدیک احدحیی قال نعم بل کلاهما قال فتبتغی الاجر من الله تعالٰی قال نعم قال فرجع الی والدیک فاحسن صحبتهماo

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی دور سے آیا ہوں۔ فرمایا کیسے آئے ہو کہنے لگا جناب شوق ہے دل میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کروں۔ گھر بار چھوڑ دوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ جاؤں، دوسرا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا دل کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ حضور آ تو گیا ہوں لیکن ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ میرے نبی نے فرمایا انہیں قدموں پہ واپس پلٹ جا۔ جیسے رُلایا ہے ماں باپ کو ویسے منا۔ تیری ہجرت اور تیرا جہاد یہی ہے کہ تو ان کی نوکری کر بس یہی تمہارا جہاد ہے۔

وفی روایة جاء رجل فاستاذنه بالجهاد فقال احیی والداک قال نعم قال ففیهما جاهدo

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل کرتا ہے کہ جہاد پہ جاؤں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے ماں اور باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے عرض کی ماں زندہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا پلٹ جا تیرا جہاد یہی ہے کہ تو والدہ کی خدمت میں لگا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مجاہد تو جہاد کس لئے کرتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ شہید ہو گیا تو جنت میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا جنت تو تیری ماں کے قدموں تلے ہے جا اس کی خدمت کر اور جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ماں باپ کی خوشی اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے اور ماں باپ کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے جو بندہ ماں باپ کو خوش رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے رزق کو وسیع کرتا ہے۔ عمر دراز کرتا ہے اور جب بندہ ماں باپ کی بے ادبی پر اترتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایک اللہ کے نیک بندے سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کبھی اپنی اولاد کو کوئی حکم دیا تو وہ کہنے لگا اولاد جوان ہے میں نے اپنے بیٹے کو کوئی آڈر نہیں دیا۔ اس ڈر سے کہ کہیں میں کوئی حکم کر دوں میرا بیٹا نہ مانے اور جہنم کا ایندھن بن جائے یہ ماں باپ کا پیار ہے لیکن ایک بات یاد رہے کہ ماں باپ کا حکم ماننا اس وقت تک ضروری ہوتا ہے۔ جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو لیکن جب والدین کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلم سے ٹکرا جائے تو پھر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مقدم ہے اور والدین کا حکم مؤخر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماں باپ یہ دنیا کا کوئی عام تحفہ نہیں یہ اتنی بڑی شان والے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ماں باپ دعا کرتے ہیں ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں اس قدر درجہ قبولیت رکھتی ہے کہ سمجھ لو تمہارے لئے نبی دعا کر رہا ہے۔ عرض کی حضور اگر ماں باپ گنہگار ہو فرمایا اگر ظالم بھی کیوں نہ ہوں پھر بھی ان کی دعا اولاد کے حق میں نبی کی دعا جیسا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا موسیٰ ماں کا احترام کیا کرو اس کی نافرمانی سے بچا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے حکم آ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ماں

باپ دنیا سے چل بھی بسیں پھر بھی ان کا حق انسان پر باقی رہتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ فوت ہوگئی کیا اب اس کا مجھ پر کوئی حق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کیا سمجھتا ہے کہنے لگا حضور ماں بوڑھی ہوگئی تھی۔ میں اس کو ہاتھوں سے پانی پلاتا تھا، اماں ہاتھ نہیں اُٹھا سکتی تھی میں ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کے اسے کھلاتا تھا یہاں تک کہ آقا جب اسے باہر جانے کی ضرورت ہوتی تو میں کاندھے پر بٹھا کر لے جاتا اور پھر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اماں کو کعبے لے گیا اور کاندھوں پر بٹھا کر طواف بھی کرایا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ فرمایا او بھولے انسان ابھی تو تو اپنی ماں کے ایک احسان کا بدلہ بھی نہیں چکا سکا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بیٹھے تھے کہنے لگے یا اللہ میرا دل کرتا ہے کہ میں دنیا میں اس بندے کو ملوں جس کو تو نے جنت میں میرا ساتھی بنایا ہے۔ رب نے فرمایا اچھا فلاں دن نکلنا فلاں جنگل میں جانا ایسے ایسے حلیے کا آدمی ہے وہ وہاں بکریاں چرا رہا ہوگا۔ وہ تیرا جنت کا ساتھی ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ نہ کوئی عالم نہ کوئی فاضل نہ غوث نہ قطب نہ ابدال ایک بکریوں کا چرواہا میرا جنت کا ساتھی بنا دیا ہے۔ جا کے دیکھا تو اس نے ہاتھ میں ایک لکڑی پکڑی ہوئی ہے کبھی ادھر بھاگے کبھی اس بکری کے پیچھے کبھی اس بکری کے پیچھے بھاگے موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے نہ اللہ اکبر کی صدائیں اور نہ ہوہو کی ضربیں عجیب تماشہ ہے بغیر درود و وظائف کے، اس مقام پر جب کوئی بات نظر نہ آئی موسیٰ کلیم اللہ کو شام ہوگئی جب چرواہا گھر جانے لگا تو کہا یار اگر تو اجازت دے تو میں تیرے ساتھ چلوں۔ وہ کہنے لگا ضرور چلیے جب گھر پہنچے تو کہا اب غور کرتا ہوں کیا ہے، اس نے یوں کیا کہ ایک کپڑا جو پڑا تھا اسے اُٹھایا بڑے پیار کے ساتھ اس کپڑے کو جب کھولا تو اندر سے ایک نیم مردہ لوتھڑا ہڈیوں کی ایک مشت برآمد ہوئی اس نے اس کو باہر نکالا پانی لایا اس نیم مردہ لوتھڑے ہڈیوں

کی مشت، تھوڑا سا گوشت جسم پر، اس کا منہ دھویا صاف کیا صاف کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا شوربے میں روٹی کو بھگویا اس کو نرم کرنے کے بعد پھر اپنی انگلیوں سے پکڑ کر تھوڑا تھوڑا ان ہڈیوں والے جسم میں اتارتا رہا اس کے منہ میں اتارتا رہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا لگتا ہے مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ جب وہ قریب گئے جب وہ نوالہ منہ میں ڈالتا تھا اس کمزور نحیف جسم کے ہونٹوں میں سے آواز آتی اللہ تجھ پر رحم فرمائے میرے بیٹے اللہ تجھے موسیٰ کلیم اللہ کا جنت میں ساتھی بنائے۔ موسیٰ کلیم اللہ اُٹھے کہا اللہ اکبر نہ نفل نہ ہو ہو کی ضربیں یہ طرف ماں کی دعا ہے جس نے ایک چرواہے کو اُٹھا کے موسیٰ کا جنت کا ساتھی بنا دیا ہے۔ ''ماں کی دعا جنت کی ہوا'' کسی نے سچ ہی تو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے نیکی کی نیت سے ماں باپ کا چہرہ دیکھا اسے حج مقبول کا ثواب ملے گا۔ عمرے مقبول کا ثواب ملے گا۔ تو اسی ہزار لگا کعبے جا رب چاہے تو قبول کرے چاہے تو رد کرے لیکن ماں اور باپ کے چہرے پر پڑنے والی نظر فرمایا تیرا حج مقبول ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ماں باپ کو سو مرتبہ دیکھیں تو پھر۔ فرمایا او بھولے انسان میرے رب کے خزانے اس سے بھی بڑے ہیں اگر تم سو مرتبہ دیکھو گے میرا رب سو حج کا ثواب دے گا۔ عرض کی اگر ہزار مرتبہ دیکھیں فرمایا ہزار حج کا ثواب ملے گا۔ عرض کی اگر لاکھ مرتبہ دیکھیں فرمایا لاکھ تو نیچے ہے تو اس سے زیادہ نظریں ڈال میرا رب اس سے بھی زیادہ دے گا۔ یہ خزانے کائنات میں کہیں نہیں کعبے کے گرد چکر لگاؤ جو خزانہ ماں اور باپ کے قدموں میں ہے وہ کعبے میں بھی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ماں اور باپ سے اچھا برتاؤ نہیں کرتا اس سے صحابیت بھی چھن جاتی ہے۔ سب سے بڑا مرتبہ تو صحابی کا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور ہے ایک نوجوان ہے نام ہے علقمہ علماء نے لکھا بڑا نیک، صدقہ دینے والا شب زندہ دار نماز ادا کرنے والا غافل نہیں ذاکر ہے۔ اللہ کو یاد کرتا ہے موت کا

وقت آیا جان ہونٹوں پہ آ کر اٹک گئی روح اندر ہی بھٹک گئی۔ سکرات لگ گئی تین سو فرشتوں نے موت کی زنجیروں میں جکڑ دیا جسم پہ سو تلوار گر رہی ہے لیکن جان نہیں نکلتی پھر بیوی وفادار ہو تو روتی ہے وہ روئی کہ میرا خاوند بڑا نیک تھا لیکن سکرات ٹلتی نہیں جان نکلتی نہیں بہت روئی بہت روئی یہاں تک کہ کہا کوئی دوڑے کوئی جائے جا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دے کہ کریم آقا آپ کا وفادار تھا۔ آپ کا نیاز مند تھا رب کا ذاکر تھا لیکن جان اُڑ گئی موت نہیں آئی میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بلال جا، عمار جا، علی جا اور جا کے میری طرف سے بولو پڑھ لا الہ الا اللہ۔ جب صحابہ کرام آئے فرمایا علقمہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے ہم نمائندے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، پڑھ لا الہ الا اللہ لیکن جان نہیں نکلی جان اُڑ گئی صحابہ پیچھے پلٹ آئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عجیب نصیب ہے اس بندے کا آپ نے ہمیں بھجوایا موت کا فرشتہ پتہ نہیں آیا کہ نہ آیا لیکن جان نہیں نکلی کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اس کی ماں زندہ ہے۔ عرض کی جی حضور زندہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے کہو کہ وہ میرے پاس آئے یا ہم اس کے پاس جاتے ہیں۔ بی بی کو جب یہ خبر پہنچی تو لاٹھی ٹیکتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہوئی حاضر ہو گئی۔ اور عرض کرنے لگی حضور آپ کیوں تکلیف کرنے لگے تھے باندی حاضر ہو گئی ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بی بی علقمہ تیرا بیٹا ہے جی کریم آقا میرا بیٹا ہے فرمایا اس کا حال کیا تھا کیسا تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں نمازیں قضا نہیں کرتا تھا۔ زکوٰۃ بھی ادا کیا کرتا تھا تہجد بھی پڑھتا تھا صدقے بھی دیتا تھا بڑا نیک تھا لیکن آقا صرف یہ تھا کہ جب بیوی کا مسئلہ آتا تھا تو بیوی کو میرے اوپر ترجیح دیتا تھا۔ یہاں تک کہ میرا دل دُکھ گیا مجھے اس نے دکھا دیا میں اس کو چھوڑ کر جھونپڑی میں علیحدہ چلی گئی۔ وہ دن اور آج کا دن میں علقمہ سے نہیں ملی میرے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بی بی سمجھ آ گیا۔ فرمایا بلال جاؤ جا کے لکڑیاں جمع کرو لکڑیوں کا ڈھیر لگاؤ جب لکڑیاں جمع ہو گئیں۔ بی بی میرے نبی سے پوچھنے لگی میرے آقا یہ لکڑیاں کیوں جمع ہو رہی ہیں۔ یہ گٹھے کیوں جمع کر رہے ہو فرمایا میں آگ لگاؤں گا اور تیرے بیٹے کو اس کے اندر جلاؤں گا کیوں کہ ماں جس بیٹے سے ناراض ہوا سے کلمہ نصیب نہیں ہو سکتا اس کا ایمان برباد ہو جائے گا۔ اس لئے چاہے میرا صحابی کیوں نہیں چاہے مدینے کا رہنے والا کیوں نہیں، تیرا نافرمان ہے تو رب کا نافرمان ہے اس لئے اس کی زبان پہ کلمہ نہیں آئے گا تیری نافرمانی تیری ناراضگی حجاب بن گئی ہے زبان رک گئی ہے۔ تو راضی ہو گی تو زبان کھلے گی ورنہ قیامت تک زبان بند رہے گی۔

بی بی کی آہ نکل گئی کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ماں ہوں چاہے میرا بیٹا نافرمان تھا چاہے میرا بیٹا جیسا بھی تھا میرے آقا گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا، معاف کیا، معاف کیا صحابہ گئے جا کے کہا مبارک ہو علقمہ تیری ماں راضی ہو گئی۔ حضور راضی ہو گئے۔ رب غفور بھی راضی ہو گئے اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ پیارے ماں ناراض ہو جائے تو عرش والا ماہی بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

ماں نوں میلی اکھ نہ ویکھیں نہیں تے مریں کافر ہو کے
نخل مراد کدی نہ پھلسی بھاویں مرجاویں رو رو کے

میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہلاؤ جب نہلایا گیا غسل دیا گیا میرے نبی نے جنازہ پڑھایا جب اسے دفنایا گیا، میرے نبی نے قریب کھڑے ہو کر فرمایا۔ یا معشر الانصار او اہل انصار پھر فرمایا او مہاجرین سارے سن لو۔

من فضل زوجته علی امه فعلیه لعنة الله والملئكة والناس اجمعین ○

جس بندے نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دی بیوی کے درجے ماں پر بڑھا دیئے اس پر خدا کی بھی لعنت ہو فرشتوں کی بھی لعنت ہو اور تمام لوگوں کی بھی لعنت ہو کیوں فرمایا ماں ماں ہے، ماں جیسا رشتہ نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

امام سمرقندی نے لکھا ہے، لکھتے ہیں کہ حضرت عوام ابن حوشب کہتے ہیں میں ایک بستی میں گیا شام ہوگئی عصر کی نماز میں نے پڑھی میں قبرستان میں نکل گیا میں نے دیکھا کہ ایک قبر ہے قبر پھٹی اور اندر سے ایک بندہ نکلا ایک انسان نکلا میں نے دیکھا نیچے سارا انسان ہے سر اس کا گدھے کا ہے جب نکلا تو کئی مرتبہ گدھے کی طرح ہینگا پھر قبر مل گئی میں حیران پریشان دوڑا اس قبرستان کے کنارے ایک جھونپڑی کے قریب پہنچا میں نے کہا کوئی مجھے بتائے حال کیا ہے ان قبر والوں کا۔ ایک بڑھیا بولی وہ دیکھ دور ایک جھونپڑی ہے اس جھونپڑی میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے جو چرخا کات رہی ہے وہ عورت اس قبر والے کی ماں ہے۔ قبر والا نافرمان بیٹا شرابی تھا جب یہ شراب پیتا نشہ کرتا نشے میں دھت ہو جاتا تو ماں دیکھ کے جلتی کڑھتی سڑتی سڑ کے کہتی "اتق اللہ" میرے بیٹے اللہ سے ڈر میرے بیٹے اتنی شراب پی لی کہ خدا کو بھول گیا یہ مستی میں آ کے بکواس کرتا کہتا ماں تو گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہے۔ چپ نہیں کرتی بار بار ہینگتی ہے گدھے کی طرح رب نے فرمایا او منحوس تو نے ماں کو بکواس کی ہے میں تجھ سے انسانیت چھین کے گدھا بنا دوں گا قبر کے اندر گدھے کی طرح ہینگے گا تو نے ماں کی توہین کی ہے ماں کی توہین کرنے والے قبر میں بھی چین نہیں پاسکتے۔ ماں ماں ہے ماں کا احترام فرض ہے، باپ کا احترام بھی فرض ہے، لیکن ماں کے درجے اور زیادہ ہیں اور اونچے ہیں۔ اللہ اکبر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں نبوت کے اعلان سے پہلے چل بسیں لیکن میرے نبی اماں کو یاد کرتے اتنا روتے حتیٰ کہ جس جگہ میرے نبی کو اماں انگلیوں سے پکڑ کر لے جاتی ایک تالاب تھا۔ جہاں کبھی نہلایا تھا اماں نے۔ آ کے بیٹھ کے رونے لگے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مٹی پہ بیٹھ کے کیوں روئے فرمایا میرے صحابہ یہ وہ جگہ ہے۔
اس جگہ میری اماں پاک مجھے نہلایا کرتی تھی میں اس چشمے کے پانی میں تیرتا تھا۔
مجھے وہ لمحے اماں کے ساتھ والے یاد آئے اماں یاد آئی حتیٰ کہ میرے نبی کی
آنکھوں سے آنسو بہتے رہے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت شاہ عبدالحق محدث
دہلوی، علامہ اقبال، جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہم اور بھی بڑے بڑے محدثین
کرام نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے تھے اپنی ماں کی قبر پر روتے ہوئے
جب واپس آئے تو مسکرا رہے تھے۔ عرض کی آقا آج خوش بہت نظر آتے ہو فرمایا
آج اللہ پاک نے میری آرزو پہ میری اماں کو دوبارہ پلٹایا اور میں ملا میری ماں نے
مجھے میرا کلمہ سنایا میں نے اپنی ماں کو اپنی امت میں داخل فرمایا۔ اس لئے میں خوش آیا۔

ایک مرتبہ جعرانہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت تقسیم فرما
رہے تھے اچانک ایک لمبے قد والی بی بی آئی میرے نبی سارا کام کاج چھوڑ کے
دوڑے دوڑے چلے گئے نہ جوتا مبارک پہنا چادر مبارک زمین پر گھسٹی چلی جارہی
ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کی طرح دوڑے جا رہے ہیں۔ آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس کے پاس پہنچے جا کے سر جھکایا وہ عورت میرے نبی کے
بالوں میں ہاتھ ڈال کر کھیلنے لگی جیسے کوئی بزرگ کسی بچے کے بالوں میں ہاتھ ڈال
کر کھیلتا ہے وہ پوچھتی میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا کیا حال ہے۔ میرے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھیں نیچے کر کے کھڑے رہے اللہ اکبر یعنی زبان سے
جواب دیتے رہے جیسے کوئی معصوم بچہ کسی بزرگ کے سامنے کھڑا ہو۔ میرے نبی
نے چادر کاندھے سے اُتاری مزمل کی چادر زمین پر بچھائی ہاتھ پکڑ کر بی بی کو چادر
پہ بٹھایا تھوڑی دیر ہوئی ایک اسی بی بی کی طرح بوڑھا مرد آیا اسے بھی میرے نبی
نے چادر پر بٹھایا۔ جب بیٹھنے والے بیٹھ گئے میرے نبی مٹی کے اوپر بیٹھ گئے صحابہ
حیران ہو گئے کہ یہ بدو لوگ چادر رسول پر بیٹھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی
پر تشریف فرما ہیں۔ جب آنے والے جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا بلال جا دوڑ کے وہ چیز لے آ وہ تحفہ لے آ وہ چیزیں لے کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی چیزیں اکٹھی کر کے ساتھ دے دیں اور ساتھ چلنے لگے۔ بی بی نے پھر میرے نبی کے بالوں میں انگلیاں ڈال دیں پھر ہلانے لگی میرے نبی کبھی ادھر جائیں کبھی ادھر جائیں صحابہ کرام بڑے پیچ وتاب کھائیں کہ کون بے ادب ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں سے کھیل رہی ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کو چھوڑ کے آئے تو چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار تھے اور چہرہ چمک رہا تھا۔ صحابہ نے بڑے ادب سے پوچھا حضور یہ کون عورت تھی جو آپ کے ساتھ بچوں کی طرح اٹکیلیاں کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا او میرے صحابہ تمہیں معلوم نہیں یہ میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔ یعنی دودھ پلانے والی میری ماں ہے اس کا نام حلیمہ سعدیہ ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نبی ہیں اور وہ ایک بدو عورت ہے آپ نے فرمایا او میرے صحابہ سنو ماں کا مقام تم کیا جانو یہ تو وہ ماں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا ہے جنم دینے والی ماں نہیں تھی میں نے اس کا ادب کیا ہے اور اگر آج میری ماں زندہ ہوتی تو میں دنیا کو بتاتا کہ ماں کی شان کیا ہے کسی نے کہا۔

لکھاں ساک نے بندے دے جگ اُتے نہیں جے رشتہ کوئی ماں دے ساک ورگا
پتر بھاویں زمانے دا ولی ہووے نہیں جے ماں دے پیراں دی خاک ورگا

اس لئے میرے دوستو ماں کی بڑی شان ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا حضور ماں باپ دنیا سے چلے جائیں حق ختم ہو گیا فرمایا حق رہتا ہے اگر راضی جائیں تب بھی اگر ناراض جائیں تب بھی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ان کا حق ادا کریں فرمایا ماں باپ کے کئی حقوق ہیں جب ماں باپ فوت ہو جائیں پہلا حق یہ ہے کہ ان کا جنازہ پڑھا جائے اور دوسرا حق یہ ہے کہ بندہ مسلسل ان کے حق میں دعائیں کرتا رہے وہ

اولاد نمک مردار ہوتی ہے جو کسی جھوٹے مذہب میں جائے اور والدین کے لئے دعائیں کرنا چھوڑ دے حضور نے فرمایا اولاد پر لازم ہے کہ مرنے والے ماں باپ کے لئے بخشش کی دعا مانگے کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرنے کے بعد ماں باپ کا شکریہ کیسے ادا کروں فرمایا رب نے حکم فرمایا ہے۔ ان اشکرلی ولوالدیک میرا بھی شکریہ ادا کر اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کر فرمایا رب کا شکریہ یہ ہے کہ دن میں پانچ نمازیں پڑھیں اور والدین کا شکریہ یہ ہے کہ جب بھی نماز سے فارغ ہو تو دعا مانگیں یا اللہ میرے اماں ابا کو بخش دے۔

تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں سات آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ خاص اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا امیر (حاکم) دوسرا وہ جوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنی پوری جوانی خرچ کی تیسرا وہ آدمی جن کی آپس کی محبت محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں دونوں جمع ہوتے ہوں اور اسی کی محبت میں دونوں علیحدہ ہوتے ہوں چوتھا وہ آدمی جو نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا لیکن دوسری نماز پڑھنے کے لئے اس کا دل مسجد میں ٹھہرا رہا پھر وقت پر مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کر لی۔ پانچواں وہ آدمی جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہو اور ذکر کرتے کرتے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں۔ چھٹا وہ جوان جس کو خوبصورت اور خاندانی عورت بُرے کام کی خاطر اپنے پاس بلائے اور یہ اس کو جواب دے دے کہ میں ہرگز نہیں آؤں گا مجھے خدا کو منہ دکھانا ہے۔ ساتواں وہ آدمی جس نے خدا کے واسطے اپنا مال کسی کو اس طرح دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ علم ہی نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی خدمت کرنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلغ المبین٥

فضیلتِ قرآن

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم الامین المکین الرؤف الرحیم ○ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم○ بسم اللہ الرحمن الرحیم○

لو انزلنا هذا لقران علی جبل لّرایته خاشعا متصدعا من خشیة اللہ وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون○ قال اللہ تبارک وتعالی فی مقام آخر

یسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین○

(صدق اللہ العظیم)

الصلوٰة والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰة والسلام علیک یا حبیب اللہ

برادرانِ اسلام!

آج ماہ رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ہے اور ہم نے اس مہینے کی مناسبت سے پہلے جمعے کے خطبے کا عنوان فضائل قرآن حکیم کو منتخب کیا ہے کیونکہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن○

کہ رمضان المبارک کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم نازل ہوا گویا اس مہینے کو قرآن حکیم کے ساتھ انتہائی قریب کی مناسبت ہے اور دوسری سورہ پاک میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○

بے شک ہم نے اس قرآن حکیم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

اور لیلۃ القدر بھی ماہ رمضان میں ہے۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ لیلۃ القدر میں قرآن حکیم نازل ہوا تب بھی ماہ رمضان میں ہے اور اگر مہینے کی کسی اور رات کو یا دن کو نازل ہوا ہو تب بھی ماہ رمضان میں ہی نازل ہوا ہے اس لئے اس چیز کا تقاضہ ہے کہ آج ہم قرآن حکیم کے بارے گفتگو کریں اور اللہ پاک کے اس کلام سے ہدایت طلب کریں۔

برادران اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ امین ہے۔ اس کی صفت امین ہے اس امین ذات نے قرآن حکیم کو اس زمین پر بسنے والے ایک امین کی طرف نازل فرمایا یعنی قرآن ایک آسمان والے امین سے زمین والے امین کی طرف آیا نہ اس کی امانت داری میں کمی ہے نہ اس زمین کے امانت دار میں کمی ہے۔ اس لئے کہ جس طریقے سے اس نے اپنا قرآن نازل فرمایا۔ زمین والے امین نے من وعن بغیر کسی تھوڑی سی کمی بیشی کے ہم تک پہنچا دیا اور قرآن حکیم کی فضیلت یہ ہے کہ جب قرآن حکیم نازل ہوتا تھا تو جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے وحی کی آواز آتی تھی تو جتنے بھی سات آسمان کے فرشتے ہیں وہ قرآن حکیم کی ایک آیت پر فوراً سجدے میں گر جاتے تھے۔ ایک آیت قرآن کی اتنی ہیبت اور جلال رکھتی ہے کہ سات آسمان کے فرشتے ایک آیت کی ہیبت سے فوراً سجدے میں گر جاتے تھے۔ سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام سجدے میں جاتے اور اس کی ہیبت اور جلال کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے۔ پھر جتنے زمین کے فرشتے ہیں وہ سجدہ ریز ہوتے تھے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اذن عطا فرماتا اجازت دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت فرماتا پھر جبرائیل علیہ السلام اس قابل ہوتا تھا کہ ایک آیت کو اٹھا کر میرے نبی پاک کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ قرآن کی ہیبت وجلالت کی شان یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو بھی اگر اللہ تعالیٰ

اذن اور رحمت عطا نہ فرماتا تو جبرائیل علیہ السلام ایک آیت کے جلال سے مر جاتا یعنی قرآن حکیم کی آیت کا جلال کتنا ہے۔ ہیبت کتنی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جس کی طاقت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا اس کے چھ سو پر تھے اور ایک پر کی طاقت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اگر ایک پر کا تھوڑا سا حصہ چودہ طبق میں مارے تو چودہ طبق کو روئی کی طرح اُڑا دے یہ جبرائیل علیہ السلام کے ایک پر کے ایک حصے کی طاقت ہے اور جبرائیل علیہ السلام چھ سو پر کا مالک ہے لیکن قرآن کی ایک آیت کے سامنے جبرائیل کی حالت یہ ہے کہ سجدہ میں پڑا ہے۔ اللہ کی رحمت برستی ہے، خصوصی اذن عطا ہوتا ہے تب جبرائیل علیہ السلام اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کے کلام کی ایک آیت کو اُٹھائے اس لئے خدا پاک نے خود فرمایا۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ ۔اگر ہم اپنے قرآن کو پہاڑوں کی چٹانوں کے سینوں پر نازل کرتے۔ لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله ۔تو تم دیکھتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خشیت و جلال، ہیبت و رعب سے پہاڑوں کی چھاتیاں ملنے لگتیں زلزلے بپا ہو جاتے چٹانوں کی چھاتیوں پر کپکپی طاری ہو جاتی یعنی ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں کے سینوں میں بھی یہ طاقت نہیں ہے کہ میرے کلام کو اُٹھا سکیں اور یہ شان اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو دی۔ فرمایا کہ جبرائیل کو صرف قرآن پڑھنے کی اجازت ملی تھی کہ قرآن مجید کو پڑھا کرے اور فرشتوں کو اللہ نے اجازت نہیں دی تھی کہ وہ قرآن مجید کو پڑھ سکیں۔ یہ بات ذرا غور سے سنیں کہ فرشتے بڑی شان والے ہیں۔ ان پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن جبرائیل کے سوا کسی فرشتے کو بھی یہ عزت نصیب نہیں کہ وہ قرآن کو پڑھ سکے۔ صرف اتنی عزت نصیب ہے کہ جب میرے محبوب کے گنہگار امتی پڑھا کریں تو تم جا کے سنا کرو۔ یہ بات آپ نوٹ رکھیں جو میں نے آپ کو بتائی ہے کہ فرشتوں کو بھی یہ شان نصیب نہیں ہوئی کہ وہ پڑھ سکیں صرف سننے کی عزت نصیب ہے

پڑھنے کی عظمت نصیب نہیں۔ اس لئے فرمایا۔ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۔ جب قرآن فجر کے وقت ساری دنیا پہ سناٹا سکوت طاری ہے آسمانوں کی دنیا قدوسیوں کی دنیا ملکوتیوں کی دنیا شوق کے ساتھ پیار کے ساتھ سنتی ہیں جب بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت قرآن پڑھتا ہے فرشتے قطار اندر قطار آ جاتے ہیں کہ آؤ سنیں قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ یہ شان اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس گنہگار امت کو دی ہے کہ کلام میرا ہے، پڑھو تم اور اسی لئے فرمایا۔ لوگو قرآن مجید جو تمہیں ملا ہے۔ جو رمضان المبارک میں آیا ہے جس کو رات تراویح میں سنتے ہیں اس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے، اس کو چھوٹی چیز نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اسے تو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھنا چاہیے۔ اس لئے کہ جتنی بھی اللہ کی کتابیں نازل ہوئیں صحیفے نازل ہوئے، تمام کے اوپر قرآن کو ایسے فوقیت حاصل ہے۔ جیسے اللہ کو ایک بندے پر فوقیت حاصل ہے اب بتائیں کہ کیا بندے اور خدا کا کوئی موازنہ ہو سکتا ہے۔ بندے اور خدا کا کوئی مقابلے کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ فرمایا جیسے تم خدا اور ایک عام آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے قرآن مجید کا دوسرے کلاموں کے ساتھ جو موازنہ ہے اس کا بھی تم تصور نہیں کر سکتے۔ قرآن اتنا اونچا ہے جتنا خدا اونچا ہے۔ خدا تمہارے تصور سے ماورا ہے۔ ایسے ہی جو کلام خدا ہے وہ بھی تمہارے تصور سے ماورا ہے۔ یہ تو رحمت خدا ہے کہ قرآن تمہارے سینے میں آ گیا ہے۔ یہ تو اس کا کرم ہے ورنہ قرآن مجید تمہارے نصیب میں کہاں۔ اس لئے ذہن میں رکھو کہ قرآن بڑی شان والا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ان میں سب سے زیادہ پیارا اس کا قرآن ہے۔

یہ تو اس سے پوچھو جس نے قرآن کی قدر پائی ہو۔

اب چمگادڑ کو کیا پتا کہ سورج کی روشنی کیسی ہوتی ہے۔ یوسف کے بھائیوں کو کیا پتا کہ یوسف کی قدر کیا ہے۔ یہ یعقوب کو پتا ہے یا زلیخا کو پتا ہے۔

مکے والے نجدیوں کو کیا پتا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کیا ہے یہ تو کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھے۔ اسی لئے پانی کی قدر جن کے سامنے گھڑے بھرے ہوں ان کو کیا پتا یہ تو کوئی ریتلے میدان کے پیاسے سے پوچھے۔ جو صحرا میں پڑا ہے کہ پانی کی قدر کیا ہوتی ہے۔

ترسا دیا ابر گریزاں نے اس قدر
ایک بوند بھی جو برسے سمندر لگے مجھے

صحراؤں میں بسنے والے تو ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک بوند برسے ہمیں تو سمندر لگتا ہے۔ اس لئے جن کو نہیں ملا انہوں نے قدر پہچانی ان سے پوچھو۔

جبرائیل کو پتا ہے کہ قرآن کی قدر کیا ہے۔ سجدہ میں پڑا ہے کہ ایک آیت آنے لگی ہے ہمارے پاس تو تیس پارے موجود ہیں۔ دل چاہا تو پڑھ لیا دل چاہا تو نہ پڑھا۔ جبرائیل علیہ السلام کو کہا جاتا کہ عمر بھر کھڑا رہے تو جبرائیل علیہ السلام خوش ہو جاتا تھا کہ مجھے عزت ملی ہے کہ قرآن سننے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے جنہوں نے قرآن کو جانا قرآن کو پہچانا ان سے پوچھو۔

قرآن مجید کی قدر پوچھو مکے والے اس در یتیم سے کہ بارہ تیرہ دن جب قرآن نہیں آیا کبھی مسجد میں بیٹھ کے روئے کبھی حرم میں بیٹھ کے روئے، کبھی پہاڑوں پر بیٹھ کے روئے۔ بلال روتا ہے سرکار کس نے رلایا، سرکار کس نے مارا، کس نے گالی دی، کس نے مندہ بول بولا، کسی نے بُری بات بولی، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس نے رُلایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روتے پھرتے ہیں کبھی حرم میں بیٹھ کے روئیں، کبھی پہاڑوں کی چھاتیوں پہ بیٹھ کے روئیں، اتنا روئے میرے نبی اتنا روئے کہ ایک دن کہنے لگے اوپر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا یا رب اب اگر تیرا کلام نہیں آئے گا پھر میرا زندگی کا چراغ بجھ جائے گا۔

تیرے کلام کی قسم ہے مجھے کہ جس دن تو نہیں بولتا کوئی بھی بولتا نہیں۔ تیری بولی کے بغیر میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میرے نبی روتے پھرتے ہیں، ابوبکر رو کے پوچھتے ہیں میرے سرکار کس نے رُلایا کیوں روتے ہو، میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابوبکر نہ کسی نے مارا نہ کسی نے ستایا نہ کسی نے دکھایا آج تیرہ دن ہو گئے قرآن نہیں آیا۔ نہ قاصد نہ پیغام آیا، نہ کوئی جواب سلام آیا۔

تیرے اک نہ ہونے سے ساقیا لذت مئے کشی نہیں
آنکھوں میں مستیاں نہیں دل میں وابستگی نہیں

قرآن مجید نہیں آتا تھا تو ساری کائنات کے محبوب اللہ کے پیارے رسول بلک بلک کے بچوں کی طرح روتے تھا کہ قرآن نہیں آیا۔ میرے بھائیو میرے دوستو قرآن نہ آئے نبی نہ سوئے، نبی کھانا نہ کھائے، قرآن نہ آوے نبی کو چین نہ آوے۔ دوستو کوئی ایک دن تو جاگ کر دیکھے تیرہ تیرہ دن نہ رات کو سوئے نہ دن کو سوئے۔

فراق یار قیامت سے کم نہیں ہے عدم
نہ دن کو چین نہ راتوں کو نیند آتی ہے

اگر میرے دوستو میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی پوچھتا قرآن کیا ہے، قرآن کی شان کیا ہے۔ قرآن کی قدر کیا ہے۔ میرے نبی فرماتے تھے کہ میرے امتیوں یاد رکھو جس دل میں قرآن کی کوئی آیت نہیں ہے وہ دل ویران ہے برباد ہے اور فرمایا جس دل میں قرآن کی کوئی آیت ہے وہ خوش ہو اس کا دل آباد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہ میں بیٹھے۔ فرمانے لگے صحابہ کس کا دل کرتا ہے کہ اچانک وہ جائے اور اچانک اسے تین سرخ اونٹ مل جائیں۔ صحابہ نے کہا حضور اتنی قیمتی شے اور وہ بھی مفت میں ملے۔ بغیر معاوضے کے ملے ہر کسی کا دل کرتا ہے فرمایا پھر سن لو جو آدمی صبح اُٹھ کر قرآن کی کوئی تین آیتیں پڑھ لے وہ سمجھ لے مجھے تین سرخ اونٹ مل چکے ہیں۔ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا میرے صحابہ تمہارا دل کرتا ہے کہ تم نمازیں پڑھو عرض کی دل کرتا ہے ساری ساری رات جاگا کریں، ساری ساری رات اللہ کو یاد کیا کریں۔ ساری ساری رات اللہ کے سامنے کھڑا رہا کریں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا دل تمہارا کرتا ہے کہ اللہ کے سامنے سو سو رکعتیں پڑھیں۔ عرض کرنے لگے آقا دل کرتا ہے فرمایا سن لو جو آدمی صبح کے وقت اُٹھے اور قرآن کی کوئی ایک آیت سیکھے وہ سمجھ لے میں نے دوسو رکعت نماز نفل پڑھ لی ہے یہ اس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بولی ہے جس نبی کو مکے کا ابوجہل بھی سچا کہتا تھا۔ یہ ایک آیت کی شان ہے دوسو رکعت کوئی آسان کام نہیں ہے۔ فرمایا ایک آیت قرآن کی کوئی سیکھ لے وہ سمجھ لے کہ میں نے دوسو رکعت سے بھی زیادہ کچھ کما لیا ہے۔ اس لئے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالیشان ہے کہ جو آدمی قرآن کی ایک سورت سے پیار کرے گا جس دن پوری کائنات پہ کپکپی طاری ہو گی قیامت کا دن ہو گا ہر چہرے کے اوپر رنجیدگی چھائی ہو گی۔ ہنسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا ہر کوئی روئے گا مصیبت میں مبتلا ہو گا بلکہ اذا الشمس کورت آسمان کے ستارے جھڑ جائیں گے۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا پوری کائنات پر قیامت کا سلسلہ ہوگا اذا السماء انشقت آسمان کے ٹوٹے اُڑ جائیں گے۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا زمین میں زلزلے بپا ہوں گے۔ واخرجت الارض اثقالھا زمین پھٹے گی جتنے بھی مدفون خزانے ہیں باہر اگل دے گی۔ واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا یومئذ تحدث اخبارھا ٥ بان ربک اوحی لھا ٥ پاؤں بھی بولیں گے ہاتھ بھی بولیں گے زبان کو گونگا کر دیا جائے گا۔ پتھر بھی بولیں گے زمین بھی بولے گی انسان کہے گا ہائے یہ کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بان ربک اوحی لھا وہ بلوانے والا آج ہر چیز کو بلوا رہا ہے۔ جو زمین کسی کی غصب کرو گے وہ زمین بول بول کے گی الٰہی یہ ہوا۔ اس دن ہر چیز بولے گی ہر کوئی اپنے پسینے میں ڈوبا ہو گا جو

قرآن مجید سے پیار کرنے والا بندہ ہوگا۔ قرآن کی آیت مشخص بن کر اس کے سامنے آ کر مسکرا کر استقبال کرے گی آج نہ گھبرا تو نے دنیا میں مجھ سے پیار کیا میں نے کتنا تیرا انتظار کیا اس لئے میرے بھائیو میرے دوستو آج بھی قرآن سے ٹوٹا رشتہ جوڑ لیں، آج بھی وقت ہے زندگی کا بھروسہ نہیں، آج بھی یہ دل میں سوچ لیں کہ ہم آئندہ سے قرآن کے ساتھ کبھی بھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ سکھوں کے گرو نانک سے کسی نے کہا گرو جی سب سے اچھا کلام کونسا ہے، کہہ سکتا تھا میرا کلام بدھ مت والا اچھا ہے لیکن گرو جی نے صاف صاف کہا آج بھی اس کی سوانح حیات میں یہ بات موجود ہے۔ اس نے کہا میاں کلام تو بڑے بڑے آئے دنیا میں، بڑے بڑے بولنے والے پیدا ہوئے، بڑے بڑے خوبصورت کلام کہنے والے دنیا میں آئے لیکن اگر نانک سے پوچھتے ہو یعنی گرونانک نے کہا اگر پوچھتے ہو تو میں نے گرنتھ پڑھی، میں نے وید پڑھی میں نے سیتا گیتا پڑھی، میں نے ساری کتابیں پڑھیں لیکن مجھے کسی کتاب کے پڑھنے میں لطف نہیں آیا۔ میرے دل کو چین نہیں آیا میں نے زبور کے ورقے دیکھے میں نے انجیل کے اوراق دیکھے مجھے کسی کتاب میں لطف نہیں آیا لیکن جب میں نے قرآن اُٹھایا، قرآن نے میرے دل کو باغ باغ بنایا اور آج تک میں نے قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ سکھوں کا گرو کہتا ہے کہ جب سے میری زندگی میں قرآن آیا ہے میں نے اس کا ناغہ نہیں کیا۔ اس لئے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے سکھوں کا گرو کبھی ناغہ نہیں کرتا اور ہم مسلمان ہیں کبھی قرآن کو ہاتھ نہیں لگاتے اب آپ بتائیں وہ سکھ اچھا یا ہم اچھے ہیں۔ ناراض نہ ہونا سوچنا ہے، یہ بات بڑی ہے اللہ اکبر۔

جرمنی کا ایک بہت بڑا ریفارمر تھا اس کا نام تھا لوتھر جرمنی کا تھا اسپین میں آیا سائنس کا علم پڑھنے کے لئے سائنسدان بننے کے لئے پڑھتا رہا ہے علم سائنس حاصل کرتا رہا کہ بہت بڑا ڈاکٹر بنوں گا۔ سائنسدان بنوں گا، کسی مسلمان نے اس کو کہا کہ باقی وقت اپنی سائنس پہ لگایا کر لیکن کبھی کبھی یہ اللہ کا کلام ہے اس کو بھی

اُٹھایا کر جب اس نے قرآن کو اٹھایا۔ قرآن نے اپنا جادو دکھایا اور آہستہ آہستہ اس لوتھر عیسائی کے دل میں گھر بنایا تو ایک وقت وہ بھی آیا کہ لوتھر نے ڈاکٹری کو قدموں تلے روند ڈالا اس نے کہا یہ ڈگریاں کسی کام نہیں۔ ڈگری تو یہ ہے جو تیس پاروں والی ڈگری ہے لوتھر نے قرآن اُٹھایا جرمنی جا کے سانس لیا اور اس نے کہا او جرمنی کے عیسائیو اگر چاہتے ہو کہ دنیا کے اندر نجات پائیں اور دنیا کی گندگیوں سے بچ جائیں تو اس غلاظت سے نکل آؤ اور اپنی کتابوں کو قرآن کے رنگ میں رنگ دو یا قرآن سے بدل دو یعنی تمہاری کتابیں کسی کام نہیں قرآن کا رنگ ان پر چڑھا دو یا قرآن سے بالکل بدل دو یعنی اپنی کتابوں کو اُٹھا کر ڈھیر بنا دو۔ قرآن کو سینے سے لگا لو یہاں تک کہ ان کے لارڈ پاپا نے پادری نے پادریوں کے سردار نے کہا اس کو سزا دو انہوں نے کہا سزا کیا ہے۔ امت کا ایک حصہ اس کے پیچھے لگ گیا کہنے لگا کہتا تو ٹھیک ہے اس کی بات پر غور کرنا چاہیے لیکن اکثریت نے کہا اس کو لٹاؤ آگ لگاؤ تھوڑی آگ کی دھونی لگاؤ۔ جب چمڑا پگھلنے لگے پھر لوہے کی کنگھیاں رکھ کر اس کی چمڑی کو ادھیڑ دو۔ پھر دیکھتے ہیں یہ قرآن چھوڑتا ہے کہ نہیں چھوڑتا۔ جب اس لوتھر کو دور دور سے آگ کا دھواں آگ کی تپش آگ کی حرارت دی گئی لیکن جب اس کا چمڑا جلنے کے قریب آ گیا تو لوہے کی کنگھیاں اس کے جسم پر رکھ دی گئیں لوتھر کے بھائی کہنے لگے کہ قرآن چھوڑے گا کہ نہیں اس نے کہا ظالمو یہ قرآن وہ نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے زبور زبانوں تک محدود ہے انجیل زبانوں تک محدود ہے پر تم تو میرا چمڑا ادھیڑ رہے ہو یہ چمڑے کے اوپر نہیں لکھا یہ تو دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہے۔ اسی لئے تو خدا نے کہا تھا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو جا کے مبارک دینا کہ میں نے ان کے دلوں کو قرآن بنا دیا ہے۔ مطلب کیا کہ میں نے تیری امت کے دلوں کو قرآن مجید یاد کرنے کا خزانہ بنا دیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کتاب پر پانی ڈالو مٹی چلی جائے گی لکھی ہوئی جو اوراق پہ ہے لیکن فرمایا قرآن ایسی کتاب ہے مٹانے سے

مٹتی نہیں نہ پانی ڈالنے سے مٹتی ہے کیوں فرمایا اس کی جگہ وہاں ہے جہاں نہ انگلیاں پہنچتی ہیں نہ پانی پہنچتے ہیں اس لئے اگر خدا چاہتا صرف زبانوں پہ ضبط کرتا لیکن قرآن کو ایسی جگہ پہنچایا دل چیر بھی ڈالو تو ورقہ نظر نہیں آتا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون o فرمایا ہم نے اسے نازل فرمایا ہم اس کا بندوبست کریں گے۔ لوتھر کا پورا چمڑا تو اُتار دیا گیا لیکن اس کے دل کی دنیا سے قرآن کا نشہ نہ اتر سکا۔ اس لئے کسی نے کیا خوب کہا تھا۔

تو ہو کے تُرش رو گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے
بلکہ تیرے غم سے محبت ہو گئی ہے
ستم سہنے کی عادت ہو گئی ہے

وہ ایک لوتھر کیا ایک گرونانک کیا ایک ہندو تھا پروفیسر رام داس اس سے کسی نے پوچھا کہ مسٹر رام داس بولو تم نے گیتا سیتا وید گرنتھ وغیرہ پڑھی ہیں لیکن بولی کون سی اچھی لگی ہے وہ کہتا ہے کتابیں ہماری بھی اچھی ہیں کرشنا بھی اچھی باتیں کرتے تھے۔ رام جی بھی بولی تو میٹھی بولتے تھے لیکن قرآن کی بھاشا بڑی سندر ہے۔ کیا کہا قرآن کی بولی بڑی سونہڑی ہے۔

وجد آتا ہے تیری باتوں پر
ہم تو بک چکے ہیں تیرے ہاتھوں پر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن رہے تھے۔ اچانک حال یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روئے صحابہ بھی روئے اچانک جب سب رونے لگے تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاتھ اُٹھا دو قبولیت کا وقت آ گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیسے فرمایا تم نے دیکھا نہیں کہ قرآن کی تلاوت میں ہمارے آنسو آ گئے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اب جو بھی دعا کرو گے قبول ہو گی خطا نہیں ہو گی۔

واتینا داؤد زبوراً۔ اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنی کتاب زبور پڑھنا چاہتے تھے تو جنگل میں نکل جاتے ساری مخلوق ان کے پیچھے جنگل میں نکل جاتی جا کے جنگل کے اندر صفیں بنتیں پہلے ان کی امت کے علماء کھڑے ہوتے پھر امراء کھڑے ہوتے پھر جنات کھڑے ہوتے پھر سروں کے اوپر پرندے آجاتے۔ اب اس طریقے سے حضرت داؤد علیہ السلام پڑھتے جب زبور پڑھتے تھے تو حالت کیا ہوتی تھی کہ آپ کے اپنے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے آپ کی آواز سننے والوں کی آنکھوں میں آنسو ہوتے اور تو اور اگر پانی کی ندی کے پاس کھڑے ہو کر پڑھتے تو پانی کی روانی رک جاتی اور اوپر سر پر پرندے آتے وہ وہیں تھم جاتے۔ آگے جا نہ سکتے یہی حال ہوتا کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے اور یہ کیفیت ہوتی لیکن دوستو یاد رکھو زمین والے تو سارے آتے لیکن فرشتوں کی آمد نہ ہوتی۔ لیکن میرے آقا کا قرآن کوئی گنہگار امتی پڑھے تو فرشتے آ کر سنتے ہیں۔ ایک صحابی تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان جنگ میں تھے ایک جگہ پر خیمہ لگایا رات کا وقت ہوا گھوڑے کو باندھتے گھوڑا بدکنا شروع کر دیتا صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آقا ساری رات سے گھوڑے نے سونے نہیں دیا۔

شب بھر مجھے غم یار نے سونے نہ دیا
اور صبح کو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

رات کو تو مجھے گھوڑے کی جھنکار نے سونے نہیں دیا۔ حضور ساری رات سو نہیں سکا فرمایا ہوا کیا۔ صحابی عرض کرنے لگا گھوڑا بدکتا رہا نیند نہیں آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیمہ کہاں لگا رکھا ہے۔ اس نے کہا فلاں جگہ پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا او اللہ کے بندے اس خیمے والی جگہ پر ایک شہید کی قبر ہے اور وہ سورۃ ملک سے پیار کرتا تھا اب جب بھی وہ رات کو قبر میں

سورۃ ملک پڑھتا تھا تو فرشتوں کا ٹولہ آسمان سے سننے کے لئے اترتا تھا۔ تیری نگاہ تو کام نہیں کرتی گھوڑا اس لئے تو بدکتا تھا فرمایا کیوں کہ وہ قبر تھی ایک شہید کی اس کو پیار تھا سورۃ ملک کے ساتھ۔ رب نے اس سے چھینی نہیں ہے وہ عزت۔ یہ قبر میں بھی تلاوت جاری ہے ادھر وہ تلاوت کرتا ہے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں کہ قرآن سن آئیں قبر والے سے۔ ارے ہمارے قبروں والے ایسے زندہ ہیں تمہارے جیتے جی مردہ ہمارے مر کے بھی زندہ۔

تیرے تن پرست یزید ادھر
میرے من پرست شہید اُدھر
یہ جیتے ہوئے بھی مرے ہوئے
وہ مرے ہوئے بھی جیتے ہوئے

اس لئے پتا چلا ہمیں اللہ نے عزت بخشی میرے نبی کی امت کا بندہ قبر میں جا کر قرآن پڑھے آسمان کے فرشتوں کو چین نہ آئے۔ میرے بھائیو سوچو اللہ نے تو بڑی شان دے رکھی ہے لیکن ہم چاہنے والے نہیں بنتے۔ اللہ اکبر۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانیں کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والے کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں
تم میں کوئی حوروں کو چاہنے والا ہی نہیں
جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

میرے پیارے دوستو! رب نے عزت بخشی میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو عزت بخشی کہ داؤد علیہ السلام زبور پڑھیں یہاں کی دنیا سنے لیکن جب میرا نبی پڑھے قرآن تو آسمان کے فرشتے سماعت کریں اور زبور داؤد علیہ السلام اپنے ترنم میں پڑھتے تھے اپنے من کی خواہش سے پڑھتے تھے لیکن میرا نبی آرام سے سو رہا ہے اللہ جبرائیل علیہ

السلام کو فرماتا ہے جا اس میرے کملی والے کو جگا یااللہ کئی راتوں سے سویا نہیں ہے۔ آج ہی تو سویا ہے پھر تو جگا رہا ہے فرمایا میرا بھی من کچھ چاہ رہا ہے۔ یااللہ میں جا رہا ہوں بول کیا بولوں یا نبی، یارسول، یا محمد، یا احمد۔ فرمایا نہیں محبوب کو جگانا ہے تو اُٹھانے کے کچھ ڈھنگ بھی سیکھ، سلیقے بھی سیکھ، یہ موسیٰ علیہ السلام نہیں کہ جا کے کہے **یاموسی فخلع نعلیک** یہ نوح نہیں ہے کہ تو کہے **یانوح لیس من اھلک**۔ یہ ابراہیم نہیں ہے کہ جا کے کہے گا یاابراہیم۔ فرمایا میرے محبوب کو دیکھ کس حالت میں ہے۔ کیفیت کیا ہے۔ یااللہ تو دیکھ ہی تو رہا ہے فرمایا پھر اس کیفیت کا نقشہ کھینچ یااللہ تو بول میں کیا بولوں، میں تو نوکر ہوں جو کہیں گے وہی جا کے بول دوں گا۔

میرے بھائیو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے، اللہ تو ویسے ہی جاگنے والا ہے۔ فرمایا جبرائیل جا کے دیکھ کیفیت کیا ہے۔ یااللہ آج تو کمبل اوڑھ کے سو رہے ہیں۔ موسم بدلا بدلا ہوگا فرمایا کمبل اوڑھ کے سوئے ہیں فرمایا یارسول اللہ بھی نہ کہنا، یا نبی بھی نہ کہنا، یاایھا النبی بھی نہ کہنا، عرض کیا یٰسین فرمایا یہ بھی نہ کہنا عرض کی کیا بولوں فرمایا جا کے بول۔ **یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زدعلیه ورتل القرآن ترتیلاo یا ایھا المزمل** او کمبل اوڑھ کے سونے والے او آدھی رات کو سونے والے قم اُٹھو۔ **قم اللیل**، ساری دنیا سوگئی رات ہوگئی اُٹھ قم اللیل ساری رات کریں ہم تم ملاقات، میں سنوں تو کر قرأت۔

کمبل پوش حبیبا اُٹھ کریے باتاں
رازو نیاز سُہاوے وچ ادھیاں راتاں

قم اللیل اُٹھو ساری دنیا سوگئی اب یہ بتاؤ کتنی جاگو گے خواہش تو یہ ہے کہ ساری رات جاگو۔ لیکن پھر پتا نہیں من میں کیا آیا "آپ بھی پڑھ لیں سورۃ کا ترجمہ تو یہی ترجمہ ملے گا" کہ اُٹھو ساری رات لیکن پھر خیال آیا کہ نازنین ہے نازک ہے

کہیں تھک نہ جائے پھر بدل لیا پروگرام الا قلیلا چلو تھوڑا سا کم کر لو تم تھک نہ جاؤ۔
تُساں نازنین ہو تھک نہ جاؤ ''الا قلیلا'' پھر تیسری ترمیم آ گئی چلو قلیل سے مراد یہ لیتے ہیں کہ آدھی رات سو لو۔ پہلے ساری رات پھر آدھی رات لیکن پھر خیال آیا کہ کہیں تھک نہ جائے۔ اوانقص منہ چلو اس سے بھی کم کر لو لیکن پھر خیال آیا کہ کہیں زیادہ کمی کرتے کرتے ملاقات ادھوری نہ رہ جائے پھر فرمایا او زد علیہ یا کچھ زیادہ کر لو۔ یا اللہ تو بے نیاز ہم تیرے نیاز مند بندے لیکن کہیں تو تو بولتا ہی نہیں کہیں بولتا ہے تو پھر بولتا ہی چلا جاتا ہے۔ ساری کائنات بلوائے تو بولتا نہیں اور اگر بولتا ہے تو ترمیم پہ ترمیم کرتا جاتا ہے۔

وہ ہوئے ہم سے ہم کلام اللہ اللہ
کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ

یہ کیسا معاملہ آ گیا کہا یا اللہ خیر تو ہے رات کو سونے والے کو جگایا جا رہا ہے طریقہ بھی انوکھا اپنایا جا رہا ہے۔ کیا طریقہ اپنایا۔ فرمایا محبوب اُٹھو اور کچھ نہیں چاہیے یا اللہ چاہت کیا ہے فرمایا اتنی خواہش ہے تیرے خدا کی کہ اوزد علیہ ورتل القرآن ترتیلا ؀ اُٹھ مدنی مصلیٰ بچھاؤ سامنے کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو نہ بلاؤ تم قرآن سناؤ ہم سامع بنیں تو قاری بن ہم سنیں گے تو بولے گا ہم تیری بولی سنیں گے۔ یا اللہ تیرا تو اپنا کلام ہے۔ فرمایا کلام تو میرا ہے پر مزا آئے گا جب آواز ہو گی تیری یہ تو اللہ کو پتا ہے میرا کلام کیسا ہے۔ تبھی تو کسی سے سنتے پھرتے ہیں۔ اس محبوب سے سنتے ہیں کہ تو بول ہم سنیں گے تو ہماری باتیں کر ہم سنیں گے۔ تو ہمارا کلام پڑھ ہم سنیں گے۔ یا اللہ ساری دنیا بولتی ہے فرمایا کسی کی بولی سے ہمیں کیا۔ ہم تو محبوب کی بولی سے پیار کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ روہی والا اپنی ریگستانی بولی میں بولتا ہے۔

تیڈی ہک ہک بولی توں قربان کراں سارے جمل جہاں دی بولی
میں ہر بولی تے کن لایا پر تیں وانگ کسے دی نہیں بولی

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بولتے تھے قرآن کی بولی بولتے تھے ایسے موتی رولتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بھی چاہتا تھا کہ ورتل القرآن ترتیلا۔ میرا نبی آہستہ آہستہ قرآن سنا مجھے۔ فرمایا جلدی نہ کر کیونکہ جنہیں جلدی تھی وہ سو گئے میں نے سب کو سلا دیا تو پڑھنے والا بن میں سننے والا بنوں۔ قرآن پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک ذرا تیز اس کو کہتے ہیں تدمیر ایک ہے حذر۔ ایک ہے ترتیل۔ یعنی رات مکے قرأت نہ مکے۔ رب نے کہا میرا مدنی دھیرے دھیرے پڑھ۔ آہستہ آہستہ، رفتہ رفتہ ذرا تھم تھم کے پڑھ حضور کبھی قرآن پڑھنے میں تو جلدی کر لیتے تا کہ میرے دل میں بیٹھ جائے تو جرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرماتا انہیں کہنا اپنی زبان کو تیز نہ کرو لاتحرک به لسانک لتعجل به۔ محبوب جلدی نہ کرو میرا قرآن پیار سے پڑھو یا اللہ میرا دل کرتا ہے اسے جلدی جلدی دل میں بسا لوں فرمایا یہ فکر نہ کر۔ ان علینا جمعه و قرانه فاذا قرآنه فاتبع قرآنه۔

میں عرض کر رہا تھا قرآن وہ اللہ کا پیارا کلام ہے جہاں آتا ہے رحمتیں برساتا ہے قرآن کا اپنا کلام ہے یہ اپنے بھی مانتے ہیں بیگانے بھی مانتے ہیں۔ نپولین بونا پاٹ یہ مسلمان نہیں تھا یہ مسلمانوں کی جانوں کا دشمن تھا۔ لیکن ایک مرتبہ اس کو اقرار کرنا پڑا اس نے کہا کہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی کتاب موجود ہے۔ اگر مسلمان اس کتاب کو آگے دھر لیں تو پوری دنیا کے اوپر یہ چھا جائیں گے اور ہندوؤں کا جو قومی شاعر تھا راجندر ناتھ ٹائیگور جیسے ہمارا علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ ہیں اس ٹائیگور نے کہا تھا اس نے کہا تھا اگر قوم مسلم جاگ اُٹھی اور اس نے پھر سے قرآن کو راہنما پالیا تو ہند میں صرف اسلام ہی نظر آئے گا۔ اور جارج برناٹ شاہ اس نے کہا تھا کہ جب مسلمانوں نے قرآن اُٹھا رکھا تھا طارق بن زیاد کے ایک ہاتھ میں تلوار ہوتی تھی دوسرے ہاتھ میں قرآن۔ موسیٰ بن نصیر کے ایک ہاتھ میں تلوار گلے میں قرآن لٹکا ہوتا تھا۔ صلاح الدین ایوبی کے ایک ہاتھ میں تلوار گردن میں قرآن لٹکا ہوتا تھا۔ نور الدین زنگی کے ایک ہاتھ میں تلوار

دوسرے ہاتھ میں قرآن۔ یہی حال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا، علی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ مسلمانوں نے دس سال میں قرآن کو راہنما بنا کر اتنی بڑی دنیا فتح کی کہ رومیوں نے پورے سو سال میں اتنی فتوحات نہیں کیں۔ مسلمانوں نے دس سال میں مدینے سے جھنڈا اُٹھایا بخارے اور سمرقند میں جا لگایا۔

ہم تو جیتے ہیں کہ تیرا نام رہے
یہ بھی ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے
ہم جیتے ہیں تو جگنوں کی مصیبت کے لئے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

اس لئے میرے دوستو! قرآن مجید وہ صداقت ہے وہ سچائی ہے جس کو اپنے بھی مانتے ہیں بیگانے بھی مانتے ہیں۔ ولیم میور انتہائی غلیظ قسم کا ایک مشرک تھا انگریز تھا ایک جگہ تھک ہار کر سچائی کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ معاملہ بڑا عجیب ہے کہ جتنی کتابیں آسمان سے آئی تھیں سب کی سب تبدیل ہو کر رہ گئیں۔ ہماری اپنی کتابیں خالص نہ رہیں لیکن حیرت ہے کہ مسلمان کمزور ہوتے رہے ٹوٹتے پھوٹتے رہے۔ ان کی دھجیاں بکھرتی رہیں لیکن قرآن جیسے مکے مدینے میں نازل ہوا تھا آج چودہ سو سال کے بعد بھی ویسے کا ویسا ہی ہے۔

میری فغاں پہ آنسو بہائے غیروں نے
تیرا دل کوئی پتھر سا تھا پگھل نہ سکا
ہزاروں چارے نکالے تھے
تیرے ملنے کو کوئی چارہ چل نہ سکا تو مل نہ سکا

اس لئے میرے دوستو! اپنے تو اپنے بیگانوں کو بھی قرآن مجید نے ڈنکے کی چوٹ پر اپنا آپ منوایا۔ آپ کو یاد نہیں جب قرآن حکیم کا فیض حبشہ میں

پہنچا تھا۔ شہنشاہ حبش جس کو مکے والوں نے جا کے کہا تھا کہ مسلمان تو تمہارے دین کے قاتل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضرت مریم کو بُرا بھلا کہتے ہی۔ یہ آئے ہوئے ہیں ان کو نکال دے اپنے ملک سے۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں کا کوئی نمائندہ ہے تو بلاؤ جب اس نے یہ بات کی تو مسلمانوں کا نمائندہ حضرت جعفر طیار کو چنا گیا۔ آؤ جعفر جا کے اس کو جواب دو۔ آپ گئے بادشاہ نے کہا نام کیا ہے تمہارا، کہا جعفر۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے ہو کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا نبی ہے میرا آقا ہے۔ کہا اس پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس کو جانتے ہو اس نے کہا الحمد للہ جتنا نازل ہوا ہے سارا یاد ہے۔ اس نے کہا ہمارے عیسیٰ علیہ السلام اور مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ہمارا دل دکھایا گیا ہے کہ تم لوگ ان کو گالیاں دیتے ہو۔ حضرت مریم کو بُرا بھلا کہتے ہو۔ بولو اسکا جواب دو۔ اس نے کہا اس کا جواب تو میں اپنی زبان میں دے نہیں سکتا لیکن جو میرے رب نے میرے نبی پر نازل فرمایا ہے بادشاہ ذرا وہ سن۔ بادشاہ نے اپنے علماء جمع کر لئے اپنی کابینہ جمع کر لی۔ پادری سارے اکٹھے ہو گئے۔ اب پڑھنا شروع کیا نبی کے قاری کے۔

واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا o فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا o قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا o قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلما زکیاً o قالت انی یکون لی غلام ولم یمسنی بشر ولم اک بغیاo قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیاً o فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیاًo فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلۃo

جس وقت حضرت مریم کا نقشہ کھینچا کہ وہ اپنے سینے میں امانت عیسیٰ کی لے کر چلتی ہے آگے چلتے چلتے قرآن نے کہا۔ جس وقت وہ اوکھا مرحلہ آیا وہ

مشکل مرحلہ آیا وہ بیان سنایا فرمایا وہ اپنے آپ کو ایک کھوہ میں لے کی چلدی۔ لیکن جب جھولی میں بچے کے آنے کا وقت ہوا تو چیخ اُٹھی۔

قالت یٰلیتنی متُ قبل ھذا و کنت نسیا منسیا o فنادھا من تحتھا الاتحزنی قد جعل ربک تحتک سریا o وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیاo فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احداً فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیًاo فاتت بہ قومھا تحملہo

سارے عیسائی رو رہے تھے بادشاہ رو رہا ہے ان کے علماء رو رہے ہیں ساری عیسائیوں کی دنیا رو رہی ہے۔ میرے نبی کے قرآن کا قاری پڑھ رہا ہے۔

فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریاo یاخت ھارون ماکان ابوک امرا سوءٍ وما کانت امک بغیاًo فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھدصبیا o قال انی عبداللہ اٰتنِیَ الکتٰب وجعلنی نبیا o وجعلنی مبرکا این ما کنت واوصنی باالصلوۃ والزکٰوۃ مادمت حیا o وبراً بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا o والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا o ذلک عیسی ابن مریمo

بادشاہ عیسائی کی ہچکی بندھ گئی زمین سے تنکا اُٹھایا اور کہا جو تو نے سنایا میں اقرار کرتا ہوں ہمارے عیسیٰ اور مریم علیہا السلام اس سے نہ آگے تھے نہ پیچھے تھے۔ پکڑ کے سینے سے لگایا کان میں منہ رکھ کے کہا آج سے میں مسلمان ہوا قرآن پہ قربان ہوا۔

دوستو! قرآن سے پیار کریں قرآن سے محبت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کی تلاوت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا عن الحمدللہ رب العلمین